بیمن و عون معین مطلق و فیض و توفیق خالق برحق

ترجمہ کتاب بے نظیر مصنف عالم مشہور جان ڈیون پورٹ [illegible] باشندہ شہر لندن در اثبات نبوت حضرت رسالتمآب و حقانیت قرآن مجید ترجمہ فاضل جلیل عالم نبیل جامع علوم عربی و انگریزی و فارسی سید ابو الحسن صاحب صفوی زاد مراتبہم مسمے بہ

مظاہر الحق

بسبب دینے فیس کے اور بجہت مصارف تصحیح وغیرہ کے قیمت اس کتاب کی فی نسخہ ڈیڑھ روپیہ عیصر مطبع سے قرار پایا ہے

مطبع حسینی اثنا عشری لکھنؤ میں سید عابد علی کے اہتمام سے چھاپی گئی

تقریظ

از جناب مستطاب معلی القاب غائص بحر علوم کاشف غوامض و اسرار فلسفہ و ریاضی و نجوم جامع علوم انگریزی و عربی و فارسی وحید عصر فرید دہر استادی مولوی سید حسین صاحب الحسینی البلگرامی دام ظلہم العالی جو عالم متبحر علوم انگریزی مین درجۂ اعلیٰ پر فایز ہین اور مدرسۂ شاہی کلکتہ سی بخطاب انٹرانس (یعنی جامع علوم) ممتاز ہوئے ہین اور بالفعل کینگ کالج لکھنؤ مین بعہدۂ مدرسی اعلیٰ انگریزی و عربی معین ہین فقط

عبارت مقرظ

فی الحقیقت فن ترجمہ کا بہت مشکل فن ہی کسی زبان کی محاوروں کو دوسری زبان کے محاورونمین اس نکتہ سنجی سے ادا کرنا کہ مطلب مضامین کا برابر رہے اور ما فی الضمیر مصنف کا ترجمہ مین کہین سے رہ نہ جاے اور سلسلہ اوسکی بیان کا ہاتھ سے نجاتی پاے کچھہ آسان نہین ہی خصوصاً جب بات اصل کتاب کی ایسی نرالی ہو جیسی ہم ہندستانیونکو انگریزی

علی الخصوص جب مضمون بہی [illegible] کا آپ [illegible] اور دقت طلب ہوتے
ہانا کہ سترجم انگریزی اور اردو دونو کی محاورات مین اوس قدر ماہر ہو جیسے ہمارے
کرم فرما مبدا اداب محمودہ منبع صفات مرغوبہ علم او فضل مین پیش قدم وصی رسول نجید احمد
حسن سمجہنے کی ہمنام مولوی سید ابو الحسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ان دونو زبانوں سے واقف
ہین پر جو صاحب خود مشکل ہی اوسکی دشواری کو کوئی کیونکر مٹائی جیسا سید صاحب نے
اس ترجمہ مین خون جگر کہایا ہے وہ خود دیکہہ خوب جانتے ہونگی سچ تو یہہ ہی کہ ترجمہ
لاجواب ہی جہانتک میری نظر سے گذرا خوب ہی لکہا گیا ہی اہل نظر اسکو انصاف
کی نگاہ سے دیکہین اور داد دین مین کہانتک تعریف کرون اگر سید صاحب کو
علوم عربیہ مین کمال نہوتا اور اپنی یہان کی تاریخ زبان پر نہوتی تو اوس وقت
مین سید صاحب کو سلام کرتا اگر مسٹر ڈیوینپورٹ کی کتاب کا ترجمہ
ایسا بی نظیر کر لیتے مگر ہان بی عیب ذات اللہ کی ہی اتنا نقص البتہ میرے
اوسکی کمال مین پایا کہ جہان جہان اصل کتاب مین آیات قرآن مجید
کا ترجمہ سنداً منقول تہا سید صاحب نے سیدہی سیدہی اردو لکہہ دی
میری رای ناقص مین اس ہندی کی چندی پر اکتفا لازم نہتی سید صاحب
کو مناسب تہا کہ اصل آیات کو بہی حاشیہ پر نقل کر دیتے دوسرے یہہ
کہ اکثر شہرونکی نام انگریزی کی انگریزی ہی رہنے دئی اجنبیت کا لحاظ نکیا
حالانکہ عربی نام بہی اون نامونکی مقابل مین موجود ہین جغرافیہ
اور سیر اور تواریخ کی کتابون مین مل سکتے ہین واللہ اعلم بالصواب

حرّره

[illegible] الحسینی البلگرامی

الحق یعلو ولا یعلی والفضل ما شہدت بہ الاعداء
درین زمان میمنت اقتران ہدایت بنیان عجالۂ نافعہ و رسالۂ لائقہ
مسمّیٰ بہ
مظاہر الحق
مصنف کتاب جان ڈیون پورٹ کہ بڑی احتیاط و شفقت سے
فاضل نبیل عالم جلیل مولوی سید ابو محسن صاحب انگریزی
دان نے ترجمہ کیا باعانت مؤمنین صدق آئین
مطبع حسینی اثنا عشری محلہ فراشخانہ متصل وزیر گنج شہر لکھنؤ میں
بتاریخ ۲۹ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۸۸ ہجری باہتمام سید عابد علی تاجر کتب کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ایّد السنّۃ السنیّۃ المحمّدیہ
بشہادۃ مخالفیہا ۔ وشیّد الملّۃ الزاہرۃ الاحمدیّۃ
باقرار معاندیہا ۔ والصلوۃ علی افضل انبیائہٖ
محمد الذی استنارت شموس رسالتہٖ
فی سائر الامصار واستضاءت بدور نبوّتہٖ
فی جمیع الاقطار وعلی آلہٖ واصحابہٖ سیّما ابن
عمّہٖ علیؓ الذی اقرّ اہل الکتاب بوصایتہٖ
وخلافتہٖ و شہد حاملو التورٰیۃ والانجیل
علی سماعتہ و سخاوتہ اما بعد پس ناظرین

کی خدمت مین عرض کرتا ہے اقل العباد و علما
و اذلھم عملاً سید ابو الحسن ابن السید عسکری الرضوی
القمی جعل اللہ یومہ خیراً من امسہ و وفقہ بعمل ما یحبہ و
فی رمسہ کہ بالفعل بمفاد الفضل ما شھدت بہ الاعداء
ایک عالم نصرانی مسمے بہ جان ڈیونپورٹ باشندہ
شہر لنڈن نے ایک رسالہ بطور تذکرہ حضرت اشرف الانبیاء
تصنیف کیا اور اوسمین فضائل و مناقب آنحضرت وقرآن شریف
موافق اقوال معتمدہ و دلائل معتبرہ درج کئے اور اعتراضات
اہل کتاب کے حلاً و معارضۃً و عقلاً و نقلاً رد کئے سبحان
اللہ کیا قدرت خدا ہے اور کسقدر اوسسے تائید اسلام منظور
ہے کہ ایسے ملک مین ایسا شخص پیدا کیا جسنے کوئی دقیقہ
اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا اور ایسے ایسے دلایل
و براہین کتب مقدسہ سماویہ اور کلام علماء و مؤرخین معتبرین
و مؤلفین نصاری سے لکھین کہ یہہ رسالہ اہل اسلام کے لئے
سند قوی اور حجت قاطع ہے فشکر اللہ سعیہ و
اجزل اجرہ اور جو صاحب زبان انگریزی مین مہارت
رکھتے ہین اونکو اس مرد عالم کے علم و کمال کی کیفیت معلوم
ہوجائیگی مترجم گمان کرتا ہے کہ انگلستان مین کیا تمام یوروپ
مین چند ہی اشخاص علم و حکمت و زبان دانی مین ایسے باخبر

کے مثل ہوگئے پس بنظر رضاء الٰہی حقیر نے تہذیب و ترتیب اس رسالہ
کا ترجمہ کیا اور حتی الامکان ترجمۂ لفظی کا لحاظ رکھا لیکن چونکہ
عبارت اصلی بسبب مضامین دقیقہ و خیالات رشیقہ کے ایسی مشکل ہے
اور اسقدر اوسمین انگریزیت ہے کہ اہل ہندوستان کے مذاق کے بالکل منافی ہے
پس اگر اوسکا ترجمہ لفظی کیا جاتا تو مہمل ہوجاتا اور کسیکی سمجھہ مین نہ آتا لہذا مترجم
مجبور ہوا کہ ایسی عبارت کے خلاصۂ مضمون کا ترجمہ کرے اور بعض مقامات پر توضیح
مطلب کیلئے اپنی طرف سے عبارت لکھدی ہی اور ایسے اس قطع کے دائرہ محصوری
مین لکھدیا ہی اور حتی الامکان ترجمہ بہت سمجھکر کیا ہی اور کہین غلطی کا گمان نہین
لیکن اگر بفحواے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کہین غلطی ہوگئی ہو
تو مترجم امیدوار ہے کہ ناظرین لطف و مروت کو کام فرمائین اور حقیر کو معاف
و معذور رکھین اور اگر کسی صاحب کو ترجمہ مین کوئی اعتراض ہو تو امیدوار ہون
کہ یا خود میرے غریبخانہ پر تکلیف فرمائین یا بذریعہ خط کے اوس اعتراض
سے اطلاع دین کہ انشاء اللہ اونکی تسکین کردیجائیگی اور اس ترجمہ
مین مترجم نے ایک تصرف یہہ بھی کیا ہے کہ اسم مبارک جناب
رسالتمآب صلعم کو ترک ادب سمجھہ کر نہین لکھا اور اوسکے بدلے آنحضرت صلعم
یا حضرت صلعم یا آپ صلعم لکھدیا ہے فقط

تمت

تز

رسالہ

مسمّی

بہ

عذر از طرف محمّد و قرآن

مصنفہ

جان ڈیون پورٹ

مصنف تذکرہ علی پاشا حاکم جنینا — وتاتیدوہ — و تاریخ کرگ و راجگانِ کرگ — و یادداشت تاریخ ہندوستان — و تاریخ مروج مدارس — و دیگر کتب کارآمدِ تعلیم

فہرست ابواب رسالہ

مسمّیٰ بہ
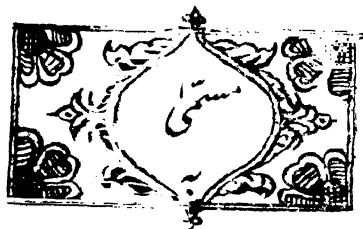
عذر از طرفِ محمدؐ و قرآن

حصہ اوّل حال حضرت محمدؐ

حصہ دوم قرآن و اخلاق حمیدہ مندرجہ آن

حصہ سیم جوابات اتہامات نسبت محمدؐ

حصہ چہارم خوبیہائی قرآن

مطبوعہ شہر لنڈن سنہ ۱۸۶۹ع

ترجمہ دیباچہ
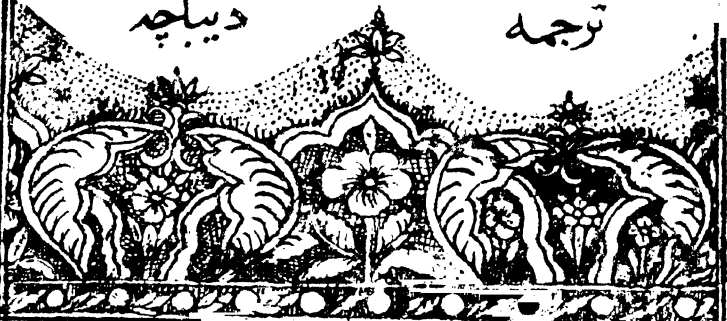
یہہ رسالہ ایک ہدیہ ناچیز ہے جسکے راقم نے بڑی کوشش سے حال حضرت
محمدؐ کو اشتباہات کاذبہ اور الزامات قبیحہ سے بری کیا ہے اور اس امر
حق کی تائید کی ہے کہ آنحضرت اون بندگان (ذوالکرام) کے زمرہ سے
ہیں جنکے بڑے بڑے احسان بنی آدم پر ہیں — (واضح ہو کہ بعض مورخین
نے فرط تعصب سے راہ ضلالت اختیار کی اور ایسے ایسے اتہامات نام
پاک مروج مذہب توحید پر لگائے — پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان متعصبین
نے فقط اون امور نیک سے مخالفت و انحراف نہین کیا جنکے بارہ مین
خود منجی (یعنے مسیحؑ) نے ایسی تاکید کی ہے بلکہ فہم مین بہی خطا کی ہے
(یعنے نے سمجھے بوجھے ایسے اعتراضات لغو آنحضرت پر کئے ہین) اسواسطے کہ
اگر یہہ لوگ ذرا بہی تامل کرتے تو انپر واضح ہوجاتا کہ پیغمبر خدا اور آپ کے
احکام کا حسن و قبح مطابقت یا مخالفت شریعت عیسوی یا اور شرایع
حال سے نہ دریافت کرنا چاہیے (بلکہ وجہ حقیت اور عدم حقیت شریعت آنحضرتؐ
اون مذاہب کی نسبت دیکہنا چاہیے جو اوسوقت [illegible] تہے یعنے

عرب وغیرہ) مین مروّج ہے **خلاصہ** یہہ کہ توبہہ تصور

کرنا چاہیئے کہ وہ حضرت مہذب ملّت اور بانی شریعت تھے اور ساتوین

صدی عیسوی مین عرب مین پیدا ہوئی تھے — اوراس بات کا اعتراف

بھی یقیناً واجب ہی کہ انحضرت صلعم سے زیادہ جلیل القدر کوئی شخص اقلیم

ایشیا مین نہین پیدا ہوا جسکے وجود ذی جود پر وہ فخر و مباہات کرتے

بلکہ حق تو یہہ ہی کہ تمام عالم مین سلف سے آج تک انحضرت سے بہتر بہت کم

لوگ پیدا ہوئی — اگر ہم غور کرین کہ قبل بعثتِ انحضرت صلعم عرب کیسے تھے

اور بعدِ بعثت کیسے ہوگئی اور یہہ بھی نظر تعمق سے دیکھین کہ انحضرت صلعم

کی شریعت غرّا نے کرورہا آدمیون کے دلون مین شعلۂ ایمان مشتعل کیا

اور ابتک اونکی قلوب اوسی کے نور سے منوّر ہین تو ہمین ضرور تنبہ ہوگا

کہ ایسے شخص جلیل الشان اور عدیم المثال کی مدح سے باز رہنا بڑی بی انصافی

ہی — اور اونکی نبوّت کو محض بخت و اتفاق کیطرف منسوب کرنا قادر مطلق

کی قدرت کاملہ پر حرف لانا ہے **خاتمہ** مصنف اس رسالہ کا التماس

کرتا ہے کہ چونکہ اپنے مین اتنی استعداد اور لیاقت نہ پائی کہ ایسے امر عظیم و دل

چسپ کو کما حقّہ حیطۂ تحریر مین لاسکے لہذا چند مقامات پر اور مورّخین

کی مضامین اور عبارات نقل کئے اور اس اعانت مین راقم اونکا نہایت

ممنون و مشکور ہے فقط ....

حصۂ اوّل محمد صلعم و حال انحضرت

باب اوّل حالات آنحضرتؐ

اس بات مین کسی طرح کا شک وشبہ نہین کہ جسقدر صحت و تفصیل سے آنحضرتؐ کا حال لکھا گیا ہی اوسقدر اور کسی بانی مشرع او فتاح کا حال نہین تحریر کیا گیا حقیقت یہہ ہی کہ اگر اون کرامات و معجزات کو آنحضرت کیطرف منسوب نہ بہی کرین جو مورخین اقلیم **ایشیا** ہمیشہ سی لکھتے چلے آئے ہین تاہم اور حالات آنحضرتؐ ایسے عجیب و غریب ہین کہ اونپر اعتبار و وثوق مشکل ہی **واضح** ہو کہ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے اوس زمانہ مین اکثر بلاد عرب اور پادشاہون کی تحت حکومت تہے باین تفصیل کہ عرب خاص **شام فلسطین** اور **مصر** تحت حکومت سلاطین قسطنطنیہ تہی اور وہ بلاد جو ساحل **خلیج فارس** پر واقع تہے اور وہ ملک جنمین **دجلہ اور فرات** بہتی ہین اور صوبجات جنوبی عرب خسروان **فارس** کے مطیع و محکوم تہی اور وہ بلاد یمان جو جنوب **مکہ** مین **بحر قلزم** کے کنارے پر واقع تہے پادشاہان عیسایان حبش کے تحت حکومت تہے الا **مکہ** اور دیگر بلاد جو وسط عرب میں واقع تہے اور جہانتک کسی غنیم کی رسائی ممکن نہ تہی خود مختار رہے باشندگان عرب کا مذہب اکثر اون بادشاہونکی الت کی موافق تہا جنکی سلطنت اوس ملک مین تہی مثلاً جہان یونان اور حبش کی عملداری

تھی وہان مذہب عیسائی کو غلبہ تہا اور جو صوبجات بادشاہ فارس سے
متعلق تھے اونمین مذہب آتش پرستان اور مانیان جنکی احکام و آئین
[illegible] تھی رائج تہا اور سوای ممالک مذکور کے سب دیگر [illegible]
بت پرستی کی حدت تھی ابتدا مین تو عرب ایک خداے بزرگ کی
عبادت کرتے تھے اور اوسے اپنی زبان مین اللہ تعالی یعنے خدای آسمان
و زمین تعبیر کرتے تھے لیکن بعد ازان اون لوگون نے پیچھہ عبادت ترک
کر دی اور پتہا سے بت بناکے اونمین ارواح بحبسہ کی پرستش کرنے لگے اور
اپنے معبودون کو فرزندان خدا کہتے تھے اور اونکی مسکن ثوابت اور سیارا
سمجہتے تھے اور اونہین تمام دنیا زمین کا مالک اور حاکم جانتے تھے
لیکن تمام ملک عرب مین صرف [illegible] الذوات کو نہ پوجتے تھے [illegible] قوم اور
ہر قبیلہ کا ایک جداگانہ معبود تہا اور معبودونکی قربانیان اونکی نذر کرتے تھے
عرب عقبی کا اعتقاد نہ رکھتے تھے اور نہ حدوث عالم کے قائل تھے بلکہ
خلقت عالم کو بخت اور اتفاق کیطرف منسوب کرتے تھے اور اوسکی فنا
کو دہر کیطرف نسبت دیتے تھے تمام ملک مین عیاشی اور راہزنی پھیلی
ہوئی تھی اور چونکہ یہہ لوگ حیات کا انجام موت سمجھتے تھے لہذا نہ تو نیکی کی
جزا اور نہ بدی کی سزا دیتے تھے (مخفی نرہے کہ ایسی ایسی خرابیان ان و
عیسائیون اور یہودیونکی مذہب اور اخلاق مین بہی واقع ہوئی تہین جو
مدتہای مدید سے عرب مین قیام پذیر تھے اور اوس ملک مین اقتدار
و اختیار رکہتے تھے یہودیون نے رومیون کی ظلم [illegible] ملک محفوظ

مین پناہ لی تھی اور عیسائی بھی بت پرستون کے ظلم و قتل اور ایرانیون
کے مباحثہ اور مناقشہ سے [illegible] رہنے کے لیے اوسی ملک تک
پہونچ گئے تھے [illegible] زمین دین مسیحی ایسا خراب اور
ابتر ہو گیا تھا کہ قابل بیان نہین [illegible] اور جو طریق مذہب عیسوی
اقلیم ایشیا اور افریقیہ مین رائج تھے سب آپس مین
مخالفت اور منافرت رکھتے تھے اور سب مین ہمیشہ کفر و زندقہ
اور عقائد فاسدہ مروج تھے اور ہمیشہ باہم مباحثہ اور مناقشہ کیا
کرتے تھے اور بسبب اعتراضات اریان و سبیلیان و نسطوریان و
یعقوبیان کے ان سب فرق عیسائیہ مین نہایت تشتت اور اختلاف پڑ گیا تھا
[illegible] بت پرستی اور کج خلقی اور
جہالت اختیار کر لیے تھے [illegible] دین مسیحی بہت بدنام ہو گیا تھا
اور سبب عیسائیون [illegible] اخلاق خراب ہو گئے تھے عرب مین
صحرا [illegible] راہبون سے بھرے ہوئے تھے یہہ راہب
نہایت کم عقل اور جاہل محض تھے اور انہون نے اپنی عمرین واہیات
اور بیہودہ خیالات اور تصورات مین ضائع کی تہین اور اکثر مسلح
ہو کر شہرون مین گھس جاتے تھے اور اپنے عقائد فاسدہ لوگون سے
بزور شمشیر منوا لیتے تھے جو طریقہ عبادت جناب مسیح نے مقرر فرمایا تھا
(یعنی عبادت اوس خدا کی جو حکیم اور قادر مطلق اور کریم اور عدیم المثال ہے)
بالکل محو ہو گیا تھا اور اوسکی جگہہ بت پرستی نے غصب کر لی تھی اور مثل

یونانیوں اور رومیوں کے) ان لوگوں نے بھی ایک کوہ المپیز نکالا تھا
جہاں مثل خدایان زمانہ سابق شہدا اور اولیا اور ملائکہ کا مجمع رہتا تھا
اور بعضے فرقے عیسائیوں کے تو ایسے بیایمان ہوگئے تھے کہ (زلیخا) زوجہ
حضرت یوسف کو صفات الوہیت سے متصف کرتے تھے اور جن لوگوں کو حضرت
عیسیٰ نے یہہ حکم فرمایا تھا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو انہوں نے
تراشی ہوئی اور کھچی ہوئی صورتوں کی پرستش بڑے خلوص عقیدہ سے
اختیار کی تھی ایسے ایسے تماشے کنائس اسکندریہ اور حلب اور دمشق
میں نظر آتے تھے جب حضرت محمد مبعوث ہوئے اون ایام میں عرب نے
یعنے اصول مذہب ترک کر دئے تھے اور مباحثات اور مناقشات
لاطائلہ مذہبی میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے آخر الامر ان لوگوں کو
نتیجہ ہوا کہ جس امر ضروری پر کل عقاید مذہبی کا مدار ہے یعنے عبادت
جناب باری بصدق و خلوص نیت وہ امر اونکے مذہب سے بالکل
معدوم ہوگیا تھا اور اونمیں اور کفار میں جو اونکے ہم عصر تھے
کوئی فرق و امتیاز نہ باقی رہا تھا اس واسطے جو عقائد باطلہ اور اوہام
فاسدہ اور فرق کفار میں رائج تھے وہی انہوں نے بھی اختیار کئے تھے
واضح ہو کہ حضرت محمد صلعم مکہ میں پیدا ہوئے تھے لیکن یہہ
تحقیق نہیں کہ کس سنہ میں بعض مورخین کے نزدیک سنہ ولادت آنحضرت
سنہ ۵۶۰ع بعضوں کے نزدیک سنہ ۵۷۱ع بعضوں کے نزدیک سنہ ۵۷۲ع بعضوں
کے نزدیک سنہ ۵۷۵ع بعضوں کے نزدیک سنہ ۵۶۰ع اور بعضوں کے نزدیک

نزدیک ۲۰ قبل عیسوی ہی لکن ان سب مین زیادہ معتبر ۱ ماہ نومبر ۱ قبل عیسوی ہے عجیب بات ہی کہ ایسا ہی اختلاف تاریخ ولادت جناب مسیح علیہ السلام مین بھی واقع ہی چنانچہ ابتدا سے ۶۰۰ء تک سنہ ولادت حضرت عیسٰی اتنی تحقیق سے نہ معلوم تھا کہ تعیین تاریخ واقعات وغیرہ مین بکار آمد ہوتا یہانتک کہ جسٹنین قیصر روم کے عہد مین اگزئے گیس ایک رئیس رومی نے سنہ عیسوی رواج دیا حسب بیان مورخین عیسائی و اہل اسلام جد حضرت محمد صلعم اور انکی اولاد و احفاد اپنے ملک کے رئیس تھے لکن یہہ بزرگوار عقلمندی اور دیانتداری سے حکومت کرتے تھے بعد ازان ریاست نسل جد آنحضرت صلعم سے ایک اور خاندان قریش کیطرف منتقل ہوگئی قریش اون قومون مین سے تھے جنہین تمام عرب مین بڑا اقتدار و اختیار حاصل تھا اور اپنے تئین نسل حضرت اسمعیل علیہ السلام ابن حضرت ابراہیم سے جانتے تھے حقیقت یہہ ہی کہ خود مورخین عرب مین اختلاف ہے کہ حضرت محمد صلعم سے حضرت اسمعیل تک کی پشتین ہین بعضونکی نزدیک تیس ۳۰ اور بعضونکی نزدیک ساٹھہ پشتین ہین لکن اس پر سب مورخین کا اتفاق ہی کہ عدنان سے جو احفاد حضرت اسمعیل علیہ السلام سے تھے آنحضرت صلعم تک اکیس ۲۱ پشتین ہین لکن اب اسمین اختلاف ہی کہ عدنان اسمعیل تک کتنی پشتین ہین (واصح) ہو کہ پانچ پشتون تک حکام شہر مذکور (یعنے مکہ) اور خدام کعبہ قوم قریش مین سے مقرر کئے گئے یہہ معبد مقدس (یعنے کعبہ) اوسی شہر مین واقع ہی اور قبل بعثت آنحضرت صلعم بت پرستان عرب کا

کل عبادت اور مقام حج تھا اور تین سیے ساٹھہ بت موافق عدد ایام
سال عربی اس گھر مین تھے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم ع اور اسمعیل ع
نی یہہ گھر تعمیر کیا تھا اور یہی وجہ خاص اسکی احترام کی تہی اور دوسری
وجہ اسکی عظمت کی یہہ تہی کہ سبسے پہلی عمارت تہی جسکو انسان نے
خدا کی عبادت کی لیئے بنایا تھا اور جسطرح یونانیون کا معبد ڈلفی
تہا اوسیطرح کعبہ تمام عرب کی پرستش گاہ تہی اور چونکہ اوس زمانہ مین
کمالات علمی کا حصر فصاحت اور شعر گوئی مین تھا لہذا جو لوگ ان
فنون مین بڑے نامی ہوتے تہے وہ سب کعبہ مین آیا کرتے تہے اور گرد
اوس گھر کے وہ قصائد معلق تہے جنکا حفظ کرنا عرب مستحسن سمجھتے تھے
اور بسبب زیادہ قدامت کے اوسکی عظمت اور احترام اور زیادہ ہو گیا تہا
اسواسطی کہ تواریخ سی معلوم ہوتا ہی کہ ۹۹۳ برس قبل تعمیر معبد حضرت
سلیمان یا دو ہزار برس پیشتر حضرت عیسی ع کے یہہ معبد یعنی کعبہ بنا ہوا تہا
اس معبد کے گوشۂ جنوب و شرق مین ایک چھوٹا سا پتھر نصب ہی اور قریب
چار فٹ کے زمین سے بلندی پر واقع ہی مسلمان اس پتھر کا بڑا احترام
کرتے ہین اور اونکا یہہ اعتقاد ہے کہ یہہ سنگ ہای بہشت مین سی ہی اور
اسے حضرت آدم بہشت سی اپنی ہمراہ لائی تھے اور وہ بزرگوار اسے
بجای تکیہ استعمال کرتے تہے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ پتھر اندر سی سفید
ہے لیکن بسبب مس کرنے ایک زن زانیہ کے یا بسبب گناہان خلایق کے
باہر کی طرف سے سیاہ ہو گیا ہی مگر لکھتے ہین کہ اغلب یہہ ہے کہ یا یہان

حاجیان مکہ نے اس پتھر کو اس قدر چوما کہ سیاہ ہو گیا

مؤرخین عرب کا یہہ عقیدہ ہے کہ اونکے پیغمبر کی ولادت کی وقت بڑے
بڑی کرامات اور معجزات ظاہر ہوئے اور یہہ عجائب اور غرائب اونہون
نے بڑی شد و مد سے بیان کئے ہین چنانچہ اون عجائب مین سے
ایک امر عجیب یہہ تھا کہ بوقت ولادت آنحضرت صلعم آسمان پر ایک نور
عجیب پیدا ہوا اور چشمہ ساوا دفعۃً خشک ہو گیا اور پارسیون کے
آتشکدے جو ہزار برس سے برابر روشن تھے فوراً خاموش ہو گئے
لیکن اونکے خاموش ہو جانیکا کچھہ سبب نہ سمجھہ مین آیا - آنحضرت صلعم
کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا اور جب یہہ صاحبزادے
اونکے یہان پیدا ہوئے تو آمنہ کے بہائی نے جو رمال تھا آنحضرت صلعم
کے لئے فال دیکھی اور یہہ خبر دی کہ یہہ (صاحبزادے) بہت قوت اور اقتدار
حاصل کرینگے اور سلطنت عظیم بنا کرینگے آنحضرت صلعم کی ولادت کے ساتوین
دن عبدالمطلب آپ کے جد نے بڑی دہوم سے اپنے روسا قبیلہ کی دعوت کی
اور آنحضرت کو اونہین دیکھلا کر کہا کہ یہہ لڑکا تمہاری قوم کا فخر ہے اور
اسی واسطے آپ کا نام محمد رکھا یعنے جو تعریف کیا گیا یا نہایت جلیل الشان
ہنوز آنحضرت [illegible] دو برس کا ہوا تھا کہ آپ کے والد نے انتقال کیا
اور سوای دو اونٹ اور چند بھیڑون اور ایک جاریہ حبشیہ مسماۃ بہ برکت
کے اور کچھہ ترکہ نہین چھوڑا - جب تک کہ آنحضرت صلعم کی والدہ نے انتقال کیا
[illegible] لیکن جونکہ [illegible] آرام کے

حضرت سے وہ امور ظہور مین آئے جنسے معلوم ہوا کہ آپ ذہین و فہیم اور محقق تھے
اور تنہائیمین غور و خوض کرنیکو استقدر دوست رکھتے تھے کہ جب ہمسن لڑکے
اپنے ساتھہ کھیلنے کو بلاتے تھے تو آپ ؐ اونسے جواب مین فرماتے تھے کہ آدمی اور کسی
امر کے لئے خلق کیا گیا ہے جو اس لہو و لعب سے نہایت بہتر ہے جب آنحضرت
کا تیرہ برس کا سن ہوا تو آپ ؐ کے چچا جو ایک تاجر دولتمند تھے ہمراہ کاروان
عازم ملک شام ہوے آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے ساتھہ لئے چلیئے
ابو طالب نے یہہ درخواست اپنے بھتیجے کی قبول کی اس سفر مین آپ نے
اپنے چچا کی ایسی خدمت اور اطاعت کی کہ نہین آپ پر بڑا اعتبار ہو گیا
دوسرے برس آنحضرت ؐ ایک جنگ مین شریک ہوئے پس امر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگر کوئی شخص تجارت اور سپاہ گری دونو پیشے کرتا تھا تو عرب کے نزدیک
یہہ امر معیوب تھا بلکہ یہہ رسم اشرف قبائل عرب مین جاری تھا کہ اگر کوئی شخص
تاجر ہوتا تھا اور سپاہی نہ ہوتا تھا تاہم جنگ سے دریغ نہ کرتا تھا اُن مہمات مین
شریک ہونیسے آنحضرت ؐ کا ہنر اور لیاقت جنگ درجۂ کمال کو پہنچ گئی علاوہ
ان اوصاف کے آپ صادق القول و الفعل صائب الرائی پابند وضع تھے اور
ان صفات حمیدہ سے آپکی قدر و منزلت اور بھی زیادہ ہوگئی تھی جب حضرت کا سن
زیادہ ہوا تو اور سوداگرون نے آپکی جودت و لیاقت دیکھکر معاملات تجارت مین
اسا کا رندہ مقرر کیا ایک سفر مین آنحضرت ؐ اپنے چچا کے ساتھہ ایک صحرا مین ملک شام کے
پہنچے کہ وہان راہب رہا کرتے تھے ایک راہب تھوڑی دیر تک آنحضرت ؐ کو بڑے غور سے دیکھا کیا
اور بعد اسکے ابو طالب کو علیحدہ بلا کر کہا کہ اپنے بھتیجے سے بہت خبردار رہو

رہو اور ایسے یہودون کے مکر سے بچاؤ اسواسطیکہ حقیقت مین یہہ جوان
بڑی بڑی باتون کے لئے پیدا ہوا ہے پس بعض مورخین کہتے ہین
کہ یہہ پیشین گوئی اوس راہب نے اون لڑائیون کے بارے مین
کی تھی جو آنحضرت مین اور اولادِ حضرت ابراہیم (یعنے یہود) مین ہونے
والی تہین — انہین سفرہای تجارت مین آنحضرتؐ اون میلون
مین تشریف لیجایا کرتے تھے جو عرب مین جابجا باوقاتِ مختلفہ ہوا کرتے
تھے — اور اون میلون مین عرب حکایات اور قصص بیان کیا کرتے تھے
اور عقائدِ مذہبی مین مباحثہ اور مناظرہ کیا کرتے تھے پس جسقدر یہہ
باتین آنحضرتؐ دیکھتے گئے اوسیقدر آپکو قبح وسفاہتِ بت پر
اور اپنے ہموطنون کے عقائدِ باطلہ اور اوہامِ فاسدہ سے تنبہ بڑہتا گیا
— اسی زمانہ مین کعبہ آگ لگنے سے خراب ہوگیا تھا اور اوسکی مرمت
ہو رہی تہی اور عربکو یہہ منظور تہا کہ اثنائے مرمت مین سنگ مقدس
(یعنے حجر الاسود) اپنے مقام پر نصب کیا جائے اور اس نظر سے کہ آپسمین
جہگڑا نہو سب نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ شخص اس پتھر کو اسکے مقام
پر نصب کرے اور اس خدمت سے مشرف ہو جو پہلے ان حدود
مقدسہ (یعنے کعبہ) مین داخل ہو اتفاقاً سب سے پیشتر حضرتؐ ہی
خانہ کعبہ مین داخل ہوئے — اور حسب قرار مذکور رسوم مقررہ بجا لا کر
حجر الاسود کو اوسکے مقام پر نصب کیا اور چہار طرف سے حضرتؐ کی
تعریف کا نعرہ بلند ہوا — پس اس طرح سے حضرت نے اوس معبد کو درست

کیا جس مین بتون کی عبادت ہوتی تہی - اور بعد چند عرصہ کے آپ
خاص کر کے اونہین بتون کے غارت کرنے کے لئے مبعوث برسالت
ہوئے پس واقع مین حضرتؐ نے ایک پتہر نہین نصب کیا بلکہ ایک نئے
مذہب کی بنا ڈالی جسکے آپ سردار ہوئے پچیس برس کے سن تک
انحضرتؐ اپنے چچا کی خدمت مین رہے اوس زمانہ مین ایک شخص
رؤسائے مکہ مین سے مرگیا اور اوسکی زوجہ مسماۃ خدیجہ کو اپنے کار
وبار کے انتظام کے لئے ایک کارندہ کی تلاش ہوئی کسی شخص نے اوس
عورت سے حضرتؐ کی سفارش کی اور اوس نے کہا کہ یہہ شخص تیرے
کاروبار کے انتظام کی لیاقت رکہتے ہین پس جو جو شرطین اوس عورت
نے کہین سب حضرتؐ نے قبول کین اور تین برس تک اوسکی طرف
سے دمشق اور اور شہرون مین تجارت کی اور جب مکہ کو مراجعت فرمائی
تو خود خدیجہ کے مکان پر تشریف لیگئے تاکہ اوس سے ثمرۂ مشقت تجارت
بیان کرین - وہ زن بیوہ فرد حساب دیکھکر بہت خوش اور مطمئن ہوئی
لیکن جب اوس نے اپنے خیرخواہ اور سرگرم کارندہ یعنے حضرتؐ کو اسطرح اپنے
سامنے کہڑے دیکہا جسطرح نوکر اپنے آقا کے سامنے کہڑا ہوتا ہے اور یہہ
بہی دیکہا کہ آپ کی چشمہای سیاہ اور روی مبارک اور جسم شریف مین
عجیب سنجیدگی اور خوبصورتی اور دلربائی پائی جاتی ہے تو اوسکی اپنی
دولت کے بڑہنی سے بہی زیادہ تر سرور حاصل ہوا - اب اوس بیوہ
حسینہ کا چالیس برس کا سن تہا اور دو عقد کر چکی تہی اور ایک بیٹی تہی

اور دو بیٹی نہی رکہتی تہی تاہم آنحضرت کی حسن جسمانی اور اوصاف
نفسانی اور عقلمندی اور سرگرمی پر ایسی فریفتہ ہوئے کہ تاب ضبط نہ
باقی رہی اور فوراً حضرت سی عقد کر لیا جب خدیجہ سنی آپ نی عقد
کیا اوس زمانہ مین آپ کا حسن شباب پر تہا صورت سی آثار حکومت
نمایان ہوتی (مبارک) سے رعب سلطانی نمودار خال و خط مناسب
چشمہائی (مبارک) سیاہ اور دلربا بینی (شریف) فی الجملہ خم دہنا (مبارک)
خوش قطع دندان (شریف) مانند سلک گہر رخسار (مبارک) سرخ و سفید
موئی سر اور محاسن (شریف) سیاہ اور باریک تہی لیکن بسبب خضاب کی
اونکا رنگ ایسا ہلکا ہو گیا تہا جیسا چینٹ کی پہل کا ہوتا ہے
دلربا آواز شیرین حرکات و سکنات مین ودیعت تہا وقار و اطمینان
خوبی صفائی قلب اور صداقت قول ظاہر تہا اوصاف حمیدہ
کرتی تہی اوس شخص کو جس سی آپ خطاب فرماتی تہے آنحضرت کی
کمالات نفسانی بہی بہت بڑے تہے ذہن حاد اور سریع الانتقال
حافظہ وسیع اور قوی طبیعت شگفتہ اور عالی رای صائب اور
شجاعت جسمین خوف کا نام نہین اگرچہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت
اپنی باتون پر ثابت نہ ہوتے تہے خیر یہ لوگ جو چاہین سو لکہین
لیکن راقم کہتا ہے کہ حضرت اپنی اہم مطالب یعنی رسالت کے
انجام دینی مین ایسے مستقل اور ثابت قدم رہی اور ایسا صبر و تحمل
کیا کہ ہر شخص کو لازم ہی کہ آپ کی تعریف اور مدح کرے آنحضرت کا

کی فصاحت خلقی تھی کہ سبھی اور چونکہ افصح محاورات فصحائے
عرب استعمال فرماتے تھے لہذا آپ کی فصاحت زیادہ
ہوگئی تھی اور قوت بیان ایسی تھی کہ اوس سے آپ
کے کلام کو اور بھی زیادہ رونق ہو جاتی تھی عبارت مرقومۂ ذیل
گبن صاحب مورخ کے قلم تحقیق سے جاری ہوئی ہے
اور یہ حضرت کے زمانۂ آخر کا حال ہی اور مؤید بیان راقم ہی حضرت محمد
حسن مین ممتاز تھے اس نعمت ظاہری (یعنی حسن) کی کوئی شخص
تحقیر نہین کرتا الا وہ لوگ جنھین خدا اس سی محروم رکھا ہے
حضرت کا حسن ایسا تھا کہ جب گھر مین یا باہر وعظ فرماتے تھے تو قبل
اس کی کہ زبان مبارک سی کچھ فرمائین سامعین آپکی صورت ہی
دیکھکر عاشق ہو جاتی تھی اور تمام محفل مین غلغلۂ تعریف بلند
ہو جاتا تھا اور لوگ کہتے تھے (سبحان اللہ) کیا رعب و سطوت شاہی
ہے کیا آنکھین ہین کہ دلمین چبھی جاتی ہین کیا خوبصورت مسکراہٹ
ہی کیا روئے مبارک ہی جس سی ہر ایک بات دل کی عیان ہے
اور کیا اشارات ہین جیسے ہر لفظ زبان مبارک سی فرماتی ہین رسوم
روزمرہ مین حضرت مثل اپنی ہموطنون کے خلق و تہذیب کا بہت
لحاظ رکھتے تھے امرا اور اہل مقدرت سی بڑی تعظیم و تکریم سے
پیش آتے تھے لیکن ساتھ ہی اس کی یہ بھی تھا کہ غریب ترین
باشندگان مکہ سے نہایت خلق و مروت فرماتی تھی حضرت کے

حضرتؐ کی اتباع و اطوار ظاہر مین ایسی صادق تھی کہ اون کے دل کے
باتین چھپی ہوئی تھین اور لوگون سے اس لطف و محبت سے پیش
آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ سے ہر شخص سے دوستی ہے
آپکا حافظہ وسیع اور قوی مزاج مین حلم و خلق طبیعت عالی ذہن سلیم
اور سریع الانتقال اور رای صائب تھی اور جو بات سوچتے تھے اوسکو
فعل کرتے تھے اوس سے جرات ظاہر تھی اور اگرچہ رفتہ رفتہ
آپ کی ارادے بڑہ گئے اور کامیابی بھی حاصل ہوئی تاہم پہلی ہم
جو آپ کی ذہن مین دعویٰ پیغمبری کی خطور کیا تھا اوسی سے معلوم
ہوتا ہی کہ آپ بڑے عقیل اور عالی طبیعت تھی پس عبداللہ نے
اشرف خاندان مین تربیت پائی تھی اور افصح محاورات عرب سیکھی تھے
اور چونکہ اکثر مقامات پر ازراہ عقلمندی ساکت رہتے تھے لہذا اوسی
آپ کی فصاحت اور بلاغت کو اور زیادہ رونق ہوگئی تھی فقط
اگر آنحضرتؐ کی تحصیل علم کو پوچھیے اور علم کی معنی متعارف لیجیے تو
اسپر سب مورخین کا اتفاق ہے کہ آپنے مطلق علم حاصل نہین کیا ہان
اس قدر علم حاصل کیا تھا جسقدر کہ آپکی قبیلہ مین مروج تھا اور آپکے
قبیلہ کی علم کی یہ کیفیت تھی کہ جسے ہم علم ادب کہتی ہین اوس سے
اونہین سروکار نہ تھا بلکہ اوسے غیر ضروری سمجھتے تھے اور اپنی زبان کی آگے کسی
کسی زبان کی حقیقت نہ سمجھتی تھے اور اپنی زبان مین بھی کتابون کے
ذریعہ سے کمال نہ حاصل کیا تھا بلکہ کثرت استعمال سے اور اون

یا کوئی مرض جسمانی یا روحانی تھا جسکی سببسے خود بخود جوش سا آجاتا تھا
اور غش کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی لیکن یہ امر یقینی ہی کہ بوقتِ
نزول وحی حضرتؐ پر فکر کا غلبہ ہوتا تھا اور چہرہ متغیر ہوجاتا تھا
اور بعض وقت تو یہ کیفیت ہوتی تھی کہ زمین پر گر پڑتے تھے جیسے
کوئی نشہ مین ہوتا ہے یا کسی پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور سرد مین
ایام مین بھی پیشانی پر قطراتِ عرق مثل قطراتِ شبنم سے جمے +
رہتے تھے بلکہ یہ بھی لکھا ہی کہ اگر اوس عالم بیخودی مین اونٹ پر
سوار ہوتی تھے تو وہ حیوان بھی متاثر اور بیقرار ہوکر کبھی گھٹنون کے
بل گر پڑتا تھا اور کبھی اوٹھکر دوڑنے لگتا تھا کبھی اپنی پاون
زور سے زمین مین گاڑ دیتا تھا اور کبھی ہاتھ پاؤن اسطرح دے دے مارتا
تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤن ٹوٹ کر
گر پڑین یہ قول کہ حضرتؐ کو صرع کی دورہ آتی تھی یونانیون نے
نفسانیت سے ایجاد کیا ہی ان لوگون نی حضرتؐ کو ایک نئی مذہب
کا بانی اور پیشوا سمجھکر ازراہِ عداوت اوس حالتِ بیخودی کو
آپؐ کی اخلاق مین نقص اور عیب قرار دیا ہی جو عیسائیون کی نزدیک
مستحق زہد و تورع ہے راقم کہتا ہی کہ یقین ہی کہ یہ معاندین متعصبین
یہ خیال کر سکتی تھی کہ اگر حضرت اس مرض شدید مین مبتلا تھے
تو تاہم عیسائیون کی نیکی کا مقتضے یہ تھا کہ اون کی تکلیف پر
افسوس کرتی نہ یہ کہ اوسپر خوش ہوتے اور یہی علامت غضبِ الٰہی

بسمجھتے سنابق مین بیان ہوچکا ہی کہ سنہ ولادت کی چالیسوین برس
آنحضرتؐ اور رمضان مین شب کو چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ اتنی مین سنا
کہ کوئی شخص آپ کا نام لیکر پکارتا ہے جو ہین آپ نی چادر سر مبارک
سے ہٹائی دیکھتی کیا ہین کہ یکایک ایک دریائی نور امنڈ آیا ہی اور وہ
روشنی اسقدر تیز تھی کہ آپؐ اوسی نہ دیکھہ سکے اور غش کھا گئی جب آپکو
ہوش ایا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ بشکل انسان قریب آیا اور ایک ریشمی
کپڑا آپؐ کو دیکھایا کہ اوسپر کچھ لکھا تھا بعد ازان اوسنی آپ سی کہا کہ
پڑھہ آپؐ نی فرمایا کہ مین پڑہنا نہین جانتا تب اوسنے یہہ ایت
پڑہی پڑھ ای محمدؐ ساتھ نام اللہ کے جو خالق ہی سب چیزون کا اور
جسنے انسان کو ایک لطفۂ خون سے بنایا پڑھہ ساتھہ نام اوس خدای
برتر کے جسنے انسان کو قلم کا استعمال کرنا سکھایا اور جو اوس کے
دلمین علم کی روشنیان داخل کرسکتا ہے حضرتؐ کا قلب فوراً منور
ہوگیا اور جو کچھہ اوس پارچۂ ریشمی پر لکھا تھا آپؐ نے باسانی تمام
پڑہ لیا بعد ازان آپؐ کو خودبخود ایسا جوش اور ولولہ ہوا کہ تاب ضبط نہ
باقی رہی اور اوس صحرا مین دور تک دوڑتے چلے گئے جہان کسی
بشر کا گذر نہ تھا اور وہان سنا کہ کوئی شخص چلا چلا کر یہ کلمات کہہ رہا ہی
اسے محمدؐ تو پیغمبر خدای بزرگ سے اور مین جبرئیل فرشتہ ہون راقم
کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی جب کوئی
شخص تنہائی مین ہوتا ہے تو خیالات ذہنی اوسی شکل دکھائی دیتے

ہین اور اپنی نفس کو تعلقاتِ جسمانی سے مصفا کرنے لگتا ہی اور ایسی
ایسی تصورات اور اوہامِ خاص کر کے اون مردون کو بلکہ بعض اوقات
اون عورتون کو بھی ہوتی ہین جنکی عقول بہت قوی اور کامل ہوتی ہین
جیساکہ ایک مرتبہ برونٹس نے اپنی خیمہ مین قیصر کی روح کو دیکھا اور
کرامول نے دیکھا کہ ایک شخصِ مہیب وسکی سامنی آکر کہنی لگا کہ تو
بڑا آدمی ہو جائیگا اور تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایسی ایسی سانحی مولفٹ مدظلہم
دی گئین اور سویڈنبرگ وغیرہ کرامول پر بہی گذرے لیکن ایسا
گمان فاسد آنحضرتؐ کی نسبت نہین ہوسکتا اسواسطیکہ آپکی شان اسسی
ارفع تہی کہ یہ حیلہ کرتے کہ جبرئیل فرشتہ نی مجہکو حکم کیا ہے کہ دعوی
نبوت اختیار کرون اور ایسی کذبِ صریح کی مرتکب ہوتی بلکہ اغلب ہے
کہ حضرتؐ کو علمِ واقعی اور یقین واثق تہا کہ مین پیغمبر خدا ہون اور خدا
مجہپر وحی نازل کرتا ہی چوبیسوین رمضان کو صبح کیوقت حضرتؐ اپنی
زوجہ پاس تشریف لیگئی اور بہت متردد اور پریشان خاطر تہی اور او
فرمایا کہ میری اوپر کچہ اوڑہا دو اور آپ سرجہکر کو کہ اسوقت میرے دل پر
بڑا صدمہ ہی جب اوس صدمہ سی افاقہ ہوا تو اپنی زوجہ سی اپنی رسالت
کا اظہار کیا جو بی بی خدیجہ نے یہ سنا بلا عذر و تامل آپؐ کی نبوت پر ایمان
لائین خدیجہ کا ایمان لانا کچہ تعجب نہین اسواسطیکہ یہ بات بہی آنحضرت
کی نسبت یادگار رہی کہ اپنی زوجہ سی جسکی محبت نی تکلیف فقر سے
چہڑا کر اس مرتبہ عالی پر پہونچایا تہا نہایت توجہ اور عنایت سی پیش

آتی تھی اور جب تک وہ زندہ رہین آپ نے اور عقد کرنی سی پرہیز کیا
حالانکہ اس نعمت سی متلذذ ہونیکی مجاز تھے اور اس بات کی صداقت
اونپر اسطرح ثابت کی کہ ہمیشہ اون کی صحبت مین یکسان رہی لیکن اگر
ممکن تھا کہ خدیجہ آپ کی بات کا یقین نہ کرتین بلکہ اونہون نے
اعتقاد کیا کہ حضرت کی وحی امر واقعی ہی اور آپ کو وسیلہ سی خدا نے
اپنی مشیت ظاہر کی خدیجہ کی اسلام قبول کرنے کے بعد زید آپ کا غلام
عربی حبشی آپ نی آزاد کر دیا تھا اور علی ابن ابیطالب آپکی چچازاد بھائی
اسلام سی مشرف ہوئے بعد ازان آپ نی ابوبکر کو دعوت اسلام
کی اور اسمین بھی کامیاب ہوئی یہ شخص قریش مین بڑا ذی مقدرت
اور ذی رتبہ تھا اور اس کی تبع اور ترغیب و تہدید سے اور رؤسائے
کتنی نے بھی مذہب نو قبول کیا راقم کہتا ہی کہ یہہ بھی آنحضرت کی صداقت
کی دلیل قاطع ہے کہ جو لوگ پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کی عزا
اور احباب تھے اور چونکہ یہ اشخاص آپ کی افعال و عادات سے
بخوبی واقف تھے لہذا ضرور تھا کہ اگر مثل اور جعلسازون کے جنکا قاعدہ ہے
کہ گھر مین کچھ کرتی ہین اور لوگون سی کچھ بیان کرتے ہین آپ کی
قول و فعل مین بھی مخالفت اور منافات ہوتی تو وہ لوگ آپ پر اعتراض
کرتے اور ہرگز آپ کی بات کا یقین نکرتے اِن لوگونکو ایمان لاسے تھوڑا ہی
عرصہ گذرا تھا کہ ایک سانحہ ایسا ہوا کہ اوسکی ترقی اسلام رک گئی وہ واقعہ
یہ تھا کہ آنحضرت صلعم نے اپنی رؤسای قبیلہ کو ایک مجلس مین طلب کیا اور

اودن سے اپنی رسالت کا اظہار کیا لیکن اون لوگون نے آپکی قول پر
مطلق توجہ و التفات نہ کی لیکن جب نبی نے یہہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہی کہ بت پرستی کو نیست و
نابود کردون اور تم لوگون کو ملت حضرت ابراہیم ؑ کی طرف پہیر لاؤن
تو اونہین ایسا غصہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے اور چاہا کہ آپ ؐ کو ساکت کردینا
اور کچہہ انہین لوگون پر منحصر نہین بلکہ آپ کی قبیلے کے اور اشخاص نی بہی
بہی غصہ اور ترش روئی سے آپکے کلام کی رد کی اگرچہ ابتک ابولہب
مسلمان نہوے تھے تاہم اون لوگون کے شر و فساد سے اپنی بہتیجے کو بچاتی تہی
بعد اس کی چند سال تک حضرت ؐ نی بڑے ظلم و تعدی اور ہتک و ذلت
مین بسر کی اور بعض تابعین حضرت ؐ بہی اوسے بلائی ظلم مین مبتلا رہی
ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ دشمنون نے حضرت ؐ سے عرض کی کہ اگر آپ اپنے
مطلب (یعنی دعوی نبوت) سے دست بردار ہون تو ہم آپکو روپیہ دینگے
یا اپنا سردار مقرر کرینگے حضرت ؐ نے اونلوگون کی جواب مین وہ جزو قران
تلاوت کیا جسمی اکتالیسوین سورہ کہی ہین اور جس مین چند آیات بیان ہوئی ہین یہہ ایک وحی ہے
خدائی رحیم و رحمن کیطرف سے مین صرف ایک آدمی ہون مثل تمہارے
مجہی وحی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی پس جاؤ سیدہی اوسکی طرف اور
اوسی مغفرت طلب کرو اور افسوس ہی اون لوگون پر جو بہت سی
خدا قرار دیتے ہین جو زکوۃ نہین دیتی اور عقبی کا اعتقاد نہین کرتی
لیکن جو لوگ ایمان لائی ہین اور عمل نیک لاتی ہین وہ باتین جو نیک ہین
بتحقیق کہ پائینگی کامل اور ابدی جزا آیا واقع مین تم انکار کرتے ہو

اوس خدا کا جسنے دو دن کی عرصہ مین زمین کو پیدا کیا اور پہر آیا تم اوسکی
شریک گردانتی ہو تمام عالمون کا پادشاہ وہی ہے اور اوسنی رکہی ہین
زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنی اوسپر برکت نازل
کی اور چار دن مین تقسیم کیا رزق تمام روی زمین پر واسطے سیر کرنی
تمام مخلوقات کی بعد اوسکی اوسنی مصروف کیا اپنی تئین آسمانونمین
جو اوسوقت فقط دہوان تہی اور اوسی اور زمین سے اوسنے
کہا کہ آؤ خواہ اپنی مرضی سے خواہ بدون اپنی مرضی کے پس اون
دونون نے جواب دیا ہم آتی ہین تابعدار سے اگر کوئی شیطان کا بہکاوا
تجہے ای محمد پس لی تو پناہ ساتہ خدا کی اسواسطیکہ وہی ہے سننے والا اور
جاننے والا جہوٹ جسطرف سی وہ آئیگا نہ پہونچیگا یہ (قرآن) ایک پیام
ہی کہ بہیجا گیا ہے دانا اور تعریف کی گئی کیطرفسے کوئی چیز نہین کہی گئی ہے
اور پہر
تجہسے ای محمد جو نہین کہی گئی تہی اون پیغمبرون سے جو تجہسے پیشتر گذری
تحقیق کہ تیرے خدا کی ساتہ ہی عفو اور اوسی کی ساتہ ہی ڈرانیوالی سزا
حضرت صلعم کے دشمنون نی ان آیات کی جواب کہا کہ اپنی پیغمبری ثابت
کرنے کے لیئے کوئی معجزہ ہمین دکہلائیے لیکن آپ نی انکار کیا
اور فرمایا کہ مین اسواسطے مبعوث ہوا ہون کہ تمہین وعظ و نصیحت
کرون نہ اسلیئے کہ معجزہ دکہلاؤن اور ساتہ اس کی قرآن کا حوالہ کیا
اور اون سبسے فرمایا کہ اگر تمسے ہوسکے تو کوئی اور کتاب مانند اسکے
فصاحت اور بلاغت مین تصنیف کرو درحقیقت یہ بات کبہی نہین ثابت

اس کے جواب میں اور کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ اپنے گناہ کا اقرار
کیا اور کہا کہ یہ کرامت تو مسلمان خود نہیں جانتے تھے اور اس خیال سے
کہ مبادا یہ بہتان مسلمانوں کی غصہ اور مضحکہ کا باعث ہو یہ کذب صریح
تو محض بیرحمی سبب نکالا گیا لیکن لاطینی کتاب کی بہت سی نسخوں میں
یہ حکایت موجود ہے جب ابو طالب نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کے تمام قبائل
آپ کے بغض و عداوت میں مستعد و مشغول ہیں تو بکمال اصرار آپ سے
کہا کہ اب اس بات (یعنی اثبات نبوت) کی زیادہ پیروی نہ کرو حضرت
نے جواب میں فرمایا کہ اگرچہ قریش میرے قتل پر مستعد ہوں لیکن
جبتک کہ آفتاب اور ماہتاب (اس سے مراد یہ تھا کہ ان ستاروں کو
قریش اولاد الات خدا جانکر پوجتے تھے) میری دہنی اور بائین
جانب ہیں (یعنی جبتک کہ یہ باقی ہیں) میں اپنی ارادہ سے ہرگز
نہ باز آؤنگا اس مقابلہ اور مجادلہ سے حضرت نے کچھ عرصہ کیا اور کم
چند اشخاص کو جمع کیا جنمیں اکثر آپ ہی کی قبیلہ کے تھے اور انکی
سامنے تھوڑا سا گوشت تیار کر کے ایک جام شیر رکھا اور اوسمیں سے
تھوڑا سا خود بھی تناول کرکے اوٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی کیفیت
اون سے بیان کی اور فرمایا کہ جو شخص مجھپر ایمان لائیگا اوسے
خزائن ابدی عنایت کرونگا اور آخر میں ایک خطبہ فرمایا جس کی
فصاحت عربیہ میں مشہور ہے اور اوس خطبہ میں ارشاد کیا کہ کون
شخص تم میں سے اس بوجھ کے اوٹھانے میں میری مدد کریگا

اور کون شخص میرا نائب اور وزیر ہوگا جسطرح ہارون موسیٰ کا جانشین
تھا تمام محفل متحیر اور ساکت ہوگئی اور کسی شخص کو جرات نہ ہوئی کہ
اس عہدۂ نازک کو قبول کرے یہانتک کہ وہ سردجوانان شجاع
یعنی علی آپ کی چچازاد بہائی اوٹھہ کھڑے ہوئے اور باآواز بلند عرض
کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین تمام حضار مجلس مین صغیر السن ہون
اور میری آنکھین ان سب کی آنکھون سے زیادہ پر آزردہ ہین اور میرا
شکم ان سب کے شکمون سی بزرگتر ہی اور میری ساقین ان سب کی
ساقون سی باریکتر ہین اور یا رسول اللہ مین آپ کا خلیفہ انلوگون پر
ہونگا جب یہ کلام آنحضرت کی سنا تو اپنی ہاتھ اوس جوان صالح کی
گردن مین [illegible] الدین اور اوسکے اپنے سینہ سی لگا لیا اور باآواز بلند
فرمایا کہ [illegible] میرے بہائی میری وزیر کو واضح ہو کہ ابتدا مین تو
آنحضرت [illegible] وعظ فرمائی بعد ازان علانیہ موعظہ فرمانے لگے
اور [illegible] آپ کی اصحاب بڑہنے لگی اکثر گروہ ضعفا اور ابو قبیس پر
[illegible] مذکور یعنی مکہ واقع ہین وعظ فرمایا کرتی تھی لیکن
[illegible] آپ بہی تشریف لیجاتی تہی اور وہان سے
[illegible] کہ اوس کتاب مین شامل کرلی ہے جو آخر کو قرآن کے
نام سی مشہور ہوئے اسی زمانہ مین آن حضرت کی ایک اور شخص
یعنی عمر نامی کو مسلمان کیا یہ شخص آپ کا بڑا دشمن تہا لیکن
تھوڑاہی عرصہ گذرا تہا کہ عمر اپنی بہن امنہ سی بسبب قبول
[illegible] تہا

مذہب بتونکی محبت نا خوش ہوا تہا چنانچہ ایکروز اپنی بہن کو [illegible]
قرآن پڑھتی سنکر زور سے مارا اور قرآن بہی زمین پر پہینکدیا لیکن
وہ عورت نہ گہبرائی بلکہ باطمینان تمام قرآن کو اوٹہا لیا اور اپنے بہائی
کو ہرگز نہ دیا اس حرکت سے عمر زیادہ تر غصہ ہوا اور اوس سے قرآن
چہین لیا اتفاقاً اوسکی نظر چند سطرون پر جو پڑی تو نہایت متعجب ہوا
اور بعد تعجب کے انفعال بہی ہوا اور اوسی جگہ مسلمان ہو گیا بعد ازان
عمر مسلح اور مکمل کوہ صفا کو جو حضرت کی جائی پناہ تہی بعجلت تمام
ہوا حضرت نے عمر کو آتی دیکہکر باواز بلند فرمایا ای عمر کہا لیکی آتا ہی
آیا تو یہان رہیگا جب تک یہ سقف تجہپر ٹوٹ پڑے اور تو
دب کے مر جائی عمر نے جواب مین عرض کی کہ مین آیا ہون [illegible]
بصدق دل ایمان لایا ہون خدا کی برحق ہے اور آپ پر کہ اوسکے
محبوب ہین جب قریش نی دیکہا کہ حضرت اب تک اپنی مذہب کی ترقی
مین مصر اور سرگرم ہین تو اب اونہون نی زیادہ ظلم و تعدی پر کمر
باندہی اور آپ کی اصحاب سے اس بیرحمی سے پیش آنی لگے کہ اونہون
نے مکہ مین رہنا مناسب نہ جانا جب آنحضرت صلعم نے یہ دیکہا تو جو اصحاب
بی یار و مددگار تہے اونہین اجازت دی کہ اور کہین جا کی پناہ لین
حسب ارشاد آنحضرت صلعم وہ مکہ سے چلی گئی اور ملک حبش مین جا کر پناہ
لی سنہ ہجرت (یعنی فرار) آنحضرت کی بعثت کی پانچوین برس مین پیش
ہوا جن لوگون نی فرار اختیار کیا تہا شمار مین اسّی مرد و زن

اور جب لڑکی تھی نجاشی بادشاہ حبش ان فراریون سے بمہربانی
پیش آیا اور جن لوگون کو قریش نے اون کی طلب کی لئے بھیجا تھا
اون بیچارون کو ہرگز اون کی حوالہ نہ کیا اور مورخین عرب لکھتے ہین
کہ بادشاہ موصوف خود مسلمان ہوگیا ۔

باب دوم

آن حضرتؐ کی ابتدائی کوششون کے دس برس کا ماجرا

چونکہ آپ کی اصحاب اور اتباع نے مکہ مین بڑا اختیار و اقتدار حاصل
کر لیا تھا تمام اہل شہر نے یہ حکم کیا کہ خبردار کوئی شخص یہان کی
باشندون مین سے حضرتؐ کی پیروی نہ اختیار کرے لیکن اس حکم سے
حضرتؐ کو کچھ ضرر نہ ہوا اسواسطے کہ آپ کی چچا ابوطالب آپ کی
حفاظت اور حمایت کی لئے موجود تھے لیکن جب بعد تھوڑے عرصے کے
ابوطالب نے بھی انتقال کیا جب تو آپ کو بڑی مشکل پڑی اسلئے کہ
تمام مال و اسباب اور عہدہ اونکا اپنے دشمنون کے ہاتھ لگا کیونکہ
چونکہ ان معاندین نے اب اپنا اقتدار حاصل کر لیا تھا تو انکی
نہایت تو اب بغض و عداوت مین بھی زیادتی شروع کی اور ہر وقت
یہان تک کہ نماز مین بھی آپ کی تضحیک و تذلیل کرنے لگے اور
طرح طرح کی نجاستین آپ کی دستر خوان پر پھینکتے تھے اور اوس کی حرکات
ناشایستہ سے اونکو پریشان کرتی تھی علاوہ ان سب مصیبتون کی
ایک اور مصیبت حضرتؐ پر یہ پڑی کہ ہنوز ابوطالب کی وفات کو تھوڑے

تھوڑی دن گذرے تھے کہ آپ کی زوجہ وفا شعار نے آپکی آنکھون کی
سامنے انتقال کیا واقع مین اس ہمدرد کا مرنا حضرتؐ کی ایسی ایسی مصیبت
عظیم تھی جتنی بشر کا دل شق ہو جائے تیس برس تک خدیجہ آنحضرتؐ
کی مشیر اور دستگیر رہین اور اب اون کی مرنے سے آپکا دل ٹوٹ گیا
اور گھر ویران ہو گیا حالانکہ اس عمر مین کون حسن و جوانی اون مین
باقی رہا ہوگا لیکن حضرتؐ آخر مرتے دم تک ویسی وفا کی اور جیساکہ اوپر
بھی بیان ہو چکا ہے کہ اور عقد کرنیسی باز رہی خدیجہ قبرستان
مکہ مین جو اوس شہر کے شمال اور مغرب مین واقع ہے دفن ہوئین
چنانچہ ایک سیاح مشہور برکہارٹ نامی سے ہمنے سنا ہے کہ انکی
قبر اب تک موجود ہی اور زائرین خاص کرکے ہر جمعہ کو اوسکی زیارت سی
مشرف ہوتی ہین لیکن اس روضہ مین سوا سنگ قبر کے اور کوئی
چیز عجیب اور تحفہ نہین اور اوس پتھر پر چند آیات قرآن مشہور آیت الکرسی
خط کوفی مین بڑی خوبصورتی سے کھدے ہین آنحضرتؐ تا دم مرگ
خدیجہ کے شکر گذار اور رطب اللسان رہے اور خدیجہ کو آپنے اس افسوس
سے جو یاد کیا تو عایشہ کو جو آپ کی ازواج مین بہت کمسن اور حسینہ اور
جمیلہ تھی رشک آیا اور بی ادبی سے اون مرحومہ کی مذمت کرنی لگی
اوسوقت خدا نے حضرتؐ کی تسلی کے لیئے یہ آیت نازل کی آیا وہ +
کبیر السن نہ تھی اور خدا نے اوس سی بہتر اور حسین تمکو نہین عنایت
کی آنحضرتؐ کا دل بھر آیا اور باواز بلند درگاہ جناب باری مین عرض کی

که خدا نے مجهے نہین اوسی (یعنی خدیجه) بهتر اور شفیق تر کوئی زوجه مجهے
نهین ملی وه اوسوقت مجهپر ایمان لائی تهی جبکه سب لوگ میرے تذلیل
اور تحقیر کرتے تهے اور مجهپر ہنستی تهی اور اوسنے اوس عالم مین
میری خبرگیری کی اور مجهے راحت پهونچائی جب تمام عالم میری قتل اور
ہتک کے درپی تها چونکه اب کوئی اپکا حامی اور حافظ نه باقی رہا تها
لہذا دشمنون نے اور بهی ظلم و تعدی کرنی شروع کی پهلا قریش کا تو کیا
ذکر عزیزان قریب اور اونلوگون نے جو کسی زمانے مین آپکی دوستی
کا دم بهرتے تهے دست تعدی دراز کیا پس حضرت مجبور ہوے که جا بہن
تلاش کرین اور زید اپنی وفادار غلام کو ساتهه لیکر ایک چهوٹی سی شہر کو
جسے طائیف کهتی ہین روانه ہوے یه شہر مکه سے ۷۰ میل مشرق کیطرف
واقع ہے اور یہان ایک اور چچا آپکے رہتے تهے جنکا نام عباس تها
جب حضرت اس شہر مین پهونچے تو وہان کی روساء مین سے تین شخصون
سے اپنی نبوت کا اظہار کیا اور اونہین ترغیب دی که اس مذہب کو کی
ترویج مین اعانت کرین اور یه سعادت حاصل کرین لیکن آپکی کلام
نے اون لوگون پر تاثیر نه کی اور اونہون نے بهی وہی اعتراضات پیش
کیے جو آپکی ہموطنون نے کی تهی اور عرض کی که آپ اور کہین پناہ لین
تاہم آنحضرت مہینه بهر اوس شہر مین رہے اور وہان کے باشندون مین جو
لوگ زیاده خوش مزاج اور عقیل تهے اونهون نے تهوڑی بہت آپکی
تعظیم اور تواضع بهی کی لیکن آخرکار غلام اور اراذل نے آپ سے

[illegible] پر پتہر ون کی بوچہار کر دی اور اون پہاڑون مین جو گرد اوس شہر کے واقع ہین اور اوس ریگستان مین دو تین میل تک حضرت کا تعاقب کیا آخرش حضرتؐ ایک مقام پر پہونچے کہ وہان بہت سے باغ تہے اور تہک کر ایک باغ مین پناہ لی اور تہوڑی دیر ایک انگور کے درخت کی سایہ مین آرام فرمایا جب بیدار ہوے تو پہر مکہ کو راہی ہوئے اور جب قریب شہر پہونچے تو مطاعب بن عدی کو کہ بہت ذیعزت تہا اور آپسے موافق تہا ایک نامہ بامضمون لکہا کہ مجہے بحفاظت داخل شہر کیجیے حضرتؐ کا ارشاد مطاعب بجا لایا اور اپنی اولاد اور خدام کو جمع کر کے حکم کیا کہ مسلح ہو کر کعبہ کے قریب کہڑے ہو بعد ازآن آنحضرتؐ مع زید داخل مکہ ہوئے اور آپ کی محافظ یعنی مطاعب نے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی شخص ان سے بے ادبی سے پیش نہ آئے بعد اوسکی آنحضرتؐ نے آگے بڑہ کر حجر الاسود کو بوسہ دیا اور مطاعب اور اوسکی لشکر کو حفاظت کے لیئے ہمراہ لیکر بیت الشرف کو مراجعت فرمائی قریب دو مہینہ کی بعد وفات خدیجہ آنحضرتؐ نے ایک زن بیوہ مسماۃ بہ سودہ سے عقد کیا اور تہوڑی ہی عرصہ کے بعد عائشہ سے نکاح کیا یہ عورت بہت کمسن اور حسینہ تہی اور آپ کی یار غار ابوبکر کی بیٹی تہی یہ عقد آپنے اسواسطے کیا تہا کہ آپسمین محبت اور ربط بڑہے منقول ہے کہ بعد وفات خدیجہ تیرہ یا پندرہ عورتین حضرتؐ سے منسوب ہوئی تہین اونمین سے گیارہ یا بارہ سے باوقات مختلفہ اپنی عقد کیا واضح ہو کہ سبب اس فعل پر آنحضرتؐ

کی ہو رہی ہین مخالفین نی بڑی طعن کی ہی اور اسی اپ کی شہوت نفسانی کی دلیل قطعی گردا
ہی لیکن راقم کہتا ہی کہ قطع نظر اسکے کہ انحضرتؐ کی زمانہ مین عرب اور بلاد مشرقیہ مین رسم
تعدد ازدواج مروج تہا اگرچہ بعد ہم قوانین یورپ کے خلاف ہو اور اوس زمانہ مین یہ فعل قبیح اور خلاف
اخلاق بہی نہ تصور کیا جاتا تہا یہ بات ذہن نشین رہی کہ انحضرتؐ نی پچیس برس کے سن سی پچاس
برس کی عمر تک ایک ہی زوجہ پر کفایت کی اور جبتک وہ تریسٹھ برس کی ہو کر مر گئین اور کوئی
عقد نہین کیا اور اونسی کوئی اولاد ذکور بہی نہین بچی پس اب ہم یہ پوچھتی ہین کہ آیا یہ
گمان ہو سکتا ہی کہ جو شخص بڑا شہوت پرست ہو اور ایسی ملک مین رہتا ہو جہان تعدد ازدواج رسم عام ہو
وہ شخص پچیس برس تک ایک ہی زوجہ پر قناعت کری اور وہ زوجہ بہی کیسی کہ پندرہ برس اوس سی
خود سی بڑی ہو اور آیا یہ گمان غالب نہین ہو سکتا کہ آخر زمانہ مین آنحضرتؐ کی تیرہ برس کی عرصہ مین
اور ازدواج جو کئین تو اس سی خاص کر کر آپکو یہ مقصود تہا کہ اولاد ذکور بہم پہونچین (مخفی نرہی کہ جس
ماہ متبرک مین حاجیون کی قافلی مکہ مین آتی تہی وہ مہینہ عرب مین تمام طوایف کی امن وامان کی
دن ہوتی تہی اور بڑے بڑے شر وفساد موقوف ہو جاتی تہی اور ہر طرف سی لوگ جوق جوق
اوس معبد عام یعنی کعبہ مین سالانہ عید کرنیکو آتی تہی آنحضرتؐ کو یہ موقع ہاتہ آیا کہ بخوبی دلیرانہ
اور اوس مجمع عام مین وعظ فرمانی شروع کی اور بہت سی لوگ باشندگان یثرب مین سی مسلما
ہوگئی جب یہہ نو مسلم اپنی وطن کو پہر گئی تو اپنی لوگون مین اس نئی مذہب کی بہت تعریف کی
اور اپنی دوستون اور ہموطنون کو بڑی سرگرمی سی ترغیب دی کہ اس مذہب کو قبول کرین
اور اس کوشش مین بخوبی کامیاب ہوئی اون کی کامیابی کی یہہ وجہ تہی کہ چونکہ اہل مکہ اور اہل
مدینہ مین بسبب تجارت کی آپسمین حسد اور نا اتفاقی تہی لہذا اس مذہب کو اہل
مکہ مین تہوڑی عزت سی دیکہا جاتا تہا واضح ہو کہ بعثت کے بارہوین برس آنحضرتؐ نی قریش [illegible]

معراج کی حکایت بیان کی اس قصہ کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ایک جانور
بہشتی یہ براق پر سوار ہو کر جبرئیل فرشتہ کی رہنمائی سے اورشلیم
یعنی بیت المقدس کو تشریف لیگئے اور وہان سے آسمان پر تشریف
لیگئے قرآن کی پندرہوین سیپارہ مین اس قصہ کا ذکر مبہم ہے آنحضرت
نے معراج کا قصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک شب مین اپنی زوجہ عائشہ کی
ساتھ ہمخواب تھا کہ مین نے سنا کہ کوئی شخص دروازے پر دستک دے رہا ہے
تب مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور دروازے پر جو گیا تو دیکھا کہ جبرئیل فرشتہ
کھڑے ہین اور اون کے قریب براق کھڑا ہے یہ ایک عجیب و غریب
جانور تھا اسکا چہرہ آدمی کی چہرے سی مشابہ تھا کان ہاتھی کی کانون سی گردن اونٹ
کی گردن سے جسم گھوڑے کی جسم سے دُم خچر کی دم سے اور کھر بیل کے کھر سے
اور رنگ ایسا سفید اور شفاف تھا کہ جیسے دودھ اور تیزی اور چالاکی مین
بجلی کو بھی اس سے کچھ نسبت نہ تھی بعد ازان جبرئیل فرشتہ نے اپنا
ساتوان پر کھولکر پرواز کیا اور حضرت بھی براق پر اوسکے عقب مین
روانہ ہوے جب آپ اورشلیم (یعنی بیت المقدس) مین پہونچے
وہان حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اور آپنے ان سب انبیا کو
سلام کیا اور لقب برادری سے خطاب فرمایا اور اونکی ساتھ نماز پڑھی بعد اسکی آپ مع جبرئیل
بیت المقدس سے روانہ ہوے اور دیکھا کہ ایک نردبان نور ایستادہ ہے اور براق کو ایک حلقہ آہنی مین
جو ایک سخت پتھر مین لگا تھا باندہ دیا کہ وہان آپ کے مراجعت کا منتظر
رہے اور آپ مع جبرئیل اوس نردبان نور سی آسمان پر تشریف لیگئے

جب آنحضرت ملاء اعلی پر پہونچے تو جبرئیل اپنی رفیق کو ساتون آسمان دیکہانے
ندریجاً لیگئی (جیسا کہ دانٹے شاعر رومی ڈینٹ کو لیگیا ہی) اور جب آپ
آسمان اوّل پر پہونچے تو ایک گروہ ملائکہ کو دیکہا کہ باشکال مختلفہ متشکل مین
بعضی آدمی کی شکل اور بعضی پرند کی صورت اور بعضی چرند کی مانند ہین اور
جنکی پرندون کی شکل تہی اونمین ایک مرغ دیکہا کہ بڑا طویل القامت تہا
اور اوسکی پر ایسی سفید تہی جیسی برف اور اسقدر کثرت ملائکہ کی یہ وجہ تہی
کہ فرشتگان زمین بہی آسمانپر چلی گئے تہی تاکہ اہل زمین کی شفاعت خدا
سے کرین آخرش یہ دونون مسافر اوس مقام تک پہونچ گئے ؛
جہان وہ شجر مقدس ہی جسی سدرۃ المنتہی کہتی ہین یہ درخت جنت العدن
کی حد پر واقع ہی اور اسکی پہل اتنی بڑی ہین کہ ایک پہل تمام مخلوقات
کی خوراک کی لیی بڑی مدت تک کافی ہی اور اسی مقام پر اونہون نے
ایک حد دیکہی کہ اوسوقت تک کسی بشر نبی اوسکی گذر نہ کیا تہا یہ سر عرش
الہی اور آسمانون کی درمیان مین واقع ہی سدرۃ المنتہی کی قریب
ایک اور فرشتہ اون کی رہنمائی کی لیے منتظر تہا وہ فرشتہ آپکو مقامات
غیر محدود پر لیگیا اور اثنائی راہ مین آپنی ہزارہا ارواح سماویہ کو تسبیح و تہلیل
خدا مین مشغول دیکہا یہانتک کہ خدمت اقدس جناب باری مین ؛
پہونچی اور آپکو اوس مقام تک تشریف لیجانیکی اجازت حاصل ہوئی
جہان سی تخت گاہ جناب باری تک دو کمان کا فاصلہ ہی اور بعد ازان وہ کلمہ
طیبہ اکی سر عرش قلم قدرت سی مکتوب دیکہا جسی آپنی اپنے مذہب کی علامت قرار دی

وہ کلمہ یہ ہی کوئی خدا نہین سوا خدا کی اور محمدؐ اوسکی رسول ہین لیکن
یہ نہ معلوم ہوا کہ جناب باری نی اپنی عبد خاص سی کیا کیا ارشاد کیا تھا
فقط اتنا سنا ہی کہ خدا نی مسلمانون کو ہر روز پچاس رکعت نماز کا حکم
فرمایا تھا لیکن آنحضرتؐ نی حضرت موسیٰ کی مشورہ سی عرض کی کہ عدد
نماز پانچ ہوجائی اور یہ عرض قبول ہوئی حضرتؐ نی بوقت مراجعت
جبرئیل کو ہمراہ لیا اور مکہ کو روانہ ہوی اور جب بیت المقدس پہونچے
تو براق پر پھر سوار ہوئی اور اوس سواری پر بحفاظت تمام داخل
خانہ ہوئی بعض مورخین کی کلام سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سفر دور و دراز
ایسی قلیل زمانہ دنیاوی مین طی ہوگیا تھا کہ جب حضرتؐ بستر سی اٹھکر
جبرئیل کی ملاقات کو جانی لگی تہی تو اتفاقاً ایک ظرف پر از آب پر آپکی
ٹھوکر لگ گئی تہی ہنوز اوسکا پانی زمین تک نہ پہونچنی پایا تھا کہ آپنی
مراجعت فرمائی اور اوس ظرف کو پھر اوسکی مقام پر رکھدیا اس سفر شب
کا قصہ اون حکایات مین سی ہی جنکی ناقل بوقت تحریر فرط خوشی کی
بیخود ہوجاتی ہین اور اسکی ناقلین نے جذبۂ ایمان سی عنان توسن خیال کو
ڈہیلا کر دیا ہی اور سفر مذکور اور آسمان کو صعود کرنا دونون باتین معتبرین
لباس حکایات سی پیراستہ اور عمدہ ترین رنگہائی داستان سے آراستہ
کی گئی ہین بلکہ تمام قصہ نفیس ترین زیورہائی خیالی سی مزین کیا گیا ہی
واضح ہو کہ آنحضرتؐ کی اصحاب مین اس سفر شب کی بارہ مین بڑا اختلاف
تھا بعضی کہتی تہی کہ یہ سفر سوائی خواب اور کچھ نہتا اور بعضی کہتی تہی کہ انحضرت

بیت المقدس اسی جسم خاکی سے تشریف لیگئے تھے اور وہان سے آسمان پر فقط
آپ کی روح گئی تھی اور بعضے کہتے تھے کہ آپ دونون جگہ اسی جسم خاکی سے
تشریف لیگئے تھے لیکن اکثر صحابہ اسی قول اخیر کے قایل تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ
حضرتؐ نے بھی اسکی صحت کا انکار نہین فرمایا جس حال مین یہ سفر شب
واقع ہوا جسے مسلمان معراج کہتے ہین اور اس سال کو سال متبرک
کہتے ہین اسی برس بارہ شخص اہل یثرب سے بیچ مکہ مین آئے اور کوہ عقبہ
پر جو اس شہر کی شمال مین واقع ہے آنحضرتؐ سے اطاعت اور وفاداری
کی قسم کہائی اس قسم کو حلف النسوان کہتے ہین اور اسکی وجہ تسمیہ یہہ
نہین ہے کہ اس عہد مین عورتین بھی شریک تھین بلکہ یہہ ہے کہ بعد
چند عرصہ کے ایسی ہی قسم عورتون سے بھی لیگئی تھی جسکا مضمون یہ
تھا کہ وہ مرتکب سرقہ اور زنا نہ ہون گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرین گی
(جیسا کہ بت پرستان عرب مین رسم تھا کہ اس خوف سے اپنی لڑکون کو
مار ڈالتے تھے کہ مبادا ہم ان کی کفالت نہ کرسکین) نہ غیبت کرینگی اور
جو باتین معقول ہون گی ان مین آنحضرتؐ کی متابعت کرینگی ادہر
تو مکہ مین حضرتؐ کی سفر شب مین مباحثے اور مناظرے ہو رہے تھے اور ادہر
مدینہ مین آپ کی تعریفون کی آوازین بلند تھین اور لوگ جوق جوق
آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے ان لوگون مین سے بارہ شخص حضرتؐ نے
کچھہ دنون مذہب تو تعلیم کرنیکے لیے ٹھہرالیے اور انہین اشخاص کو یعنی
بارہ وکیل قرار دیکر شہر مذکور یعنی مدینہ کو ارسال کیا کہ وہان ترویج اسلام

کرین یہ وکیل اس امر مین ایسی کامیاب ہوئی اور ایسی کوشش کی کہ عرصۂ
قلیل مین بہت سی باشندگان مدینہ کو مذہب نو کی طرف کھینچ لائی اور
جو ہین آن حضرتؐ نی یہ حال سنا اوس طرف تشریف لیجانیکا عزم بالجزم
کیا آپ خاص کرنکے مدینہ اسواسطی تشریف لیگئی تھی کہ آپ کی دشمن
قدیم اور عدوی جان ابو سفیان نی ابو طالب کا عہدہ لے لیا تہا اور حاکم
مکہ ہوگیا تہا اور دوسری وجہ آپ کی مدینہ جانیکی یہ تھی کہ قریش نی آپکی
قتل کا ارادہ مصمم کیا تہا اور جلاد مقرر رکھی تھی تاکہ کسی طرح ایسی دشمن
سی جسکا اقتدار اور اختیار روز بروز بڑہتا ہی جاتا تہا نجات پائین جب
آنحضرتؐ پر اس سازش مخفیہ کا حال کہلا تو آپ اور آپکا دوست ابوبکر اوس
شب تاریک مین چپکے راہی ہوئی اور علیؑ کو حکم فرمایا کہ تم میری جگہ پر لیٹ رہو
اور میری چادر سبز اوڑہ لو اون جلادونی پہلی تو اوس گھر کا محاصرہ کیا اور
بعد اوسکی زبردستی اندر گھس گئی لیکن جب اوہنون نی یہ دیکھا کہ بعوض
مقتول مقصود (یعنی آنحضرتؐ) کی علیؑ لیٹی ہین اور خاموش اور راضی برضاء
آلہی اوس مرگ کی منتظر ہین جو اون کی سردار کی لئی تجویز ہوئی تھی تو
اون سب کو یہانتک کہ اون کو بہی جو حضرت علیؑ کی قبیلہ کی تھی اونکی
اطاعت اور جانفشانی پر رحم آگیا اور اون کی قتل سی باز رہی اسی اثنا مین
آنحضرتؐ نی مع اپنی دوست کی ایک غار مین جو غار ثور کہلاتی ہی جو مکہ کے
قریب واقع تہا پناہ لی اور تین دن قیام فرمایا اور اس عرصہ مین لیسر اور
دختر ابوبکر خبر بہی لایا کئی اور طعام وغیرہ بہی پہونچاتی رہی جبکہ اسطرحسی یہ

یہ دونون شخص مخفی تھی تو ابوبکر آنحضرت کو اس خوف عظیم مین دیکھکر
ملول اور مایوس ہوا اور کہنی لگا کہ اب ہم کیونکر بچکر جا سکتی مین اسواسطی
کہ تو دو ہی شخص ہین آنحضرت نی جواب مین اوس سی فرمایا کہ ایسا
نہیں ہی بلکہ تیسرا شخص بھی ہے وہ خدا ہی اور وہی ہمکو بچا دیگا ... قاتل
ابتک تفحص کر رہی تھی اور اس غار پر پہنچی لیکن جب یہ دیکھا کہ وہ
منہ پر ایک کبوتر کا گھونسلہ ہی اور مکڑی کا جالا بنا ہوا ہی کہ ... دونون
چیزین آپ کی معجزہ سی وہان پیدا ہوگئی تہین تو وہ سمجھی کہ اس
غار مین کوئی نہین ہی آور اور طرف تجسس کرنے لگی جب وہ لوگ
چلی گئی تو آنحضرت اور آپکا رفیق اوس غار سی نکلا اور ایک قریب
کی راستہ سی بحفاظت تمام یثرب مین پہونچی اور بعد ۳ روز کی علی بہی
اون کی عقب مین روانہ ہوئی یہہ سفر ثانی جسی ہجرت یعنی جلاوطن
کہتی ہین ۱۶ جولائی سنہ ۶۲۲ع عہد خسرو بادشاہ فارس مین واقع ہوا
اور اوس زمانہ مین حضرت کا سن شریف ترپن برس کا تھا اہل یثرب
نی آنحضرت کی بڑی خاطر مدارات کی اور اوس شہر کا اسم قدیم بدلکر
آپکی نام مبارک سی ملقب کیا اور مدینۃ النبی کہنی لگی اب مدینہ مین
آپ نی سلطنت اور رسالت دونون عہدی حاصل کیی اور درخت خرما
پر تکیہ کرکی یا منبر سادہ اور بی پوشش پر اپنی قوم کی بت پرستی کی ہجو
مذمت فرمانی لگی اور سامعین کی دلون مین ایسی سرگرمی اور حمیت
اور جان نثاری اور وفاداری ڈال دیتی تھی کہ تا صد ان اہل مکہ

لشکر مین بہی اور بیرون شہر بہی مجبور ہوکر اقرار کرتی تہی کہ واقع ین
اہل مدینہ حضرت سے اس اکرام اور احترام سی پیش آتی ہین اور ایسی
اطاعت اور فرمان برداری کرتی ہین کہ خسروان فارس اور قیصران
روم کو بہی یہ بات نصیب نہین واضح ہو کہ ابتک تو یہ مذہب تو عقائد
ہی پر مبنی تہا لیکن چونکہ اب یہ ضرور ہوا کہ اسکی بنیاد مضبوط اور
مستحکم کی جاوے اور طرق عبادت اور اور رسوم
واجب العمل بہی معین کیے جائین لہذا حضرت نی نمازہای یومیہ اور
اون کی بجا لانیکی اوقات اور وہ جہت آسمان کی جس طرف مومنین کو
بوقت عبادت متوجہ ہونا چاہیئی یہ سب امور مقرر فرمائی اور اسی
زمانہ مین ایک مسجد بہی تعمیر کی گئی جسکی قطع سی بہت سادگی اور
بی تکلفی پائی جاتی ہی اور جسی حضرت نی اپنی دست مبارک سی بنایا تہا
اور یہ رسم بہی جاری ہوا کہ مومنین کو نماز کی لیی موذن طلب کیا کرین
اور موذن ایک مینار پر باواز بلند یہ کہتا تہا خدا بزرگ ہی کوئی خدا
نہین سوا ایک خدا کی اور محمد اوسکی رسول ہین آو نماز مین خدا
بزرگ ہی اور اوسکا کوئی شریک نہین آپ ملاحظہ کیجیے کہ حضرت ہی کی
ذات خاص مین اتنی عہدی جمع تہی یعنی سلطنت اجتہاد پیشوائی اور
سپہ سالاری اکثر لوگون نے اقرار کیا کہ آپکو خدا کی طرف سی وحی ہوتی ہی
اور صحابہ نی آپ سی ایسی وفاداری اور جان نثاری کی کہ کبہی کسیکی
رفقانی یہ بات نہین کی اور یہ لوگ آپکا ایسا احترام کرتی تہی کہ جو کبہی

جسم مبارک سے مس ہو جاتی تھی اوسے بہی متبرک سمجھے تھے
اگرچہ حضرت کو بادشاہوں سے بہی زیادہ تر اقتدار حاصل تھا تاہم آپ
ایسی سادگی اور انکساری سے بسر کرتی تھی کہ اوس سے زیادہ ممکن نہین
چنانچہ عائشہ سے روایت ہی کہ آپ خود اپنی کمرے مین جاروب کشی
کرتی تھی خود چراغ روشن کرتی تھی اور خود اپنی کپڑے سیتی تھے
اور آپ کی غذا اعزما ان جو شیر وشہد تھا اور[۴۳] یہ چیزین بہی مومنین
اپنی مال سے آپ کو مہیا کر دیتی تھی لیکن جسطرح آپ امور دینی مین
مصروف رہتے تہے اوسیطرح مقدمات دنیوی مین بہی مشغول رہتے تہے جب یہ خبر پہونچی کہ ایک قافلہ اندازے ہزار
اونٹ بسرداری ابوسفیان شام سے آتا ہی اور اوسکی حفاظت کرلیے
اہل مکہ نے نو سے پچاس چیدہ سپاہیوں کا پہرا بہیجا ہی تو آپ ۴۴+
نے اوس قافلہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا حالانکہ آپ کی لشکر مین کل تین سو
تیرہ آدمی ساٹھہ اونٹ اور دو گھوڑے تھے آپنے قریب چاہ بدر جو مکہ
کی راہ مین قریب بحر قلزم کی واقع ہے مورچہ کیا اور ہنوز آپ صفوف
جنگ آراستہ نہ کر چکے تھے کہ سامنے سے پہلی ٹکڑی فوج مکہ کی نمودار
ہوئی لیکن چونکہ وہ لوگ نشیب مین تہے لہذا اونکی فوج کی کثرت
نہ معلوم ہوتی تھی حضرت جانتے تھے کہ اب مقام خوف ہی اور یہ بہی
خوب سمجھے ہوئے تھے کہ اسلام کی ترقی اور تنزل اسی لڑائی کی فتح
اور شکست پر موقوف ہے لہذا آپ نے دست مبارک بسوئے آسمان
بلند کئے اور بکمال خضوع وخشوع یہ دعا مانگی ای مالک میری مین

[illegible]

تجھسی عرض کرتا ہون کہ اپنی وعدہ نصر و فتح کو بھول نہ جائیو خداوندا
اگر یہ فوج قلیل شکست پائیگی تو بت پرستی کو شبہ ہو جائیگا اور
تیری عبادت صادق و خالص تمام روی زمین سی جاتی رہیگی
جب آپنے یہہ دعا مانگی تو جنگ عظیم ہوئی اور اثنائی لڑائی میں آپنے
چشمہائی سرخ اور بہ آواز بلند فرمایا کہ دروازہ ہائی بہشت کھلی ہین
اوس شخص کی لئے جو راہ خدا مین شہید ہوا اور پھر باواز بلند فرمایا
کہ فرشتی ہماری طرف ہین مین اونہین آتی دیکھتا ہون دیکھو مین
جبرئیل فرشتہ کو دیکھتا ہون کہ اپنی گھوڑی حیزوم کو طلب کر رہی
ہین اور یہ تیغ خدا ہی جو اونہین قتل کر رہی ہی بعد ازان حضرتؐ
جھک گئی اور ایک مشت خاک اوٹھا کر اہل مکہ کی طرف پھینکا اور
بہ آواز بلند فرمایا ان کی چہرے پریشان ہو جائین مسلمانون کی
حمیت اور شجاعت کا مقابلہ کفار نہ کر سکی اور حضرتؐ نی یہ فتح و ظفر
مدینہ کو مراجعت فرمائی اور جو غنیمت ہاتھ آئی تھی اپنی اصحاب
وفاداران مین برابر تقسیم کردی قرآن مین اکثر مقامات پر جنگ بدر کا ذکر ہی
اور اسی لڑائی کی فتح سی حضرتؐ کو اتنی کامیابیان حاصل ہوئین
جنگ بدر کی دوسری برس یعنی سنہ ۶۲۴ع مین ابو سفیان اور
قریش نی ازراہ عداوت تین ہزار آدمی کا لشکر میدان جنگ بن
حضرتؐ کی مقابلہ کو جمع کیا ابو سفیان سردار لشکر کفار مدینہ سی چار میل
تک بڑھ آیا اور حضرتؐ سی ہمراہی لوسی پچاس مومنین کوہ احد پر مقابلہ

کیا لشکر قریش حلقہ باندہ کی آگی بڑہا اور یمین فوج کا سردار خالد تہا
جو شجاع ترین اور مہیب ترین عرب تصور کیا جاتا تہا آن حضرت صلعم نے
اپنا لشکر بڑی ہنر اور عقلمندی سی آراستہ کیا اور پہلی تواتب کی فوج
غالب آئی اور قلب لشکر مخالف مین گہس گئی لیکن طمع غنیمت ایسی
دامنگیر ہوئی کہ اون کی صفون مین بی انتظامی اور پریشانی پڑگئی
اور دفعتہً خالد نی جناح اور خلف لشکر اسلام پر حملہ کیا آنحضرت صلعم کی روئے
مبارک پر زخم نیزہ لگا اور دو دندان مبارک ایک پتہر سی شہید ہوئی
خالد بآواز بلند پکارا کہ حضرت صلعم قتل ہوگئی اور زمین پر پڑی ہین یہ آواز
خالد کی مسلمانون نی جو سنی تو اونمین ہل چل پڑگئی اور سب بہاگ گئی
اور اتنا بہی نہ ٹہری کہ خبر شہادت حضرت صلعم تو تحقیق کرلیتی سوای چند
اصحاب جان نثار کی جو حضرت صلعم کے گرد جمع ہوی اور کسی گوشہ امن مین
آپ کو لیگئی اس معرکہ شدید و عظیم مین حضرت علی رض نی ایسی شجاعت
اور جوانمردی ظاہر کی کہ اس کی انعام مین آنحضرت صلعم نی اپنی دختر
محبوبہ فاطمہ رض کو اون کی عقد مین دیا (۵۸) خاتون معظمہ حسن و جمال اور
زہد و تقوی مین اپنا مثل نہ رکہتی تہین یہان تک کہ عرب نی چار زنان
صالحہ و طاہرہ یعنی زن فرعون مریم اور خدیجہ مین چوتہا انہین
قرار دیا تہا اس عقد کے ایک برس کی بعد آنحضرت صلعم نی عید رمضان
معین کی قریب اسی زمانہ کی چند قبایل عرب نے یہ حیلہ کر کی کہ ہمنی اسلام
قبول کیا ہی حضرت صلعم سی عرض کی کہ دو شخص اپنی صحابہ مین سے

۴۶

ارسال فرمائی کہ ہم لوگونکو آپ کی مذہب کی عقائد تعلیم کرین لیکن جونہی
یہ صحابی اون کی سرحد مین داخل ہوئی بمکر و بیرحمی سی قتل کئی
گئی مثل اور مخالفین کی یہود بھی ہر طرح سی اس مذہب کی مقابلہ
کی درپی ہوئی اور ہمیشہ حضرت کی قتل کی تدبیرین کیا کرتی تھی
لیکن آپ کی اطمینان اور استقلال اور ہوشیاری سی کوئی تدبیر نہ
چل سکی اب تو حضرت نی ایسا اقتدار حاصل کر لیا تھا کہ شراب خواری
موقوف کرادی اور فرمایا کہ جو سچی مسلمان ہین شیرہ انگور سی نفرت
اور کراہت کرینگی چونکہ اوس زمانہ مین اسلام لاکھا دشمنان قوی
مین گھرا تھا لہذا یہ درستی اخلاق (یعنی ممانعت شرابخواری) واجب
تھی تاکہ مسلمان اون دشمنون کی حملون سی نہ دب جائین (یعنی اونکی
افعال و عادات زشت نہ اختیار کر لین اب قریش بھی یہودیون سی
مل گئی تھی اور بہت سی قبایل عرب بھی صحراون سی آگئی تھی پس ان
سب فوجون نی اکٹھا کر کی مدینہ پر چڑھائی کی جہان مسلمان اون کی
آمد کی منتظر تھی اور سوائی ایک شخص (یعنی آنحضرت ص) کی استقلال
کامل اور حمیت لازوال اور جرات و شجاعت غیر مغلوب کی اور کوئی وسیلہ
نرکھتی تھی محاصرین کی کوئی تدبیر نہ چل سکی اور ہر حملہ کی بعد حضرت ص
ظفریاب پھری یہان تک کہ دشمن محاصرہ سی باز آئی اور حضرت ص مع
لشکر ظفر پیکر فتح بنی قریظہ کو روانہ ہوئی اور بعد چند روز کی جنگ کی
اونہون نی بھی شکست فاش دی اور مخفی نرہی کہ چند روز بعد فتح بنی قریظہ

حضرت کو دشمنون نے ازراہِ عداوت ایک تہمت آپ کی نسبت کی اور اوسکا
ذکر اس مقام پر تردید کرنے کی لیئے ضرور ہی وہ تہمت یہ تھی کہ آنحضرتؐ
نے اپنی متبنی کی زوجۂ مطلقہ سے عقد کیا لہذا مرتکب جرم عقد از محرمات
شرعیہ ہوئے راقم کہتا ہی کہ حقیقت امر یہ ہی کہ بڑی مدت پیشتر رواج
اسلام کے عرب مین یہ رسم تہا کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً اپنی زوجہ کو لفظِ
مادر سے پکارتا تہا تو پہر اوس سے مباشرت کرنیکا مجاز نہ رہتا تہا اور
اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو لفظِ پسر سے پکارتا تہا تو وہ لڑکا اوسوقت
سے اون حقوق کا مستحق ہوجاتا تہا جو پسر صلبی کی ہوتی ہین لیکن
جبکہ بعد رواج اسلام کی یہ دونون رسوم مذکورہ قران مین منسوخ
کیئے گئی لہذا ہر شخص مجاز تہا کہ اپنی زوجہ سے مباشرت کرے بعد اسکی بہی
کہ وہ اوسی لفظِ مادر سے پکار چکا ہو اور اپنی متبنی کی زوجہ سے بہی کہ
بعد مطلقہ ہونیکی عقد کرسکتا تہا چونکہ حضرتؐ ایک عورتِ مسماۃ
بہ زینب کی بہت عزت کرتی تہی لہذا آپنے اوسکا عقد ایک جوان مسمی
بہ زید سے کہ اوسکی ہی ویسی ہی قدر کرتی تہی کردیا شوہر اور زوجہ مین
نااتفاقی ہوئی اور زید نے طلاق دینی کا ارادہ کیا اور ہرچند آپ مانع
ہوئے لیکن نہ مانا از بسکہ یہ حضرت کی نسبت یہ الزام عائد ہوتا تہا کہ آپ ہی
کی فرمانے سے یہ عقد ہوا تہا اور زینب کی رنج اور مصیبت پر بہی
آپ کو ترس آگیا لہذا اس الزام سے برات اور اس غم والم کی مکافات
آپکے سے اور نہ ہوسکی سوا اسکی کہ زن مذکورہ کو بعد زید کے طلاق

دینی کی اپنی حبالۂ عقد مین لائین تاور یہ امر آپکی بڑی مشکل سی کیا
اسواسطیکہ آپ ڈرتی کہ مبادا وہ قبایل عرب جنمین رسم مذکور ہنوز
باقی ہی متہم بہ عقد محرمات شرعیہ کرین لیکن پاس اور خیال
حکم الہی ان سب قباحتون پر غالب آگیا اور آپنی زینب سی عقد کیا
بعد سیر ہوئی ایک اور ختم جنگ کی جو چند قبایل عرب سی ہوئی تہی +
عایشہ آپکی زوجۂ محبوبہ کی نسبت یہ تہمت کی گئی کہ ایک افسر جوان
مسمی بہ ساوہ سی مرتکب فعل شنیع ہوئی لیکن اوس عورت نی
حقیقت حال ایسی صاف صاف اور طراری سی بیان کی اور اوسکی
[illegible]رہ اور[illegible]ن کا ایسا غلبہ ہوا کہ حضرتؐ کو اوسکی برات کا یقین ہوگیا
آخر جن لوگون نی اوسپر تہمت کی تہی ہر شخص کو اسی اسی دُرّون
کی سزا ملی جب آنحضرت ہانی یہودان قرب وجوار مکہ پر حملہ کیا اور اونکی
ابدرشتی پیش آئی تو اونہون نی اہل مکہ سے مدد طلب کی اور ایک فوج
کثیر اعانت کی لیے حاصل کرکی مدینہ پر چڑہائی کی چونکہ آنحضرت ص
شکست جنگ اُحد سی ہوشیار ہو چکی تہی لہذا ایک صحابی فارسی کی
بمشوری سی گرد شہر کی حفاظت کی لیے خندق کہدوائی اور خندق کی
باہر دشمن کو لوٹنے دیا اور کچہ تعرض نہ کیا بعد ازان فوج مخالف
محاصرۂ شہر کو چلی لیکن ازبسکہ وہ لوگ بہت سی حملون مین پس پا
بہی ہوی تہے اور آپس مین پہوٹ بہی پڑ گئی تہی لہذا اونہون نے
اپنی خیمی اوکہاڑ لیے اور جہان سی آئی تہی وہان پہر گئی یہ لڑائی

جسی جنگ خندق کہتی ہین سنہ ۶۲۶ع مین مطابق سنہ ۵ ہجری کی واقع
ہوئی بعد جنگ مذکور آن حضرت نے اپنے دشمنون کو قید کر لیا اور قلعہای
ناقش اور ایلو قب لی لیی اور بعد مقابلہ شدید قلعہ خیبر بہی
فتح کر لیا اور اس شہر مین حضرت پر ایک جانی ہوئی اور ایک آفت کی
جواب پر انیوالی تہی داخل ہوئی وہ آفت یہ تہی کہ ایک زن یہودیہ
جسکا بہائی باپ شوہر اور اور اقربا ان لڑائیون مین مارے گئی تہی
غلبہ خواہش معاوضہ اور مکافاۃ سی حضرت کی قتل پر آمادہ ہوے
تاکہ اپنی قبیلہ اور خاندان کی دشمن کو غارت کر دے اور اسواسطے
اوس عورت یہودیہ نی تہوڑا سا گوشت زہر تیار کیا اور اوسمین
سم قاتل ملا دیا اور جب حضرت شب کو کہانا نوش فرمانے لگے تو وہ
گوشت مسموم آپ کی آگی رکہہ دیا اور ایسی باتین کین کہ اوسکی
عداوت آپ پر ظاہر ہوئی جو مین آپ نے پہلا لقمہ تناول کیا دو ہین
آپ چلائے دیکہو دیکہو اس گوشت مین زہر ملا ہے ایک شخص آپ
کی اصحاب مین سے بشر نامی جنہون نی آپ سے بہی زیادہ اوس
گوشت مسموم مین سے کہایا تہا دفعۃ زرد ہوگئی اور اون کی دست و پا
مین طاقت حرکت نہ رہی یہان تک کہ انتقال کیا اور اس گوشت
کی کہانی سی حضرت بہی درد شدید اور جانکاہ مین مبتلا ہوئی اور
تو آپ نے اپنی اور اون لوگون کے جو اوس کہانے مین شریک
ہوئی تہی مابین الکتفین فصد کہلوائی جب اوس زن یہودیہ کو

بلاکر اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اوسنی بیخوف ہوکر جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری
باپ بہائی اور شوہر کو قتل کیا پس مینے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر یہ شخص واقع
مین نبی ہے تو آگاہ ہو جائیگا کہ یہ گوشت مسموم ہے لیکن اگر یہ جعلساز
اور حیلہ باز ہے تو ہملوگ اس سے نجات پا جائینگے اور یہودی بہر سربسبز
ہوجائینگے وہ عورت فوراً قتل کی گئی اور بعد اوسکے حضرت بہت دن تک
علیل رہے اور چونکہ آپنے اوس زہر کے اثر سے صحت کامل کبھی نہین
پائی لہذا اس امر مین کچہ تعجب نہین کہ آپ صلعم یہودیون پر ایسی غضبناک ہوتی
کہ بہت سے قریون نے اون کی بلاشرط آپ کی اطاعت قبول کی اس سبب سے
حضرت صلعم کی حکومت بخوبی مستحکم اور مضبوط ہو گئی اور ہر طرف سے لوگون نے
آپکو پیام مشارکت دیا اور اون کی زبان پر قرآن مجید کا ایسا اثر ہوتی
ہوا کہ اکثر مقدمات مین اونہون نے حضرت صلعم سے صلح کی گفتگو کی
ہر مسلمان کامل الایمان کو بصدق دل اور خلوص نیت سے یہ آرزو بڑی مدت سے
تہی کہ اوس کعبۂ قدیم اور مقدس کی زیارت سے مشرف ہو جسکی طرف
نماز پڑہتے مین نظر بندگی سے دیکھتے ہین اور حضرت صلعم نے بہی اس امر مین انہین
ترغیب دی اسواسطے کہ آپ کو بڑی کد تہی کہ مکہ کو فتح کرین اور وہان کے
لوگونکو مسلمان کرین اور اوس شہر مین بفتح و ظفر و بشان و شکوہ شاہی
داخل ہون جہان ایسی ایسی ذلتین اوٹہائی تہین اور ایسی ایسی بلا مین
مبتلا ہوئے تہے لہذا آپ صلعم لشکر اسلام ساتہ لیکر بعجلت تمام حج خانۂ کعبہ کو روانہ
ہوئے لیکن ارادۂ جنگ کسی سے نہ ظاہر کیا اور اگرچہ ہر منزل پر کفار نے

مقابلہ کیا تاہم کچھ نہ کر سکے آپ مع ۱۰ ہزار مسلمانون کی بقصد فتح و ظفر مکہ کو روانہ ہوئے بعض
اہل مکہ خفیہ مسلمانون سے شریک ہوگئی تہی اسواسطے کہ ایک تو حضرت صلعم کی
نام ہی سے وہ لوگ خایف و لرزان ستھے اسپر یہ طرہ ہوا کہ آپ کی معجزات
وکرامات بہی سنی پس ان باتون کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب سے پیشتر قریش ہی نے
شروط صلح پیش کیں اور آخر الامر اون مین اور مسلمانون مین مصالحہ ہوگیا
شروط مصالحہ یہہ تہی شرط اول فریقین معاہدہ کرتی ہین کہ تیس برس
تک آپس مین جنگ ملتوی رہے اور فریقین اس عہد کا ایفا کرینگے شرط
دوم قبایل عرب کو اختیار رہے کہ چاہین آنحضرت صلعم کے شریک ہون چاہین
اہل مکہ کی شرط سوم حضرت صلعم اور آپکی اصحاب اسی سال مین حدود مقدسہ
مکہ سے باہر چلے جاینگے شرط چہارم مسلمانون کو اجازت ہی کہ اسی سال مین
مقامات مقدسۂ مسمی بہ البیت کی زیارت کرین شرط پنجم - اہل اسلام
سوا تلوار کی اور کوئی ہتھیار باندہ کی مکہ مین نہ داخل ہون اور تلوار بہی
ہو تو میان مین شرط ششم مسلمان اس شہر مین تین دن مقام کرین
اور کسی شخص پر شہر چھوڑ دینے کا جبر نہ کرین سب کامیابیون
مین حضرت صلعم کی صلح مذکور بڑی کامیابی تہی اسواسطیکہ اس صلح کی سبب سے
دین اسلام مدینہ مین ایسا مستحکم ہوگیا تہا کہ اب آپ کی وہان رہنے کی
کچھ ضرورت نہ تہی بعد فتح مکہ آپ حسب احکام قرآن حج بجالاتے اور حجر الاسود
کے قریب کھڑے ہوکر بہ آواز بلند خدای برحق کا نام لیا اور تین سو ساٹھ
بتون کو بیخ و بن سے اوکھاڑ ڈالا

باب سوم

سال ہفتم ہجرت میں تمام اطراف و جوانب سے قاصد مکہ و مدینہ میں آئے اور
اپنے بادشاہوں کا پیام اطاعت حضرت کو دیا بادشاہ حبش نے جسکے پاس
حضرت نے ایک خاص قاصد بھیجا تھا یہ مضمون جواب میں لکھا کہ شکر ہے
اوس خدا کا جو بادشاہ مقدس مومن ہے اور میں گواہی دیتا ہوں
سے میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اوسکے رسول ہیں پیغمبر خدا
نے مجھکو لکھا ہے کہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کا نکاح میرے ساتھ کر دے سو اور میں
خوشی سے اوسکا ارشاد بجا لاتا ہوں اور چار سو دینار مہر دیتا ہوں
اسی زمانہ میں آنحضرت نے ایک مہر چاندی کی بنوائی اور اوسپر یہ منقش کرایا محمد رسول اللہ
یہہ مہر اون خطوط پر ثبت کی جاتی تھی جو آپ جابجا کے بادشاہوں کو
تحریر فرماتے تھے اور اونمیں دین اسلام کی دعوت کرتے تھے چنانچہ پہلا
خط آپنے باذان حاکم یمن کو لکھا اور اوس میں یہ بھی لکھا کہ یہ خط خسرو
بادشاہ فارس کو ارسال کیا جائے خسرو نے وہ خط پارہ پارہ کر ڈالا اور
باذان کو لکھا کہ یا حضرت کا کچھ علاج کرے کہ دعوی پیغمبری سے باز آئیں
یا اونکا سر کاٹ کر بھیجدے جب حضرت نے اس معاملہ کی خبر پائی تو فرمایا
اسی طرح اللہ خسرو کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اوس کی
جانشینوں کو برباد کرے گا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خسرو کو اوس کے
بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور باذان حاکم یمن مع اپنی رعایا کے
اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت نے اوسی کو اوسکے ملک کا بدستور حاکم

... مشہور مورخ لکھتے ہیں کہ ایک نامہ حضرت کا شہر قسطنطنیہ روم
... بھیجا اور بادشاہ نے وہ خط بڑی تعظیم و تکریم سے لے لیا اور اوسی اپنے
وزیر اکبر ایک قاصد مع تحفہ ہائے بیش قیمت حضرت کی خدمت میں بھیجا اور
... دربار شاہ یعنی شاہزادوں اور لونڈیاں طلب حضرت کی خدمت میں
حاضر ہوتے تاکہ آپ کی سامنے اسلام سے مشرف ہوں راقم کہتا ہے
کہ لیوں کا میابیوں کا سبب اس امر سے خوب دریافت ہو سکتا ہے کہ آنحضرت
کی عادات اور اخلاق ہی پسندیدہ نہ تھے اور صرف آپ تلوار ہی کی
دھنی نہ تھی بلکہ آپ کی وعظ و پند بھی ایسی تھی کہ لوگ آپکا ارشاد بلا عذر بجا لاتے تھے
اور جو کلمات آپکی زبان مبارک پر جاری ہوتے تھے دلوں کی تاثیر رکھتے تھی
اور عرب کی دلوں پر نقش کالحجر ہوجاتے تھے اور ایک شخص دوسرے کو
نقل کرتا تھا دوسرا تیسرے سی یہاں تک کہ بڑی بڑی دور پہونچ جاتی تھی
یہ کتاب حضرت کی عرب اور دور باشندگان ممالک مشرقیہ کو دی ہے وہ
بھی وعدوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ کتاب ایسی ہے کہ جسمین عمل
قلیل کا حکم اور ثواب کثیر کا وعدہ ہے اور وہ اصول اور کلیات اوسمین
پیدا ہوتے ہیں جنکی طرف ہر چیز رجوع کرتے ہے اور جسمین کلام نہایت
ہو سکتا ہنوز حضرت مکہ اور مدینہ میں سلطنت قایم کر رہے تھی کہ اس بات
کی درپے ہوے کہ گرد و نواح کے ملک کو مغلوب کریں لیکن جو قاصد
آپنے حاکم شہر بانقا (جو قریب شہر دمشق کے واقع ہے) کو بھیجا تھا قید
کر لیا گیا اور اوسی شہر والے نے قتل کیا جو ایک قبیلہ عرب نصاریٰ کا امیر تھا

اور ہر کیمونا لیس بادشاہِ یونان کی رعیت تھا ہر چند [illegible] قاصد کی مار
جانے سے کچھ ایسا نقصان تو اونکا نہین ہوا لیکن البتہ غیرت [illegible]
پس فوراً تین ہزار آدمی کا لشکر تیار ہوا اور آپ نے اونھین ترغیب دی کہ
راہِ خدا مین جرات اور جوانمردی ظاہر کرین اور کمالِ فصاحت فرمایا کہ جو کوئی
تم مین سے فتح پائیگا دنیا کی خوشیان حاصل کریگا اور جو شہید ہوگا عقبیٰ اور
نعماتِ بہشت سے متلذذ ہوگا اور ساتھ ہی اس کی اچھی طرح سے حضرت نے
یہ بھی فرمایا کہ ملکِ مفتوح کی خزینہائے شاہی سے غنیمت لینا لیکن جبراً
غربا کا مال ظلم سے نہ لوٹ لینا اور میرے نصائحون کی پیروی کرنا گوشہ نشین
اون بیگناہون کو نہ ستانا بلکہ عورتون کے ضعف پر رحم کھانا اور اونھین
چھوڑ دینا اطفال شیرخوار کو نہ ہاتھ لگانا اور اون بوڑھون سے بھی تعرض نہ
کرنا جو چند روز مین اس دنیائے فانی سے کوچ کرنیوالی ہون اور جو لوگ
وہان کی بستی کے برسرِ مقابلہ نہون اون کی گھرون کو نہ ویران کرنا اور اون کی
اسباب بسراوقات کو نہ برباد کرنا اور اون کی درختہای میوہ دار کا خیال رکھنا اور
درختہائے خرما مین نہ ہاتھ لگانا اسواسطیکہ یہ درخت بسبب سایہ داری اور ثمرداری
کے اہل شام کو بہت مفید اور شیرین تھا ✤

چونکہ یونانیون کا لشکر بہت زیادہ تھا اسواسطیکہ مع فوج عرب اون کی طرف
قریب ۳ لاکھ آدمی کی تھا لہذا پہلی حملہ مین تو اہل اسلام پس پا ہو گئے اور
افسران فوج مین سے تین شخص یعنی زید جعفر اور عبداللہ جو اسواسطی
مقرر کیے گئے تھی کہ اگر ایک شخص انمین سے مارا جاوے تو دوسرا اوسکی

حملہ پر آمادہ ہوے تہے پر درپے شہید ہوے زید بڑی بہادری سے لڑے اور سب سے آگے کی صف مین شہید ہوے حضرت جعفر بہی ایسی جوانمردی سے لڑے کہ اون کی شہادت یادگار رہی چنانچہ جب اون کا داہنا ہاتہہ کٹ کر گر پڑا تو علم ہدایت شیم بائین ہاتہ مین لے لیا اور جب بایان ہاتہ بہی کٹ گیا تو اوسی دستہائے خون آلودہ سے سینہ سے لگا لیا تہا تاآنکہ پچاس زخمہای کاری کہاکر شہید ہوے اور جہنڈا گرگیا عبد اللہ نے جعفر کی جگہ پر آکر اپنے لشکر سے چلا کر کہا آگے بڑہو آگے بڑہو یا تو فتح پاؤ یا بہشت ہاتہ آیا ایک ہی سپاہی ان ایک ہی ... مین ایکا وار ایسا کیا کہ کام ہی تمام کردیا لیکن جب نشان گرنے لگا تو خالد نے دوڑکر اپنے ہاتہ مین لے لیا یہ شخص (یعنی خالد) نو مسلم تہا اور اسقدر بہادر تہا کہ نو نو تلوارین اسکے ہاتہ مین ٹوٹی تہین فوج نصاریٰ نے لشکر اسلام کو دبا ہی لیا تہا لیکن اس شخص نے بڑی جوانمردی سے اونہین روکا اور پسپا کیا آخرالامر مسلمان فتحیاب ہوے اور چونکہ خاص اسکے خالد کے ہنر اور جوانمردی سے یہ فتح حاصل ہوئی تہی لہذا اسکے انعام مین حضرت نے اوسے سیف اللہ کا خطاب دیا سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ قریش مین اور آنحضرت صلعم مین صلح ہوا تہا لاکن چونکہ قریش نے عہد شکنی کی اور آپ کے دشمنون کو مدد دی لہذا ضرور ہوا کہ آپ اپنی اطاعت اون سے قبول کرائین بعد

درست کرنے سامان ضروری کی آنحضرتؐ مع دس ہزار آدمی بقصد جنگ
مدینہ سے روانہ ہوئے لیکن ایک فریب خانگی اس مہم کے بہرہ نی
مین مخل ہوا وہ فریب یہ تہا کہ ایک شخص مسمے بہ حاطب نی اپنی لونڈی سیارہ
کی ہاتھ ایک خط اہل مکہ کو باین مضمون بہیجا کہ تم لوگون پر ایک بلا آنیوالی ہے
پس خبردار رہنا لیکن حضرت علیؓ نی اس امر کی اوسی وقت اطلاع پائی اور
گہوڑے پر سوار ہو کر اوس قاصدہ کا تعاقب کیا اور اوسے گرفتار کر لیا
لیکن اوس عورت نی علیؓ سے کچہ خوف نہ کیا اور کہا کہ میرے پاس کوئی
خط نہین اور ہر وقت تلاشی کی بہی کوئی خط اوسکے پاس نہ نکلا پس اوس عورت
کے فریب پر حضرت علیؓ بہت غصہ ہوئے اور ذوالفقار نیام سے
کہینچ کر اوس کی سر پر مارا ہی چاہتے تہے کہ وہ شدت خوف سی تہرانی لگی
اور اپنے بال کہول لیے اور اوسکے بالوں سے ایک خط گرا جسکا مضمون
تہا کہ یہ خط حاطب بن بتن کی جانب سے اہل مکہ کو پہونچے حکم اللہ
آگاہ ہو کہ پیغمبر خدا لوگون پر حملہ کرنیکی تیاری کر رہے ہین پس ہتہیار درست
آنحضرتؐ نے اسقدر جلد کوچ کیا کہ ہنوز قریش کو آپ کی آمد کا وہم و گمان بہی نہ تہا
کہ آپ دروازہ ہای مکہ تک پہونچ گئے اہل شہر نے بدون کسی شر کی
آپ کی اطاعت قبول کی اور آن حضرتؐ لباس سرخ پہنے ہوئے اپنے
ناقہ مخصوصہ القصویٰ پر بڑے شد و مد سے داخل شہر ہوئے ابو سفیان
آپ کی سامنے پکڑا آیا اور بشرط قبول اسلام جان بخشی پائی بعد ازان
آنحضرتؐ آگے بڑہے کہ اپنے ہاتہ سے کعبہ کے بتوں کو توڑین اور

مرتبہ طواف حرم کرکے یہ کلمۂ طیبہ زبان مبارک پر جاری کیا خدا ایک ہے اور
محمد اوسکے رسول ہین بعد ازان پانی پینے کو چاہ زمزم پر تشریف لیگئے
یہ وہی کنوان تہا جو فرشتہ نے ہاجرہ کو اوس صحرا مین دکہایا تہا بعد اوس کی
آپنے حضار مجلس کے سامنے قرآن کا اٹہائیسوان سورہ تلاوت کیا جب
آنحضرت نے پہلے پہل خانہ کعبہ مین مؤذن کی آواز سنی کہ لوگون کو نماز مین
طلب کرتا ہے اور جب آپ نے دیکہا کہ ٹوٹے ہوئے بتون کی ٹکڑے
پہینک دیے گئے اور سب لوگ آپ کے گرد کہڑے ہوے اوسوقت آپنے حضار سے
خطاب کرکے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو اون سب نے بکمال عجز و انکسار عرض
کی کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ مثل والد کے ہمسے پیش آئین حضرت نے
فرمایا جاؤ خدا اپنی رحمت تمپر نازل کرے گا اس اثنا مین قبائل ہوازن
اور قریش جنکا سردار مالک تہا اپنے بتان متبرک کو شکستہ دیکہکر بڑے
طیش مین آئے اور مسلح ہوکر میدان حنین مین جو مکہ سے تین میل کے
فاصلہ پر واقع تہا بقصد جنگ صف آرا ہوئے حضرت کی لشکر مین مع دوہزار
اہل مکہ جو اونہین دنون مین اسلام سے مشرف ہوئے تہے بارہ ہزار آدمی
تہے اور بسبب کثرت کے ان لوگون کو یقین تہا کہ ان چند قبایل پر بآسانی
تمام فتحیاب ہونگے لیکن لشکر مخالف نے دفعۃً ایسا دہاوا کیا اور ایسی بوچہار
تیرون کی کردی کہ فوج اسلام پر خوف چہا گیا اور قریب تہا کہ اون کے پاؤن
اوکہڑ جاوین پس ایسی ہنگام مین خدا سے دعا مانگنا یا فرشتون کی
مدد طلب کرنا کافی نہ تہا بلکہ اور تدبیرین بہی ضرور تہین اور دست چالاک و طبیعت

منتظم

منتظم کا کام تھا لہذا حضرت ص خود موجون سکے حل مین گھسگئے اور اپنی شجاعت
اور جرات سے اپنے لشکر کو فرار ہونے سے روک لیا اور آخر الامر فوج اعدا کو
شکست دی لشکر اسلام نے نہایت چالاکی سے بڑی دور تک کفار کا تعاقب
کیا یہانتک کہ بنی ہوازن نے اطاعت قبول کی اور اکثر نے مذہب نو
اختیار کیا اور اوسکے لوگون نے بھی اوسکی پیروی کی چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار
گھوڑے چار ہزار دینار اور اسی قدر درہم فتاح کے ہاتھ لگے اور یہ غنیمت
عظیم ہنوز تقسیم نہ ہوئی تھی کہ کفار کے وکیل آئے اور بکمال الحاح وزاری حضور نبی
عرض کی کہ اتنے گھرون کو نہ برباد کیجیے پس حضرت ص نے اپنی اصحاب کو جمع
کرکے یہ چند کلمات اون سے ارشاد کیے ای مسلمانو تمہارے بھائی
توبہ اور ندامت کرنے کو تمہارے پاس آئی ہین اور مجھ سے عرض
کرتے ہین کہ ہمارے باپ و ماں اور لڑکون کو رہا کردیجیے اور ہمارا
مال و اسباب ہمین دلا دیجیے پس مین اونکا سوال رد نہین کرسکتا اور اگر
تم بھی اون کی التجا قبول کروگے تو مین دل سے تمہارا ممنون و مشکور ہونگا
لیکن اگر تم مین سے کسی شخصکو اگر اپنی نقصان کا خیال ہو تو وہ نقصان
بیان کرے مین اقرار کرتا ہون کہ اوسکی مکافاۃ اور کسی لڑائی مین کردونگا
جسمین خدا ہمین اس سے بھی زیادہ غنیمت عنایت کریگا جبتک آپنے یہ
کلام تمام کیا کسی نے دم نہ مارا اور مال غنیمت کفار کو واپس دیا گیا اور
قیدی رہا کردیے گئے اور ظلم و تعدی کی عوض مین عدالت اور انصاف
کیا گیا بعد اس لڑائی کے بہت سے شیوخ قبایل عرب حضرت ص کی خدمت

مسلمان ہونیکو آئی اونہین سے مسیلمہ والی یمن بہی تہا عجب یہ شخص نامی
طماع اور بے ایمان اپنی ملک کو بازگشت کرنے لگا تو حضرتؐ مکہ فتح کی خبر
سنکر لالچ مین آیا اور یہ نہ خیال کیا کہ پیغمبری کیواسطے عقل سلیم اور ادراک کامل
ضرور ہے اور نبوت کا دعوی کیا اور یہ خط آن حضرتؐ کو لکہا از مسیلمہ پیغمبر خدا
بنام محمد رسول خدا میری عرض آپ سے یہ ہے کہ نصف دنیا مجھے دیجیے اور
نصف آپ لیجیے حضرتؐ نے یہ جواب لکہا از محمد رسول خدا بنام مسیلمہ کذاب واضح
ہو کہ زمین خدا کی ہے جسکو چاہے اوسکا وارث کردے سال دہم ہجری مین
آنحضرتؐ نے علیؓ کو ملک یمن مین بہیجا کہ وہان دین اسلام رواج دین منقول
ہے کہ تمام قبیلہ ہمدان ایک دن مین مسلمان ہوگیا اور اون کی دیکہا دیکہی
سب باشندون نے اوس صوبہ کے اسلام قبول کیا سواے قبیلہ نجران کے جنہون نے
بسبب عیسائی ہونے کے جزیہ دینا قبول کیا پس اسطرح سے اسلام
حضرتؐ کی حیات ہی مین تمام عرب مین قایم ہوگیا اور بت پرستی کی بیخ و بن
نہ باقی رہی راقم کہتا ہے کہ ایسی کامیابی حضرتؐ کو بسبب شجاعت اور
قوت جنگ کے نہ حاصل ہوئی تہی بلکہ اس کی یہ وجہین تہین کہ آپنے
مذاہب کو مہذب اور درست کیا ممالک کو مغلوب و مفتوح کیا اور
وہ مذہب مروج کیا جو انبیاء سابقین یعنی ابراہیم موسی عیسی کا مذہب تہا اور
طریقہ آداب و اخلاق آنحضرتؐ بہی بہت مستحسن اور ممدوح تہا اس زمانہ
کے عیسائی اس طریقہ کو جو چاہین سو سمجہین لیکن حق تو یہ ہے کہ اون
طریقون کی نسبت جو اوس زمانہ مین عرب مین جاری تہے یہ طریقہ بہت اچہا تہا

اور پاک ملکہ جوکہ طہارت اور پاکیزگی ہی علاوہ ان سب باتون کی یہ امر قابل
غور ہے کہ چون کہ آنحضرتؐ کی اہلِ وطن یعنی عرب بڑی مدت سے مقابلہ اور
مجادلہ کیا کرتے تھی لہذا اون لوگون مین غصہ اور حرارت ایسی بڑہ گئی تھی
دشمن سے وہ انتقام لیو نہ رہتی تھی پس اس غرض اپسندیدہ سے کہ اونکی
شہوت نفسانی حدِ اعتدال سے نہ تجاوز کر جانے آن حضرتؐ نی ایسی شراعت
جاری کی جسمین قبل تحقیقات اور منظوری حاکمِ شرع اور صدور فتوی یا الضافت
انتقام جرم ممنوع ہی پس اکثر عرب نے بصدقِ دل اسلام قبول کیا اور چون کہ
اب لوگون کو مذہب کا بڑا پاس وخیال رہنی لگا لہذا ہر بات اونکی طبیعت وحشت
کی ایک طور پر ہوگئی اور ہر مسلمان بجان ودل اس بات پر مستعد رہنی لگا
کہ یا راہِ خدا مین جہاد کرکے فتح حاصل کیجیے یا اوسکی توحید اور عظمت کے
اظہار مین جان دیدیجیے اور جب جا وشرات حرص نام آوری اور امید
بہشت نی اس حرارت مذہبی کو اور بھی زیادہ کیا سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ
چون کہ تمام ملکِ عرب نجاستِ بت پرستی سے طاہر ہوگیا تہا اور سب نی کلمۂ
طیبۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قبول کیا تہا لہذا اب اس فتاحِ مذہبی (یعنی
آن حضرتؐ) نی ملکِ شام کے فتح کرنیکی فکر کی تاکہ وہ سرزمین یونانیون کے
قبضہ سے نکلجائی اور وہان ملتِ اسلام رواج پائی اور ۶۳۹ء مین یہ ارادہ آپنی
سب سے بیان کیا اور حکم فرمایا کہ اسکی تعمیل مین دیر نہو اور بڑی مدت تک کا سامان
جنگ مہیا کیا جائے حالانکہ اوس زمانہ مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ پہل
درختون پر پک رہی تھی خزیف تیار رہتی اور ریگستانِ عرب شدت حرارت

آفتاب بھی زیادہ ترگرم ہوگیا تھا ایسی ہنگام مین آنحضرتؐ کی مرضی کو زیادہ تر
غلبہ ہوا اور صحابہ نی آپ کی ایسی اطاعت کی کہ کبھی نہ کی تھی اسواسطے کہ
اونہین یقین تھا کہ آپ کی رضا رضائی الٰہی ہی تبھی ہزار پیادی اور دس
ہزار سوار سب کی سب بخوبی مسلح و مکمل حضرتؐ کی رکاب ظفر انتساب مین مدینہ
سے روانہ ہوسے لیکن اثنائی راہ مین ایسی ایسی مصائب اور عوائق
پیش آئی جنکا اونہین وہم وگمان بھی نہ تھا بعد تحمل ایسی مصائب اور تکلیفات
کی جو اوسوقت تک سُننی مین نہ آئی تھی لشکرِ اسلام شام مین پہونچا لیکن
کسینے اوسکا مقابلہ نہ کیا اسواسطیکہ سب چھوٹے چھوٹے حاکم جنمین وہ
ملک منقسم تھا پہلی تو تھوڑا بہت لڑے لیکن اونہوان نے آنحضرتؐ کی
شجاعت کا ایسا شہرہ سنا تھا کہ اوسی سی اونکی پاؤن اوکھڑ گئی آور آخرالامر
لشکرِ اسلام مین آکی آنحضرتؐ کی قدمونپر گر پڑے اور آپنے لی اون پر
جزیہ باندھا اور اسیقدر روپیہ لیکر اونہین چھوڑ دیا لیکن آپنی ہر بات مین
مفتوحین کے مذہب کا لحاظ رکھا اور اگرچہ یہ سچ ہے کہ اپنی مذہب کی
اونہین ترغیب کی لیکن اوسکی قبول کرنیکا جبر اون پر کبھی نہ کیا بس
آپنی قرآن کی حکم کی تعمیل کی وہ حکم یہہ ہے کہ ای محمدؐ کورد لون سے کہ اسلام
قبول کرو تاکہ تمہارے دل روشن ہوجائین اگر وہ لوگ باغی ہین تو تم
اونہین فقط تعلیم کرنے کے ذمہ دار ہو خدا جانتا ہے کہ کیونکر اپنی
بندون مین امتیاز کرے واضح ہو کہ آنحضرتؐ اس لڑائی مین خاص کرکے
اسوجہ سے کامیاب ہوسے کہ آپنی عیسائیون سے بہت حلم اور مروت

نرمی

فرمائی اور فقط خبر یہ قلیل دن سے طلب کیا چنانچہ جب آپنی مدینہ کو مراجعت
کی تو اوس ملک مفتوح یعنی شام مین ہر شخص آپ کی شریعت کی نرمی پر
متعجب اور متحیر تہا اس زمانہ مین حضرتؐ کی تاریخ کے ایک ایسا سانحہ ہوا کہ
ہر صاف قلب اور منصف کے نزدیک آپ بار اتہامات مکر و فریب سے
سبکدوش ہین وہ حادثہ یہ تہا کہ آپؐ کی اکلوتی بیٹے ابراہیم ذ جو ماریہ ایک
جاریہ قبطیہ سی تہی سترہ برس کی سن مین انتقال کیا تہہ صاحبزادی آپؐ کو
اکسٹھ ۶۱ برس کے سن مین پیدا ہوے تہی واقع مین اس حادثہ جانکاہ کا
صدمہ اوس باپ کی دل سے پوچہیے جسکی آنکہون کی سامنی ایسا چراغ
بجہہ گیا ہو کہ وہی آپکا نام روشن کرتا اور اوسی کی ذریعہ سے آپکا فیض
تمام نسل کو آپ کی پہونچتا ایسا اتفاق ہوا کہ جسوقت اوس صاحبزادی
نے انتقال کیا اوسی وقت آفتاب مین گہن لگا اور عوام الناس نے
اس امر عجیب سے یہ بات پیدا کی کہ یہ کسوف اسبات کی علامت قاطع ہے
کہ آسمان بہی اس صاحبزادہ مرحوم کے غم مین شریک ہوا لیکن آنحضرتؐ
اس سے ارفع تہی کہ ایسے ایسے اوہام باطلۂ اصحاب جہلا کے تصدیق و
تائید کرتے اور اون کی کلمات خوش آمد کو سماعت فرماتے پس آپنی
لوگون کو جمع کر کی فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ آفتاب اور ستارے
حق تعالی کی دست قدرت کے صنعتین ہین لیکن ہم بندگان فانی کی
پیدائش یا مرگ کی خبر دینے کے لیئے نہ ان مین گہن لگتا ہے اور نہ انکی
روشنی جاتی رہتی ہے اس زمانہ سے آنحضرتؐ ان امور مین خاص کر کی

مشغول ہوتے تھے کہ جو لوگ قران کی تصدیق کے لیے مدینہ مین آتی تھی
اون کی اطاعت قبول کرتے تھے اور اوس سلطنت عظیم کے قوانین تالیف
ہوتے تھے کیونکہ تقدیر مین یہ تھا کہ نصف حصہ زمین پہ پھیل جاوے اور
وہ حصہ بھی ایسا کہ اور سب حصہ ہای زمین پر اشرف اور اولی بعد ازان
حضرت نے ہر جگہ منادی کرائی کہ میرا ارادہ ہے کہ حج خانہ کعبہ کرون +
اس سے آپکی یہہ غرض تھی کہ مجھی حج کرتے دیکھکر لوگون کو فرایض ظاہری
مذہبی کی پابندی اور خیال رہی اور گویا کہ آپ صلعم پیشتر ہی سے جانتے تھے
کہ یہہ حج آخری ہی اسواسطے آپ صلعم نے چاہا کہ یہ حج ایسی شد و مد سے ہو
کہ اہل مکہ نے کبھی نہ دیکھا ہو یہہ بیان مختصر اون رسوم کا جو آپ اوس وقت
بجا لائے تھے اور جنکی پابندی حاجیان مکہ اب تک حج مین کرتی ہین اس
مقام پر لکھا جاتا ہے بعد بجا لانے طہارت تہائی واجبہ اور حلق الراس کے
آنحضرت صلعم کعبہ کیطرف چلے حجر الاسود کو بوسہ دیا سات مرتبہ طواف حرم کیا
اور بعد ان سب باتون کے شہر سے باہر نکلکر بکمال تہذیب و متانت
آہستہ آہستہ کوہ صفا کو تشریف لیگئی اور وہان کعبہ کیطرف پھر کر باواز
بلند فرمایا خدا ایک ہی اور اوسکا شریک نہین اوسی کی قدرت اور قوت
اور سلطنت ہی تعریف اوسکی اسم مقدس کی خدا ایک ہی جب آپ صفا سے
روانہ ہوئے تو مروہ اور اور مقامات مقدسہ پر بھی یہی کلمات فرمائے اور
بعد ازان تریسٹھ ۶۳ اونٹون کی قربانی کی اپنی سن کی ہر سال کی عوض مین
ایک اونٹ اور اوتنی ہی غلام آزاد کیئے بعد ازان آپنی مدینہ کو مراجعت

کی جہان موت آپکی منتظر تھی حالانکہ اوس طبیعت اولوالعزم مین ابھی تک
بڑے بڑے ارادے باقی تھے تھوڑے ہی دن بعد مدینہ مین داخل ہونے کے
آنحضرت تپ صفراوی مین مبتلا ہوے اور چونکہ آپ کو یقین تھا کہ اس
مرض مین تعب و مشقت بہت ہوگی اگرچہ ہلاکت نہ ہو لہذا آپ نے چاہا کہ
جن لوگون کو ہم بہت عزیز رکھتے ہین وہ سب ہمارے پاس آئین اور اپنے
مقام موت کے لیے اپنی زوجۂ محبوبہ عایشہ کا کمرہ تجویز فرمایا چند مدت تک
آپ شدید سکرات موت مین مبتلا رہے اور جب آپکو مرض کی دوری
آتی تھی تو یہ آواز بلند فرماتی تھی یہ یہودیون کا زہر ہی جو مجھے مارے
ڈالتا ہے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک رگ پھٹی جاتی ہے لیکن باوجود
اس درد و الم کے حضرت کی حواس بالکل نہین زایل ہوے یہانتک
کہ آپنے ایک اور جنگ شام کا بخوبی انتظام کیا اور علم اسلام کے
حق مین دعاے خیر کرکے اوسی عمر کی سرگرمی اور وفاداری اور جوانمردی
کے سپرد کیا اور اوسی لشکر کا سردار مقرر کیا اپنی وفات کی تین دن پیشتر
تک آنحضرت برابر فرایض عبادت عام (یعنی نماز جماعت) ادا کیے لیکن
جب ایسے علیل ہوے کہ اپنی غلامون کے کاندھے پر تکیہ کرکے مسجد
تشریف لیگئے اسطرحسے کہ پاے مبارک زمین پر رگڑتے جاتی تھی تو آخر
اسنے دوست قدیم اور وفادار یعنی ابوبکر کو خطبہ پڑھنے کا حکم کیا جب آپ
آخری مرتبہ مسجد تشریف سے گئے اور نماز تمام ہولئی تو آپنی جانماز
مجلس کے سامنے بکمال خشوع و خضوع توجہ کی اور اس کلام سے دلی

ایمان کو اور زیادہ کامل اور مستحکم کیا اے اخوان مومنین اگر مینے کسی شخص کو
تم مین سے ناحق کوڑے لگوائے ہون تو میری پشت حاضر ہے بسم اللہ
اسپر دُرّے لگاؤ اگر مینے کسی مسلمان کو بد ی یا نہ کیا ہو پس میری
قصور اس جماعت کے روبرو بیان کرے اگر مینے کسی شخص کا مال چھین لیا
ہو تو جو مال قلیل میرے پاس ہی اوس مین سی وہ اپنا اصل روپیہ مع منافع کے
لے لے ایک شخص نے حضار مین سی عرض کی کہ ٹرا عرصہ ہوا کہ آپ نے
تین درہم مجھسے قرض لیے تھے حضرت نے اوسیوقت اوس شخص کو زر قرضہ
دلوادیا اور فرمایا کہ مجھے دنیا کی ذلت قبول ہے لیکن عاقبت کی ذلت قبول
نہین آپ کی دختر فاطمہ آپ کے بستر مرگ پر آکر بیٹھتی تھین اور آپ اونسی
فرماتے تھے کہ اے دختر کیون روتی ہی آیا تو اس بات سی خوش نہین کہ
تمام زمین و آسمان کی عورتون کی سردار ہے بعد از آن حضرت نے سب
غلامون کو آزاد کردیا اور جو عزیز آنسوؤن سے تر آپ کی بستر کے گرد
کھڑے تھے اون سی فرمایا کہ اب مین تمھین وہ باتین تعلیم کرتا ہون جو
بعد میرے انتقال کے تمھین کرنی چاہیئن میری لاش کو غسل و کفن
کر کے اور صندوق مین رکھکے میری قبر کے کنارے پر رکھدینا اور میری قبر
وہین پر کھودنا جہانپر مین اب ہون اور جب یہ فرایض بجا لاچکو گے تو
تملوگ چلے جانا بعد اسکے تھوڑی دیر تامل کرکے فرمایا کہ پہلی جو شخص میری
جنازے پر آئیگا وہ میرا دوست صادق جبرئیل ہے اور اوس کے بعد
میکائیل اور اوسکے بعد اسرافیل اور ان سب کی بعد ملک الموت مع اپنے

گروہ کی آئینگے جب یہہ فرشتے چلے جائین تو تم سب کی سب اندر چلے آنا
اور میرے واسطے دعا کرنا اور خدا سے رحمت طلب کرنا مین اپنے عیال
کو حکم کرتا ہون کہ یہہ اسوگ نکہین تاکہ اس رسم مین سب مومنین اونکی
متابعت کرین اور میری بڑی خواہش اور مرضی یہ ہے کہ جزع اور فزع
میری آرام مین خلل نہ ڈالے بعد ازان چند ساعت تک حضرت بیہوش
رہے اور جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک کاغذ
لکھون تاکہ تم ہمیشہ گمراہی سے محفوظ رہو جب آپنے یہہ فرمایا تو عمر نے
قران کو ہاتھہ مین لیکر کہا کہ وہ کاغذ تو لکھا ہوا ہے بعد اوس کی سوا
عائشہ کے اور سب لوگ اوس کمرے سے چلے گئے آپنی وفات کے
دن آپ صلعم نے دست مبارک پانی سے دہو کر آہ از بلند فرمایا خداوندا میری
روح کو موت کی ہولون سے بچا اور تھوڑی دیر کی بعد پہر غش آگیا
عائشہ کہتی ہے کہ جب حضرت صلعم کی موت قریب ہوئی تو مین آپ کی پاس
بیٹھی تھی اور آپکا سر مبارک میرے آغوش مین تہا کہ دفعتہ آپنے چشم
مبارک کہولکر چھت کیطرف دیکھا اور اگرچہ آپکی زبان لکنت کرتی تھی تاہم
یہ کلمات آپ صلعم کی میری سمجھ مین آتی تھی کہ خداوندا میری گناہ بخشدے
آہ میری دوست صادق جبرئیل مین تمہارے ساتھہ آسمان پر چلتا ہون
یہ فرماکر فرش خواب پر جان بحق تسلیم کی مخفی نرہے کہ آنحضرت صلعم نے
تیرہوین ربیع الاول یعنی تاریخ اول سال یازدہم ہجرت مطابق آٹھوین
جون سنہ ۶۳۲ع ترسٹھہ ۶۳ برس کی سن مین وفات پائی اور تائیس ۲۳ برس

کے عرصہ مین نبوت حاصل کی اور مدینہ مین دفن ہوئی نہ مکہ مین یہ جو
لوگ از راہِ تمسخر کہتے ہین کہ حضرتؐ کا تابوت مقناطیس کے کشش سے ہوا
مین معلق ہے بالکل غلط ہی بلکہ آپؐ ابوبکر و عمر کی داہنی جانب دفن ہین
آپ کی انتقال سے لوگون مین تہلکہ پڑ گیا اور ہر جگہ ایک دوسرے سے
کہتا تہا کہ آیا بعد وفاتِ حضرتؐ بہی یہ مذہب باقی رہیگا عمر کہتا تہا کہ ہماری
پیغمبر نہین مر سکتے بلکہ جیسا حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مقدمہ مین ہوا اوسی
طرح حضرتؐ کی روح چند روز کے لیے غائب ہو گئی ہے اور بعد تہوڑے
عرصہ کے مومنین کی مجمع مین پہر عود کرے گی پس ابوبکر کو لازم ہوا کہ جس
قول کی تائید مین عمر تلوار لیئے مستعد تہا اوسی باطل کرے پس اوسنے
کہا کہ امی عمر آیا تو محمدؐ کا ذکر کرتا ہی یا خدا کا محمد کا خدا باقی ہے لیکن وہ
حضرتؐ ایک بشر تہے ہمین مین سی اور وہ بہی اوسی طرح مر گئی جسطرح
ہم مر جاینگے جب اس تقریر سی بہی ابوبکر اوس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا
تو اوسنی وہ آیات پڑہی جنمین خود آنحضرتؐ اپنی فانی ہونیکا اقرار کرتی ہین،
اور آخر الامر اوس جھگڑے سے کہ زمین کا میاب ہوا اور واضح ہو کہ حضرتؐ کی
بعد ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علیؓ ایک دوسری کی بعد خلیفہ ہوئے اور
ان سب نی بخطابِ خلیفہ سلطنت کی اس مقام پر یہہ بات بیان کرنا مناسب
ہے کہ جب تک آنحضرتؐ زندہ رہی تلوار آپ کی ہاتہ مین رہی اور کوئی
اوسکی منہ پر نہ چڑہ سکا لیکن آپکے بعد خلفا نی بہی اوس تلوار کو نیام مین
نہ رکہا جبتک کہ اوس سے ایک سلطنتِ وسیع جسمین اقالیم ایشیا یورپ

اور افریقیہ شامل ہین قایم نہ کرلے اہل اسلام نے زیر سایہ رایات ظفر آیات
عمر اور خالد اور اور خلفاء آنحضرت نے فتح پر فتح حاصل کی اور فارس فلسطین شام
و مصر وغیرہ کی بعد دیگرے حملہ آوران اسلام کے مطیع و منقاد ہوئے بارہ
برس کی عرصہ مین ان لوگون نے چھتیس ۳۶ ہزار شہر اور قصبے اور قلعے اپنے
مطیع کر لیے چار ہزار شیوالے اور گرجے برباد کر دیئے اور چودہ سو مسجدین
اپنے ہم مذہبون کیواسطے تعمیر کین اور ان ملکون پر بھی کفایت نہ کی
بلکہ جب تک کہ باشندگان حبش کو مغلوب نہ کر لیا اور تمام اقلیم افریقیہ
اسکندریہ سے سینیجرس تک مع ملک سیاہ اپنی سلطنت قاہرہ مین نہ
داخل کر لیے جبتک دم نہ لیا (پوشیدہ نہ رہے کہ مورخین عرب نے
آنحضرت کی فضایل اور کمالات نفسانی خلقی بڑے فخر و مباہات سے
بیان کیئے ہین آنحضرت غربا سے حلم فرماتے تھے امرا سے تحلق پیش
آتے تھے اور مغرورون سے تعلی کرتے تھے اور ان اخلاق حمیدہ کی
ذریعہ سے آپ نے مدح و ثنا عزت و احترام حاصل کیا تھا اور آپ کی طبیعت
مین تالیف قلوب اور حکومت دونون باتون کی لیاقت مساوی تھی
اور اگرچہ علوم رسمیہ سے بالکل واقف نہ تھے تاہم فنون طبعیہ سے بخوبی
ماہر تھے اور آپ مین یہ قدرت تھی کہ ہنگام مباحثہ خصوم الد الذین
سے اپنی طبیعت کھول دیتے تھے (یعنی دلایل و براہین قاطعہ پیدا
کرتے تھے) اور ذلیل ترین صحابہ سے اپنے دل کو بند کر لیتے تھے (یعنی
کلام مختصر شافی فرمالیتے تھے) تاکہ وہ آپ کی رعب مین نہ آجاوین اور گھبرا

نہ جانی اور آپ کی فصاحت مین تکلف نہ تہا اور چونکہ روئی مبارک
سے رعب وسطوت شاہی اور حلم وانکسار فقیری نمایان تہا اور یہہ
دونون باتین ملکر ایک کیفیت اعتدال کی پیدا ہوگئی تہی لہذا آپکا کلام
فصیح وبلیغ زیادہ تر موثر ہوتا تہا اور آپ کے طبیعت سی ایسی آثار حکومت
اور عظمت عیان تہے کہ علما رمتاثر اور متحیر ہوتی تہی اور جہلا مطیع و
منقاد ہوجاتے تہی اور یہ صفت منجانب اللہ تہی دوستی اور شفقت
پدری مین آپ ص لوگون سی (یعنی عیسائیون سی) بہی زیادہ تر نرم
دل تہی اور باوجودیکہ آپ کی دلمین محبت اور سخاوت کا جوش رہتا تہا
اور فرایض ذاتی اور امور خلایق کے بجالانی مین مصروف رہتی تہے
تاہم آپ ص نے ایسا کوئی فعل نہین کیا جو باعث تذلیل اور توہین
خطاب رسالت ہوتا بسبب اوس سادگی اور صفائی کی جو ایسی نفوس
عالیہ مین منجانب اللہ ہوتی ہی آپ وہ خدمات ادنی بہی بجالاتے
تہے جنکی سادگی اور بی تکلفی کو تکلف سی مٹانا سفاہت ہی باوجودیکہ
آپ سلطان عرب تہی اسپر بہی اپنی ہاتہ سے اپنی کفش اور موٹی ریشمی
کپڑے دوخت فرماتی تہی اپنی ہاتہ سے بہیڑون کا دودہ دوہتی تہی
اور خود ہی تنور صاف کرتی تہی اور اوسمین آگ روشن کرتی تہے
خرما اور آب آپکی معمولی غذا تہی شیر وشہد تکلف کا کہانا ہنگام سفر مین
آپ اپنی لقمہ مین اپنی غلام کو بہی شریک کر لیتے تہے آپ کی صفائی
نیت نسبت تاکید سخاوت کی بعد آپکی وفات کی ثابت ہوئی جب کہ آپکی

صندوق بالکل مال و زر سی خالی نکلی ٹامس کرلائیل صاحب نی اس تغمبر
اولوالعزم کا حال ایسی بی تکلفی اور انصاف اور لطافت سی بیان
کیا ہی کہ راقم کا جی نہین چاہتا کہ اوسی چھوڑ دی مورخ موصوف کہتی ہین
کہ اوس عقیل باشندۂ صحرا (یعنی آنحضرت ص) کی جسکی چشم سیاہ اور پر نور
تھی اور دل کشادہ اور خلیق تھا حرص و طمع نہ تھی بلکہ اور اور خیالات
تھی وہ شخص متقین اور اولوالعزم تھا اور اون لوگون مین سی تھا
جو ہمیشہ سرگرم اور مستعد رہتی ہین اور جنکو خود حق تعالی نی صداقت
کے لیئے پیدا کیا ہی اور لوگون کا تو یہ حال ہے کہ مصنوعات اور
مسموعات پر عمل کرتے ہین اور اونہین پر قناعت کرتی ہین لیکن
وہ شخص (یعنی آن حضرت ص) ہمیشہ خود تھا اور اوسکا نفس تھا اور
نفس الامر تھا وہ طرار از ہستی اوسی شخص کی ذات مین عیان تھا اور
وہی شخص اوس سرکنون کی عزت و جلال کا مظہر تھا ایسا صدق و صفا
جیسا ہمنے بیان کیا کچھ نہ کچھ خدا سے علاقہ رکھتا ہی اور ایسی شخص کا
کلام ایک صدا ہے جو خود خدا کی دل سے نکلتی ہی لوگ توجہ سی
سنتی ہین اور اونھین واجب ہی کہ بہ گوش دل سنین اوس آواز کو
نہین تو اور کسی بات کو نہ سنین اسواسطیکہ اور جتنی باتین ہین اوس
آواز کی مقابلہ مین سب مثل ہوائی ہین ہمیشہ سے ہزارون خیال
ہنگام حج اور سیاحت مین اوس شخص کے دل مین خطور کرتی تھی وہ
خیالات یہ تھی کہ مین کیا ہون یہ شی غیر محدود جسمین مین رہتا ہون

اوسی عالم کہتی ہین کیا ہی اور حیات اور موت کیا چیز ہی اور مجھی کیا
یقین کرنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے کوہ حرا اور کوہ سینا کی سیاہ
پتھرون نی اور وحشت ناک تنہائیون نی اوسکی سوالات کا جواب نہ دیا اور
نہ اوس شخص کو افلاک نی جواب دیا جو مع اپنی نیلگون اور نورانی ستارون
کی گردش کر رہی تھی کسی چیز نے اوسی جواب نہ دیا بلکہ اوس شخص کا
دل اور وحی الٰہی اوسی جواب دیتی تھی راقم کہتا ہی کہ محمد ایک شخص
خانہ نشین سے ایسا کہ اوسکے خاندان نی اوسے پیغمبر جانا محمد ایک
غریب عرب نی اپنی ملک کی قبایل وحشی مفلس برہنہ اور گرسنہ کو ایک
گروہ معقول اور مضبوط کر دیا اور اونہین ساری دنیا سی علیحدہ افعال
و اطوار تعلیم کیے تیس برس سے کمتر زمانہ مین اس مذہب کی لوگون نے
سلطانان روم کو شکست دی بادشاہان فارس کو مغلوب کیا شام و عراق
و مصر فتح کیا اور تمام بلاد بحر ظلمات سی بحر اخضر اور دریای جیحون تک
مقہور کیے اور بارہ سی برس کی عرصہ مین اون کی سلطنت سوا سے
ملک سپانیہ کے اور کسی ملک سی ممالک مذکورہ مین سی نہین گئی بلکہ اونلوگونکا
مذہب شمال اقلیم ایشیا وسط افریقیہ اور کنارہای بحر اخضر پر پہیلتا گیا
اور اب تک پہیلتا جاتا ہے محمد پیغمبر اولوالعزم ایسی ستہے جیسا کہ بیان
کیا گیا اور اون کی عقل اور سرگرمی نی ایسا مذہب بنا کیا جس نی
پیروان زردشت کو ایسا مغلوب و مقہور کیا کہ فقط چند خاندان متفرق
اور منتشر وہین سے باقی رہ گئی اور ہندوستان پر حملہ کیا اور مذہب

قدیم براہمن کو اور نیز مذہب بدھ کو جو اوسی بہی دور تک پہیلا تہا مغلوب کیا اور دریائی گنگ کی اوس پار کر دیا اور اوس مذہب کے لوگوان نی بہت قدیم اور معزز صوبہ جات ہندوستان عیسائیونکی قبضہ سی نکال لیئے اوس ملک کی تمام بلاد مشرق اور افریقیہ ومصر سی آب نای جبرالٹر تک فتح کرلئی اقلیم یورپ کی بلاد مغربی پر حملہ کیا اکثر بلاد ملک سپانیہ لی لئی اور ساحل دریائی لوار تک بڑہگئی اوران ملکون کی فتح کرنے سے خود روم پایۂ تخت مین زلزلہ ڈالدیا اور آخرالامر بلاد روم جدید یعنی قسطنطنیہ مین بالفتح و فیروزی اپنی حکومت وملت قایم اور مروج کی ✣

ترجمہ قصیدۂ عربی مسمی قصیدۂ بردہ مصنفہ شرف الدین البصری در مدح حضرت محمدؐ

محمد بادشاہ ہین دونون جہان کی اور حاکم ہین جن والنسان کے محمد بادشاہ ہین عرب کی اور وحشی قومون کے وہ ہمارے پیغمبر ہین اور اونہون نی سکہائی ہی ہمین وہ چیز جو ہمین کرنا چاہتی اور وہ چیز جس سے ہمین پرہیز کرنا چاہتیے محمد سب آدمیون سے زیادہ راست گو ہین خواہ وہ کسی بات کا اقرار کرین خواہ انکار وہ حبیب ہین خدا کی اور اونہین کی شفاعت پر ہماری ہر ایک امید موقوف ہی اور اونہین کی وسیلہ سے ہمین پناہ ملتی

چاہیے خوف ہائی شدید سی اور اونہین نی دعوت کی ہی بنی آدم
کی طرف ایک خدای برحق کے پس جو شخص اون کا دامن
پکڑ لیگا اوسنی گویا ایسی رسی پکڑی جو ٹوٹ نہین سکتی محمد افضل
ہین سب پیغمبرون سی اوصاف حمیدہ ظاہرہ مین اور محاسن
اخلاق وصفات عقلیہ مین اور علم وفضل مین کوئی شخص اونکی
برابری نہین کر سکتا ہر شخص رسول خدا سے سوال کرتا ہی کہ اپنی
بحر علم سے ایک جام ہمین بہی عنایت کیجئے اور اپنی باران فضل
مین سے ایک قطرہ ہمین بہی مرحمت کیجئے محمد صلعم کے قریب ہر شخص
اپنی درجہ مناسب پر ہی اسواسطے کہ ہر شخص کا علم وفضل آنحضرت
کی علم وفضل کے نسبت ایسا ہی جیسا کہ ایک نقطہ یا مد حرف
کتب پر وہ کامل ہین اور لائق عزت ہین بسبب اپنی فضایل
جسمانی اور کمالات نفسانی کی خلاف ارواح نی اونہین اپنا دوست
کیا کوئی چیز دنیا مین دعوی نہین کر سکتی اون کی فضایل بے مثل
اور تیر مقصود کا خود جوہر فضل وشرف اونہین حضرت کا حصہ ہے
اگر عیسائی اپنے پیغمبر کے بزرگی کے اظہار ہ بی ادبی اور لاف
زنی کرتی ہین پس تو اون سی متنفر ہو [illegible] لیکن تو اپنے پیغمبر کی
مدح بے قید کر اور بجز صفت الوہیت [illegible] صفات سی اونہین
متصف کر اور سب تعریف کر اون کی جرأت اور شجاعت کی اور
مدح کر حق مدح اون کی صفات حمیدہ کی بہ تحقیق کہ فضایل رسول خدا

کے غیر محصور ہین اور ان عاجز ہی اون کی بیان سی لوگ ناچار شکر گو کرتی ہین کہ اون حضرت کی فضایل نفسانی خلقی سمجھین اور وہ مشابہت مثل افتاب کی ہین کہ اگر ادسی دور سی دیکہی تو اوسکا فروغ عظیم اچھی طرح نہین معلوم ہوتا لیکن اگر اوسی نزدیک سے دیکھیے تو نگاہ خیرگی کرتی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ انسان فانی غریق بحر غفلت و گرفتار ہوا و ہوس اس امر کو بخوبی دریافت کر سکے کہ رسولخدا کیسے ہین ہم فقط اتنا جانتے ہین کہ وہ حضرت ص بشر تھے اور تمام مخلوقات خدا سے اشرف ہین کسقدر منزہ از عیوب ہی روی مبارک رسولخدا کا جسکا حسن بسبب اوصاف حمیدہ کے اور زیادہ ہوگیا تھا اور اونھین کی ذات مین سب حسن دلربا جمع تھی اور اون کی روے نورانی سے حلم و صفا عیان تھا اوران اوصاف سی وہ حضرت ممتاز تھی تحقیق کہ اون کے جسم شریف مین جمع تھی خوبصورتی اور نزاکت اوس پھول کی جو فصل بہار مین پھولتا ہی اور عظمت و سطوت ماہتاب کی اون کی سخاوت ایسی وسیع تھی جیسی دریا اور اون کی ارادی مثل زمانہ کی وسیع اور عظیم تھے پیغمبر خدا کی روی مبارک مین ایسا رعب اور سطوت شاہی نمایان تھا کہ اگرچہ وہ حضرت تنہا بھی ہوتی تھے تو بھی دیکھنی والون کو معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک فوج جرار اون حضرت کی ساتھ ہے اور مشغول کارزار ہین خشبوی اوس رخ مقدس کی جسمین وہ حضرت ... تب بہتر ہے عمر بن ... ہین

خوشبوئیون سے پس خوش قسمت ہین اور بڑے خوش قسمت
ہین وہ لوگ جو سونگھتے ہین اوس خوشبو کو اور جو تر کرتے ہین اوس
تربت کو اپنی بوسون سے اب مین چاہتا ہون کہ پیغمبر خدا کی کلام
مقدس کی مدح کرون پس جس طرح سے کہ کوئی شخص رحال شب تیرہ و
تار مین کسی کوہ بلند پر چراغ روشن کرے تا کہ اوسکی روشنی سے
مسافر راہ پا لی اوسطرح سے اون حضرت کی حدیثین نورانی روشن
کرتی ہین اپنی شعاع سے تاریکی اور ظلمت گناہ کو گناہگارون کے
وہ حدیثین خدائے رحیم نے بہیجی تہین تحقیق کہ وہ کلام حادث
ہے لیکن چون کہ اوس شخص کا کلام ہے جو قدیم ہے لہذا وہ
کلام خود بہی قدیم ہے اور اوسے زوال نہین اور اوسی کلام سے
ہم دریافت کرتے ہین کہ اوس روز آخر ہولناک یعنی روز جزا کو
کیا ہوگا اور اوسی سے ہمین معلوم ہوا کہ عادا اور ایران کی زمانہ مین
کیا ہوا تہا پس خوش قسمت ہے وہ شخص جسے یہ نعمت عظمی نصیب
ہے اس واسطے کہ اوسنے پکڑ لی ہے وہ ریسمان جو سب سے قوی تر ہے
یعنی خود خدا پس ہوشیار رہے کہ مبادا وہ ریسمان اوس کی ہاتھ
سے نکلجاوے اور اگر تو اوس کلام کو پڑہے گا تو پاوے گا اوسمین
وسیلہ نجات کا آتش جہنم سے اور آب سرد کتاب خدا کا ٹہنڈا کر دیگا حرارت
کو قعر جہنم کے پل صراط سیدہا ہے اور وہ میزان عدل ہے جسمین تولی
جائینگی اعمال سب ذی روح چیزون کے فقط یہی کلام چشمہ ہے

راستی اور عدالت کا درمیان بنی آدم کے نیست تعجب نہ کر اگر وہ جاہل لوگ ایسا
کلام کی قدر نہ سمجھیں جو اس دنیا میں مثل دیوانوں کی رہتی ہیں اگرچہ بہت علم اور
ادراک رکھتی ہیں آیا تو نہیں دیکھتا کہ جس شخص کی آنکھیں بسبب پیرانہ سالی
کی دھندلی ہوجاتی ہیں اوسے آفتاب کی روشنی نہیں دکھائی دیتی اور جو
شخص بیمار ہوتا ہی اوسے آب صاف اور شیرین کا مزا نہیں معلوم ہوتا اے
اشرف خلایق کس شخص سے سوا تیری میں پناہ لونگا اوس روز جو بقدر
ہولناک ہوگا ہر شخص کے لیے اے پیغمبر خدا اتکا مرتبہ کم نہ ہو جائیگا اگر آپ میری مدد کرینگی
اوس روز ہولناک کو جبکہ خدا خود انتقام لیگا تحقیق کہ دنیا اور عقبی اوس خدا کریم کی
عجیب بخششوں میں سے ہیں اور ہر ایک حکم جسکی قلم تقدیر نے الواح کبریا پر لکھا ہی تیری علم وسیع میں ہے

حصہ دوم خوبیہای قرآن

واضح ہو کہ لفظ قرآن قرر لفظ عربی (بمعنی خواندن) سی مشتق ہی
اور اس لفظ کی معنی حقیقی پڑہنا ہی بلکہ وہ چیز جو پڑہنی چاہیئے اور
یہ کتاب الفاظ مرقومہ ذیل سے بھی ملقب ہی یعنی الکتاب (و
کتاب) کتاب اللہ کتاب عزیز کلام شریف مصحف (یعنی کتاب مجید
شرایع) الفرقان (یعنی وہ چیز جو جدا کرتی ہی اوس چیز کو جو نیک
اور سچی ہے اوس چیز سی جو بد اور جھوٹی ہی) اور تنزیل (یعنی
نازل شدہ از آسمان) مسلمانوں کا عقیدہ قرآن کی بارے میں یہ
ہے کہ یہ صرف منزل من اللہ نہیں ہی بلکہ قدیم اور غیر مخلوق بھی
اور بعض علماے اسلام کا یہ قول ہی کہ قرآن خدا کی ذات...

قایم ہی اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نی آن حضرت صلعم کا معجزہ یعنی
قران ایسی عبارت مین لکہا جوکسی بشر سے ممکن نہین جیسا کہ
قران مین بہی لکہا ہے اور پہلا مسودہ اسکا ازل سے تخت گاہِ
جناب باری کی قریب ہی اور ایک تختۂ نور پر جسے لوح محفوظ کہتی ہین
مکتوب ہی اور اسی لوح پر تقدیرات الہی بہی لکہی ہین یعنی ماضی
اور حال اور استقبال سب زمانون کا حال مندرج ہی اور یہ بہی اہل
اسلام کا اعتقاد ہے کہ حق تعالی نی اس لوح تقدیرات کو سب اشیاسی
پہلی پیدا کیا تہا اور بعد اسکی قلم کو پیدا کیا یہ لوح ایک جواہر کی ہی
اور بہت بڑی ہے اور قلم ایک گوہر ہے جسکی شگافون سی نور ساطع
ہوتا ہی اور اسی نور سے حق تعالی روشنائی کا کام لیتا ہے بلکہ
حکم خدا سی ملائکہ بہی اوسی نور سے افعال اور اقوال عباد دفتر اعمال
مین لکہتے ہین اور خدا نی ایک نقل اوس لوح کی ایک جلد مین کاغذ
پر لکہی ہوئی بواسطہ جبرئیل فرشتہ کی ماہ رمضان مین شب قدر کو
آسمان اوّل پر بہیجی اور وہان سی جبرئیل اوس کتاب کو آنحضرت صلعم
پاس بطور وحی لائی لیکن وہ کتاب تیئیس ۲۳ برس کی عرصہ مین باوقات
مختلفہ اور حسب مقتضی حالات علیحدہ علیحدہ نازل ہوئے اس
طرح سے کہ کچہ مکہ مین نازل ہوئے اور کچہ مدینہ مین لیکن آنحضرت صلعم
کی خوشی کرنیکے لیے سال مین ایک بار یہ کتاب تمام و کمال جبرئیل
آپ کو دکہلا جاتے تہے اور اوسوقت اوسکی یہ شکل ہوتی تہی کہ

اور ہم لوگ

کہ اوسکا شیرازہ ریشم کا ہوتا تھا اور جواہرات بہشت سے مزین ہوتی تھی اور آن حضرت کی سال آخری مین دو مرتبہ یہ کتاب بجنسہٖ پڑہائی گئی آپ پاس آئی روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ اس کتاب کی چند ہی سیپارے تمام و کمال نازل ہوئے ورنہ اکثر ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوئے اور اوسکی آیات کا تبان آنحضرت ان وقتاً فوقتاً سیپارہ ہائے مختلف مین لکھ لیا کرتے کہ حسب الحکم جبرئیل یہ آیات متفرقہ ایک کتاب کر لی گئی اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلا حصہ قرآن کا جو آنحضرت پر وحی ہوا وہ چھیانوے سورے کی پہلی پانچ آیتین تہین وہ آیات یہ ہین پڑھ تو ساتھ نام اوس خدا کی جسنے پیدا کیا انسان کو نطفہ خون سے پڑھ تو ساتھ نام اوس خدا کی جو سب سے زیادہ بزرگ ہی اور جسنے سکہایا ہی تجھے استعمال کرنا قلم کا (وحی لکھنے کے لیے) اور سکہائی انسان کو وہ چیز جو وہ نہین جانتا جو آیات آن حضرت پر نازل ہوتی تہی پہلی آپ خود اپنی کاتبوں سے لکھوا لیتے تھے بعد ازان وہ صحابہ مین مشہور ہو جاتی تہی اور اونمین سے بعض اشخاص تو اپنی پڑہنے کے لیے نقلین لے جاتے تہے لیکن اکثر حفظ کر لیتے تھے جب اصل آیات واپس آتی تہی تو کسی صندوق مین رکھہ دی جاتی تہی اور چونکہ آیات مرتب نہ تہی یعنی یہ بخوبی تحقیق نہ تہا کہ کون آیت کسوقت نازل ہوئی لہذا بعض آیت کا وقت نزول تحقیق نہین قرآن اکیسو چودہ حصون پر منقسم ہے جن مین کوئی حصہ تو بہت بڑا ہے اور کوئی بہ نسبت اوسکی بہت چھوٹا

اور ہم لوگ (یعنی نصاریٰ) تو ان حصون کو باب کہتے ہین اور عرب
سورہ بصیغہ واحد جس کی جمع سُوَر ہی واضح ہو کہ یہ ابواب یعنی سورے
قلمی نسخون مین ترتیب ابجد سے ممیز نہین بلکہ ہر ایک باب کا ایک علیحدہ
لقب ہی کسی سورہ کا لقب کسی مضمون خاص سے نکلا ہی اور کسی کا
لقب کسی خاص شخص کے نام سے رکھا گیا ہی جسکا ذکر اوسمین ہی
لیکن اکثر یہ ہے کہ جو لفظ جس سورہ کی ابتدا مین ہی اوسی سے اوسکا نام
رکھا گیا ہے اور بعض ابواب یعنی سُوَرے بسبب اختلاف نسخ کے دو یا
زیادہ القاب سے مشہور ہین اور بعضون کی نسبت کہتے ہین کہ مکہ مین
نازل ہوے تھے بعضے مدینہ مین اور مقام نزول ہر سورہ کے
نام کا جز واقع ہوا ہی (یعنی بعضون مین مکیہ کی قید لگی ہی بعضون
مدنیہ کی تا کہ اون مین آپس مین فرق و امتیاز رہی ہر سورہ اجزاء
صغیرہ غیر متساویہ پر منقسم ہے جو انگریزی مین ورس مین اور عربی
مین آیات واحد آیت بمعنی علامت یا امر عجیب و غریب) کہلاتے
ہین اور سواے نوین سورہ کی ہر سورے پر بعد اوسکی نام کی جملۂ
مرقومہ ذیل جسے مسلمان بسم اللہ کہتے ہین لکھا ہے بنام خدای رحمن
و رحیم قرآن کی باب مین اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ
یہ کتاب اعظم معجزات ہی اور جس طرح احیاء اموات امر عظیم و عجیب ہے
اوسی طرح یہ بھی ہی اور یہ لوگ کہتے ہین کہ معجزات حضرت موسیٰ اور
عیسیٰ عم آنی اور فانی تھی لیکن آن حضرت کا معجزہ دایمی اور باقی

ہی لیس یہ معجزہ تمام معجزاتِ انبیاء سابقین سی بمراتب افضل ہی
ہی راقم کہتا ہی کہ من حیث الفصاحت والبلاغت قران اشرف
الشرف کتبِ ممالکِ مشرقیہ ہی آزانسکہ باشندگانِ ممالکِ مذکورہ کو
قدیم الایام سی شعر سے ایک مذاق خاص ہی لہذا موافق اون کی
مذاقِ طبیعت کی اکثر قران نثرِ مقفی مین لکھا گیا ہی اس بات کی سب
قایل ہین کہ یہ کتاب بکمالِ نفاست و لطافت عبارت محاورہ قبیلہ
قریش مین جو اعلی اور اشرف قبایلِ عرب تہا لکہی گئی ہی لیکن بعض
مقامات پر اور قبیلہ کی محاورات بہی لکہی ہین اگرچہ یہ امر بہت نادر
و نادر ہے لاریب یہ کتاب زبانِ عرب کی محک ہے اور مضامین عالیہ
عالیہ اور استعاراتِ لطیفہ سے مملو ہے اور اگرچہ بعض مقامات پر
اسکی عبارت مبہم ہی اور در جہ ثقالت کو پہونچگئی ہے تاہم اکثر عبارات
و مضامین ایسے عالی اور موثر ہین کہ مصدق قولِ گوتہہ ہین مورخ
موصوفِ مشہور کہتا ہی کہ قران ایسی کتاب ہی کہ پہلے تو پڑہنیوالی
کو اسکی عبارت سست اور بی لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان
اوسکی خوبیان پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون
پر ایسا شیفتہ ہو جاتا ہے کہ تابِ ضبط نہین باقی رہتی مخفی نرہے
کہ آنحضرت صلعم کی حیات مین قران جمع نہین ہوا بلکہ اوس کی اجزا
متفرق رہے پہلا آپکی خلیفہ ابوبکر نے ان اجزاء متفرقہ کو جمع
کر کے ایک جلد کرلی اور یہ اجزاء صرف خرمی ڈنیال اور چمڑے

وغیرہ سی نہین نقل لی گئی بلکہ حفاظ قرآن سے نقل کی گئی اور جب
یہ مسودہ تیار ہوا تو حفصہ بنت عمر احد ازواج آنحضرت ص کی سپرد
کیا گیا باین غرض کہ یہ مسودہ مثل اصل کتاب کی رہی اور اس سی
اور نسخون کی تصحیح کی جاسے لیکن چونکہ نسخ متعددہ اس کتاب
کی تمام صوبہ جات مین منتشر ہو گئی تہی اور اون سب مین اختلاف
کثیر تہا لہذا عثمان خلیفہ ابوبکر نے سنہ ۳۰ ہجری مین اون نسخون کا
مقابلہ نسخہ حفصہ سے کروایا پس جو اوسکے موافق تہا اوسے رائج رکہا
اور جو اوس کی مخالف تہی اوسے منسوخ کر دیا باین غرض کہ اصناف
قرآن بخوبی ظاہر ہو جائین یہ بات ناظرین کی ذہن نشین رہی کہ
جس زمانہ مین آنحضرت صلعم مبعوث ہوے تہے فصاحت لسان اور
صفائی بیان عرب مین بہت ترقی پر تہی اور شعر و سخن کی بہی بڑے
قدر تہی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قران صفائی
بیان اور لطافت عبارت اور تناسب فقرات مین ہے پس جو شخص
اجنبی اسکی تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہو جاتا ہی کہ یہ عبارت
تمام عبارات عربیہ سی اشرف اور اولی ہے کوئی جملہ اسکا کسی عبارت
مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف ہو مثل لعل درخشان
کے ہے اور ایسا چمکتا ہی جیسی وہ جواہر جسکی چہوٹ سی نظر خیرگی کرے
اور اوسکی عبارت ایسی ہے کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کرسکتا
اور جیسی یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علماء و فضلاء اوسمین متحیر اور متعجب

رہی واضح ہو کہ سب لوگ قران کو معجزہ دائمی قرار دیتی ہین اور اوسی کو
آنحضرت صلعم اپنی رسالت کی اقوی دلائل گردانتی تھی اور افصح فصحائی عرب
سے جنہین شب و روز یہی دُہن رہتی تھی کہ کسیطرح عبارت آرائی
مین کمال پیدا کیجئی علی رؤس الاشہاد دعوی کر کے فرماتی تھی کہ ایک
ہی سورہ اس کی مثل لاؤ روایت ہی کہ جب آنحضرت صلعم اپنی شریعت
علانیہ لوگونپر ظاہر کی تو ہنوز تک ایک شخص آبو ربیعہ نامی باشندہ مین
کافر تہا اور یہ شخص اون سات شاعرون مین سے تہا جنکی قصائد مسمی
مُعلقات تُبّرکاً اور تیمناً کعبہ مین معلق تھی اور اونہین سے ایک قصیدہ
کی ابتدا مین یہ شعر تہا کہ جو تعریفین خدا کیطرف منسوب نہین بیکار
ہین اور جو نیکی اوس سے نہین پیدا ہوئی ہے فقط سایہ ہے
تہوڑی عرصہ تک تو ایسا کوئی شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کی مثل کوئی
شعر کہتا لیکن آخر الامر وہ سورہ قران جسے سورہ براۃ کہتی ہین
کسی دروازہ پر کعبہ کے مُعلق کیا گیا لیکن ابو ربیعہ نی پہلے چند آیتین
اس سورہ کی دیکھین تو ایسا متحیر اور متاثر ہوا کہ کہنی لگا کہ ایسی آیتین
سوائے وحی آلہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً اسلام قبول کیا وہ
آیات قرآن جنکی سبب سے یہ شخص مسلمان ہوا تہا ذیل مین مرقوم
ہوتی ہین کچہ شک نہین اس کتاب مین یہ ہدایت ہی ایمانداروں کے
لیے جو ایمان لائی ہین اوس وحی کا جو دل مین خیال رکھتی ہین اوقات
مقررہ نماز کا جو دیتے ہین زکوۃ اوس چیز سے جو ہمنی (یعنی خدانی)

دی ہی اونہین جو یقین لاتی ہین اوس وحی کا جو بھیجی گئی ہے
تجہپر ای محمدؐ اور نیز اوسکا جو دیا گیا تھا پیغمبرون کو پیشتر تیرے اور جو
یقین کامل رکھتی ہین عاقبت کا ایسی لوگ تحقیق کہ ہین رہنمائی مین
اپنی رب کی اور رستگار ہون گے لیکن کفار پس وہ ہین مثل اوس شخص
کے ہین جو روشن کرتا ہی اگ کو اور جب وہ روشن کرتی ہے ہر چیز
کو جو گرد اوسکے ہے تو بند کرلیتا ہی اپنی آنکھین خدا لی لیتا ہے اونکا نور اور
چھوڑ دیتا ہے اونہین اندھیرے مین پس وہ نہ دیکھینگی وہ بہری
اور گونگی اور اندھی ہین پس توبہ نکرینگے یا مثل اوس ابر کے جو اوترا
ہوا آسمان سے اور بھرا ہوا اندہیری گرج اور بجلی سے پس رکہتی ہین
اپنی اونگلیان اپنی کانون مین بسبب گرج کی آواز کی موت کی خوف
سے خدا گھیرتا ہی کافرونکو اور بجلی فقط فنا کردیتی ہی اونہین بسبب
نابینائی کی جب وہ روشنی دیتی ہی تو وہ چلتی ہین اوسمین لیکن
جب اندہیرا ہوجاتا ہی تو وہ حیران ہوجاتی ہین ٭

واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوت قران سی تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ اوس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ سحر
کہنا چاہیے اور یہ بھی سبب ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون
سے مزین کی ہے اسواسطےکہ آیات مین قافیہ بندی کی ہے
اور اسطرح لکھی ہین کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا اور اختلاف
طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہوگیا ہے چنانچہ بعض

مقامات پر محاورہ و مثل اور روزمرہ [illegible] نہین لکھا ہی بلکہ عبارت مین رنگینی
اور قافیہ بندی کی ہے جیسا کہ ایک مقام پر گویا [illegible]
کھینچی ہے کہ بہشت [illegible]
احکام نافذ فرمائے ہین وہ آیات جنمین انعامات ابدی بہشت کا ذکر ہی ایسی
فصیح اور شیرین ہین کہ اون کی سننی سے دل بیچین ہوجاتا ہی اور
جنمین شعلہ ہای آتش جہنم کا بیان ہی اون سے ایسی دہشت اور خوف
معلوم ہوتا ہے کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی اہل اسلام قران کا بہت
اکرام اور احترام کرتے ہین اور جو لوگ اونمین نہایت محتاط ہین وہ
تو وہ بے طہارت اوسکو مس نہین کرتے اور یہ اپنی خیال کی بنا
[illegible] طہارت مس نہین بعض اوقات یہ آیت یا اوس کتاب پر
یا اوس کی جلد پر لکھدیتی ہین کوئی شخص نہ مس کرے اسے مگر وہ
لوگ جو طاہر ہون اور وہ لوگ اس کتاب کا بہت ادب کرتی ہین
اور کبھی اپنی کمر بند سے نیچی اوسی نہین لٹکاتی اور جب اوسی پہلی
مرتبہ کھولتی ہین تو چوم لیتی ہین اور لڑائیون مین وہ ساتھ لیجاتی
ہین اور اوسکی آیتین علمون کے پہریرون پر لکھ لیتی ہین اور وہ
طلا اور جواہرات سے مزین کرتی ہین اور عمداً کسی کافر کی پاس
نہین رہنی دیتی اور اون لوگون نے اس کتاب کو بنا تعلیم قرار
دیا ہی اور سب مدرسون مین اپنی لڑکون کو یہ کتاب پڑھواتی ہین
اور حفظ کراتی ہین اور تمام بلاد اسلام مین رسوم و قوانین کا مدار

اسی کتاب پڑھی اور قاضی اور مفتی اسی کی قسم کہاتی ہین سب مسلمان
اسکی تلاوت اسواسطے واجب جانتے ہین کہ اسمین اپنی زندگی کا نور
پاتے ہین (یعنی اس کی وسیلہ سے ہدایت پاتے ہین) اکثر مساجد مین ہر روز
قران کا دورہ ہوتا ہی اس طرح سے کہ تین ۳ قاری باری باری پڑہتے
ہین مہانتک کہ قران ختم کرتے ہین اسی کثرت مزاولت کا یہ نتیجہ ہے کہ
بارہ سو برس کی عرصہ سے لاکھا بلکہ کرورہا آدمیون کی دلون مین اور
کانون مین ہر وقت اسی کتاب کی صدا آتی ہے چنانچہ بعض علمای
اسلام ایسے گذرے ہین کہ اونہون نے ستر مرتبہ قران ختم کیا ہے
... ذات و مراتب لکھا ہے کہ وحدانیت خدا کا اعتقاد
... علم تعلیم ... عدل و احسان اور ... ادس کے
... خیرات دو اور حلم اور نرمی اختیار کرو اور لغوون
سے پرہیز کرو اور عفو و درگذر اپنا شیوہ کرو اور راہ خدا مین جہاد
کرکے سعادت شہادت حاصل کرو علاوہ اس علم کے کہ تشہیر اور ترویج
اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے پہلی جن اعمال واجبہ کا قران مین حکم
ہے وہ نمازہای پنجگانہ کا بجالانا ہی اس طرح سے کہ بوقت نماز مصلی
کو چاہئیے کہ رو بقبلہ ہو اور پانچ ساعات مقررہ مین بجالائی بعد
اوس کی ماہ رمضان مین روزے رکہنا اور اوسکی بعد زکوۃ دینا اسطرح
کہ ہر شخص چالیسوان حصہ اپنی مال کا زکوۃ کے لیے مخصوص کرے
اور اپنے دشمنون کو اور جہلا کو بھی زکوۃ دے سکتا ہی اور اصح ہی کہ

ان تینون اعمال مین انحضرت نماز کو ایسا ضروری اور فرض بتا دیتے تھے
که اوسی رکن دین اور مفتاح جنت فرمایا کرتے تھے اور ایسا ہی نماز ترک
کرنیوالا مذہب مین نماز نہین اوسمین کوئی عمل نیک نہین ہے نماز مین
طہارت اور وضو کا بھی حکم ہے اور یہ دونون فعل متمم صلوۃ قرار دیگئی
ہین جیسا کہ شبلی صاحب اپنی کتاب مسمی بہ پری لیندرہی صفحہ ۱۲۲
مین لکہتے ہین کہ مسلمانو نپر واجب ہی کہ اس عمل (یعنی وضو طہارت)
کی زیادہ تر پابندی کرین اسواسطے کہ آنحضرت ؐ سی روایت ہے کہ
کل اعمال مذہبی طہارت پر مبنی ہین اور طہارت نصف ملت اسلام ہی
اور مفتاح صلوۃ ہی اور بغیر اسکی خدا نماز نہین قبول کرتا راقم کہتا ہی
کہ ان الفاظ کی تشریح کے لیئے قول غزالیؒ نقل کرنا مناسب ہی
عالم موصوف طہارت کی چار درجے قرار دیتا ہے پہلا درجہ پاک کرنا
بدن کا نجاسات اور کثافات سی ہی دوسرا باز رکہنا اعضا کا تمام افعال
قبیحہ سے تیسرا پاک کرنا دل کا تمام شہوات مذمومہ اور گناہان کبیرہ ہی
چوتہا تذکیۂ نفس کرنا یعنی بری کرنا نفس کا اون تعلقات سی جو مانع
رجوع قلب الی اللہ ہون بعد اس کی عالم موصوف کہتا ہی کہ جسم
بہ نسبت قلب کی بمنزلہ چہلکہ کے ہے اور قلب مثل مغز کے چنانچہ
اسی وجہ سے یہ عالم اون لوگون پر بڑی لعن وطعن کرتا ہے جو
وسوسۂ شیطانی سے طہارت ظاہری مین سرگردان رہتے ہین
اور ان لوگون کو نجس جانکر پرہیز کرتے ہین جو ظاہر مین ونیز عادات

اور محتاط نہین جیسی وہ خود ہین حالانکہ ایسی ظاہر دار لوگون کی
قلوب عصیان اور غرور اور جہالت اور ریا سے مملو اور مغلوب ہوتی
ہین پس اس عالم کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعض متوطنین
نے جو مسلمانون کی نسبت یہ تہمت کی ہے کہ ان لوگون کا یہہ
عقیدہ ہے کہ صرف طہارت ظاہری سے ہم گناہون سے پاک ہوجاتے
ہین یہ قول محض لغو اور بے اصل ہے مخفی نہ رہے کہ احکام قران فقط
فرایض مذہبی اور مکارم اخلاق مین منحصر نہین ہین جیسا کہ صاحب
موترخ لکھتی ہین کہ بحر کابل سے دریائے گنگ تک سب لوگ اس
بات کی قائل ہین کہ قران تمام قوانین شرع محمدی کی اصل ہے اور
فقط فن کلام ہی اس سے مستنبط نہین بلکہ قوانین سیاست مدن
بھی اسی کتاب سے مستخرج ہین اور اس فرقہ اسلام مین افعال اور
اموال عباد کا اہتمام اور انصرام حق تعالی کی مشیت اور رضا پر موقوف
ہے لہذا قران کو مجموعہ احکام و قوانین شرع محمدی کہنا چاہیے
جسمین مذہب اخلاق سیاستہ مدن تجارت عدالت و انصاف جزا و
سزا ان سب امور کی تشریح و تفصیل ہے اور اس کتاب مین ہر چیز کے
احکام مندرج ہین از رسوم مذہبی تا رسوم روزمرہ از نجات روحانی
تا صحت جسمانی از حقوق جمیع ناس تا حقوق ہر فرد واحد از منافع
شخصی تا منافع نوعی از مکارم اخلاق تا محارم و سیئات از سزائی
دنیوی تا عقاب اخروی تعداد ان سب امور کی یہ بات قابل لحاظ ہی

کہ قران اور توراۃ اور انجیل اور اور کتب سماویہ مین فرق بین ہے
جیسا کہ کومٹ صاحب کہتے ہین کہ کتب سماویہ مین کوئی طریقہ
علم کلام اور علم فقہ منضبط نہین بلکہ یہ کتب فقط قصص اور حکایات
اور وقایع اور حالات اور ادعیہ مناجات عالی مضامین سے مملو ہوں
ہسمین اور طرفہ تریہ ہے کہ یہ مضامین سب غیر مدلل اور نامربوط
ہین اور اور باہم کوئی علاقہ منطقی اور عقلی نہین رکہتی نہ قران مثل
اناجیل اربعہ کی تصور ہو سکتا ہی اسواسطیکہ ان کتب مقدسہ مین
صرف عقاید مذہبی اور طریقہ عبادات اور اعمال اتباع دین مسیحی
مذکور ہین برخلاف قران کی کہ اسمین علاوہ ان سب امور کے
سیاست مدن بہی مفصل اور مشرح ہے اور چونکہ اسی طریقہ مذکورہ
قرآن پر حکومت اور سیاست مبنی ہے لہذا جملہ ضوابط اور قوانین
ملکی اسی کتاب سے ماخوذ ہین اور اسی کی رو سے تمام مقدمات
جان و مال منفصل ہوتی ہین (واضح ہو کہ) چونکہ آن حضرت ص بخوبی
اگاہ ستے کہ انتظام ملک مین منصب قضا و اجتہاد کی نسبت تغلب و
تصرف کا خوف ہے اور یہ احتمال جمیع ممالک کی نسبت ہو سکتا ہی
لہذا آپ نے ان مناصب کا تقرر مناسب نہ جانا اور انکی ممانعت
کر دی بلکہ ہر مسلمان کو حکم کیا کہ قران اپنی پاس رکہی اور جمیع
امور مین اوسے اپنا رہنما سمجہی وقائع مین یہ حکم آن حضرت کا موافق
عقل سلیم ہے اور اسمین آپنی پیغمبر خدا حضرت عیسے ع کا تتبع کیا ہے

[illegible] جس مذہب کی اونھون نے بنا ڈالی ہے اوسمین فقط
[illegible] خالص کا حکم ہے اور قاضی اور مفتی اور رسوم و اعمال
[illegible] کچھ بحث نہین بلکہ وہ دین صرف خلوص اور عدم خلوص
[illegible] پر مبنی ہے جیسا کہ شیخ صاحب کہتے ہین
[illegible] دینی عزت نہ تھی اور اون سے بڑہکر
[illegible] ان رسوم و قواعد کا دشمن نہ تھا [illegible] حفاظت اور
حراست مذہب او سی حنیف [illegible] الغرض اس فرقہ
[illegible] یعنی اسلام مین منصب قضاء و اجتہاد کسی زمانہ [illegible]
ہوا بلکہ سب اہل اسلام کو حکم ہے کہ آپس مین کچھ تکلف و امتیاز
نہ کرین اور ایک دوسرے کو بد لقب برادر پکارے بیان مذکور
سے واضح ہوا کہ اسلام مین منصب قضا و اجتہاد نہین بلکہ جن علمائے
مجتہدین سے انصرام مقدمات دنیوی (مثل فصل قضایا وغیرہ) +
متعلق ہوتا ہی اونہین سے انتظام امور دین (مثل صوم و صلوٰۃ
وغیرہ) بہی متعلق ہوتا ہی اسواسطی کہ اس مذہب مین قوانین
سلطنت اور حکومت اور احکام دین و ملت مین کچھ فرق نہین بلکہ
دونون کی اصل قران ہی لکن جسطرح عیسائیون مین رسم ہی
کہ ہر شخص اپنی مال کا دسوان حصہ پادریون کی نذر کرتا ہے +
اسطرح مجتہدین اسلام اپنی مقلدین سے منتفع نہین ہوتے
[illegible] علمائے عیسوی کی یہ لوگ اپنی خدمت اجتہاد کے

عوض مین کچه نهین لیتی تهی [illegible] مساجد وغیره مین وسته اندازی
کرتی هین نه لوگون سے اون کی مال [illegible] لیتے هین اور نه
بادشاه سے پنشن لیتے هین بلکه ان لوگون کی بسا اوقات اسطرح هوتی
هے که مقدمات شرعیه مین (جنمین متخاصمین کو کسی [illegible]
شرعی کی نسبت نزاع هوتی هے) ایک مبلغ مناسب تحفةً لیتے
هین اور کچه اون اراضی کی آمدنی مین سے باقی [illegible] اخراجات
مساجد کے لئے مخصوص هوتی هین یه امر واقعی [illegible] که علماء اسلام
آپس مین سب متفق اور متحد هوتے هین اور مثل ایک فرقه یا جماعت
کے رهتی هین اور ان لوگون کو بهی وهی اختیارات هوتے هین
جو پادریان انگلستان کو حاصل هین الّا یه فرق هی که ان لوگونمین
آپس مین نا اتفاقی نهین هوتی ارمخفی نه رهے که آن حضرت کی شریعت
مین جهان اور خوبیان هین وهان ایک خوبی یه بهی هے که شرک و
شبهه اور تخالف اور تشابه سے منزه اور مبرا هے اور قرآن و احادیث
باری تعالیٰ کی دلیل کافی ووافی هے آن حضرت صلعم نے عبادت اصنام
وانام وکواکب وسیارات باین دلیل معقول باطل کردے که جو شی
ممکن هے اسکو فنا ضرور هے اور جو چیز پیدا هوئی هی اوسے مرنا لابد
هی اور جو چیز طلوع کرتی هے اوسی غروب هونا لازم هی اور جو شے
متغیر اور حادث هی اوسی فنا و زوال واجب هی پس ان دلائل سے
آپ کی عقل سلیم اور دل حق بین نے ایک ذات واجب الوجود کا

اعتقاد کیا جو قدیم غیر محدود معرا از جسم و مکان منزہ از اولاد و ازواج
مبرا از شبیہ و نظیر حاضر فی کل جہات ناظر مخفیات موجود بنفسہٖ
قایم بالذات متحد الصفات مع الذات ہی اور اوسی معبود برحق کی
عبادت اختیار کی یہ عقائد حقہ جو آن حضرت ؐ نی اپنی زبان صدق
بنیان سے فرمائی (جو قران کی ۲-۷-۵ اور ۸۵ سوردن مین مذکور
ہین) آپ کی صحابہ اور تابعین نے بصدق دل اور خلوص نیت قبول
کیئے اور مترجمین اور مفسرین قران نی بدلایل حکمیہ و براہین منطقیہ
مدلل اور مشرح کیئے واضح ہو کہ عقائد اہل اسلام اسقدر عقل پر
مبنی ہین) کہ ایک حکیم موحد (جو سوا ایک خدا کی اور کسی بات کا
قایل نہ ہو) کلمۂ (طیبہ) لا الہ الا اللہ بلا حجت وتکرار قبول کرلیگا
اب راقم کہتا ہے کہ خالق جہان نی اپنا وجود اپنی تمام مخلوقات پر
ظاہر کیا ہے اور اپنی شریعت انسان کی دل پر لکھی ہے چنانچہ ہر
زمانہ کی پیغمبرون کا یہی مقصود واقعی یا ظاہری رہا کہ حق تعالی کو
پہچنوائین اور اوسکی شریعت کو رواج دین پس آن حضرت ؐ کی صداقت
نیت اور صفائی طینت کو دیکھنا چاہئی کہ آپ نی انبیاء سابقین کی
نبوت کو مثل اپنی نبوت کی جانا اور اون کی رسالت کی بہی اوسی طرح
تصدیق وتوثیق کی جس طرح اپنی نبوت کا اظہار واثبات کیا بلکہ اپنے
بارہ مین تو یہ فرمایا کہ مین از آدم تا ایندم نبی ہون یا نئی دین مسیحی کے
باری مین آن حضرت ؐ نی مسلمانون سے یہ ارشاد کیا ہے کہ اون کا

بہت پاس و ادب کرو اور اون کی باب مین بعض امر اُن کا اعتقاد رکھو (جیسا کہ ۰ اور ۰ اسوروں مین لکھا ہے) علماے فرقۂ ابیا و نیَن کیتھولک نے حسن ظن بنسبت والدۂ حضرت عیسیٰ کی قرآن ہی سے نقل کر کے اپنی عقائد مین داخل کیا ہے خِفیہ ہی برس کی عرصہ مین (یعنی زمانہ جاہلیت مین) اگرچہ طریقۂ حق بالکل مفقود ہو گیا تھا تاہم عیسائیون نے اپنے مقتدا (یعنی مسیح) کی ارشادات اور احکام بالکل فراموش کر دیے تھے راقم کہتا ہی کہ یہ بات قابل لحاظ ہی کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ اُنے بمقتضی زہد و تقوی نبوت بڑی خوشی سے یہ خبر دی ہے کہ زمانہ آخر مین ایک ایسا نبی مبعوث ہوگا جو سب سے بہی افضل اور اولی ہوگا اور شاگرد مسیح نے بہی وعدہ کیا ہی کہ فارقلیطا یعنی تسلی دہندہ آئیگا یہ دونون پیشین گویان بلا شک و شبہ اشرف الانبیاء اور خاتم النبیین (یعنی آن حضرت صلعم) کی بارے مین ہین اور آپ ہی کی ذات پاک مین ان کی تکمیل ہوئی سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ پہلا امر جسکی قرآن مین تاکید ہے اعتقاد وحدانیت خدا ہے اور بعد اوسکے تصدیق نبوت آن حضرت صلعم عیسائیون کے بارے مین آن حضرت صلعم یہ فرماتے تھے کہ یہ لوگ غلطی اور گمراہی مین پڑے ہین اور عقیدۂ حقۂ توحید کو مسئلۂ مخترعۂ تثلیث سے خراب کر دیا اور چونکہ حق تعالی کی عادت ہی کہ امور ضروریہ واقعیہ کو بغیر ثابت کیے نہین چھوڑتا اور یہ امور ضروریہ قبل ہیری بعثت کی

بتروک ہوگئی تھی اونکا اونے مجھے پیغمبر کیا کہ ان فرائض ضروریہ کو
ثابت اور قایم کرون یہی وجہ ہے کہ قرآن مین مسلمانونکو
بہ لقب موحدین خطاب کیا ہے اور یہ لقب مقابلہ عیسائیان کہا گیا ہے
جنہین لفظ مشرکین سے تعبیر کیا ہے نصاری کو مشرکین کہنے کی
وجہ آپ نے یہہ فرمائی ہے کہ یہہ لوگ اور چیزون کو خدا کا شریک
کرداتے ہین اور اونکی عبادت کرتے ہین جیسا کہ تیسرے سورے مین قرآن
کے لکھا ہی کہ اے اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) اپنی عبادت حدود
مقررہ سے نہ بڑہاو نہ کہو وہ بات جو خلاف سچائی کے ہے جب تم خدا
کا ذکر کرتے ہو عیسی مسیح پسر مریم صرف پیغمبر خدا ہین پس یقین
کرو خدا کا اور اوس کی نبیون کا اور نہ کرو ذکر تثلیث کا اور اپنے
باتون کو حد انصاف سے نہ گذرنے دو خدا
ایک اور لا شریک ہے سب تعریفین اوسی *
کے لیئے ثابت ہین خدا کوئی فرزند نہین رکہتا دوسرا
مطلب عظیم نزول قرآن سے یہ تہا کہ تین مختلف مذہبون کے
لوگ (جو مذہب اوس زمانہ مین مروج تھے) ایک ہی خدا کو مانین
اور اوسی کی پرستش کرین اور چند رسوم و قوانین مقرر کیئے جائین
جنمین بعض قوانین سلف کے مطابق ہون اور بعض بالکل جدید
ہون اور ان قواعد و رسوم کی تعمیل اون لوگون سے اسطرح کرائی
جائے کہ اونہین طمع ثواب اور خوف عقاب دنیوی و آخروی دلایا

جاسے اوران تینوں مذہبوں کی لوگ آن حضرت صلعم کو پیغمبر خدا جانکر
آپ کی اطاعت اختیار کرین اور یہ اعتقاد کرین کہ زمانہ سابق مین
حق تعالی نے اپنی بندون کو بار بار ترغیب اور تہدید کی کہ اونکا ایمان
لائین اور جب وہ راستی پرنہ آئی تو اوسنے آن حضرت کو باین غرض
مبعوث کیا کہ دین خدا کو زمین پر قایم کرین اور امور عاقبت مین مقدمہ
اور مقدمات دنیا مین تمام عالم کے بادشاہ یقین کیئے جائین پس
قران مین اول اور اشرف اعتقادات توحید جناب باری ہے اور
اسی عقیدہ کو آنحضرت صلعم نے اپنی رسالت کا مقصود اصلی قرار
دیا ہے اور یہ بہی فرمایا ہے کہ ایک مذہب حق سے زیادہ نہ
کبہی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور اگرچہ اوس مذہب کی رسوم وقواعد
مخصوصہ چند ہی عرصہ کے لیئے ہون اور حسب مشیت الہی اون مین
اکثر تغیر و تبدل ہوتا ہو تاہم چونکہ وہ مذہب حق اور واقعی ہے لہذا
اوسکی اصل و ماہیت مین تغیر نہین ہو سکتا بلکہ ہمیشہ ایک ہی کیفیت پر
رہتا ہے پس جب اس دین حق کے اصول وقواعد سے بندون نے
غفلت کی تو حقتعالی نے اپنے پیغمبر بہیجے تاکہ اون غافلون کو عقائد
حقہ تعلیم کرین اور اونہین تنبیہ وتہدید کرین اوران انبیاء مین سے
حضرت موسی وعیسی نہایت جلیل القدر اور اولوالعزم تہے جبتک
کہ آن حضرت مبعوث ہوئے لیکن آن حضرات نے یہ کبہی نہین فرمایا
کہ مین ایک مذہب جدید اور علیحدہ بنا کرتا ہون بلکہ خلاف اس کے یہہ

ارشاد کیا (جیسا کہ قران کی ۱۶-۲۶ اور اور سوروں مین لکھا ہے) کہ میرا مذہب موافق ملتِ ابراہیمؑ ہے اور یہ دین جبرئیل فرشتہ بذریعہ وحی کی مجہپر لائی ہین (جیسا کہ ۴۳- سورے مین لکھا ہی) خلاصہ یہ کہ قران کا صرف یہ مآل ہے کہ کتب سماویہ کی تصحیح کرے اسواسطی کہ آنحضرتؐ نی فرمایا ہے کہ یہود و نصاری نی ان صحفِ مقدسہ مین تحریف کی ہے خصوصاً اون مقامات پر جہان میرا ذکر تہا (جیسا کہ ۳-۲-۶-۱۰-۱۱-۱۲-۱۶-۳۷- سوروں مین لکھا ہی) ایک روایت یہ ہے کہ جبرئیل فرشتہ قران آنحضرتؐ کی پاس اس کیفیت سے لائی کہ اوس دُنبہ کی کہال پر لکھا تہا جو حضرت ابراہیمؑ نی اپنی فرزند اسحقؑ کی عوض قربانی مین دیا تہا اور طلا اور ریشم اور جواہرات سے مزین تہا دوسری روایت یہ ہی کہ اور یہی قول عیسائیون کے نزدیک بہی معتبر ہے کہ باعانتِ یہودِ فارسی مُسمّی بہ ربی ورقہ ابن نوال اور راہب نصرانی جو سردار فرقۂ نیسطورین باشندۂ اوالقیسی واقع بصرہ تہا آنحضرتؐ نی یہ کتاب تالیف کی اور یہ قول بہت قدیم معلوم ہوتا ہے اسواسطیکہ خود آن حضرتؐ نی بڑی غصہ سی اسکی رد کی ہے (جیسا کہ ۱۰-۱۱-۱۶-۲۵ سوروں مین لکھا ہی (واضح ہو کہ قران مین نہایت تاکید ہے کہ ایک ہی خدا کی وجود کے قائل ہو (جیسا کہ ۲-۳-۴-۵-۶-۱۷-۱۸-۲۴-۳۷-۳۹-۴۰-۴۳-۴۲-۱۱۲ سوروں مین لکھا ہے) (اور اوسکی صفات

یہ لکھی ہین) کہ قدیم ہے اور کسی سی پیدا نہین ہوا اور نہ کوئی اوس سے
پیدا ہوا ہے (جیسا کہ ۱۱۲ مین لکھا ہی) اور سب چیزون کا خالق اور
صانع ہے (جیسا کہ ۱۶-۱۷ سورون مین ہی) اور رحمن و رحیم ہی ٭
(جیسا کہ ۲-۵-۱۰۶-۱۴۰ سورون مین لکھا ہے) اور حافظ ہی اون
لوگون کا جو اوسکی ناشکرگذاری نہین کرتے (جیسا کہ ۳- ۹- ۹۴-
سورون مین لکھا ہے) اور بخشنی والا ہی اون لوگون کا جو گناہ
کرتے ہین بشرطیکہ وہ توبہ کرین (جیسا کہ ۲۵- اور ۱۱۰- سورون مین
لکھا ہے) مالکِ روزِ جزا ہے (جیسا کہ ۲-۱۴-۱۶-۱۷-۱۸-۲۲ سورونمین
ہے) اور سلوک کرتا ہے ہر شخص سے موافق اوسکی اعمال کے (جیسا
کہ ۶-۳-۴-۱۰-۲۸- سورون مین ہے) یعنی نیکون کو اور اون کو
جو اوسکی راہ مین جہاد کرکے شہید ہوتے ہین عیش و آرام ابدی
دیگا اور یہہ نعماتِ عقبی بڑی نفاست و لطافت سی بیان کیگئی ہین
اور سب مضامینِ عالیہ اور استعاراتِ لطیفہ سی مملو ہین (جیسا کہ
۷-۱۳-۱۵-۱۸-۳۲-۳۵- سورون مین لکھا ہے) اور خاص کرکے
(۲۷-۳۹-۴۵-۵۲-۵۵-۵۶-۷۶-۸۸- سورون مین لکھا ہی)
اور گناہگارون اور شریرون کو عذابِ دائمی جہنم مین مبتلا کریگا
جسکی خوف و دہشت خارج از عقل ہے علاوہ وجود ایک خدا کی
یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ربّ العالمین ہے (جیسا کہ ۱۵-۱۶-۳۳-۲۹
۳۴ سورون مین لکھا ہے) اور عالم الغیب اور مقتدرِ تقدیرات ہی

(جیسا کہ ۱۳-۱۱۴ سورہ میں ہے) قرآن مین یہی حکم ہے کہ وجود
ملائکہ کا اعتقاد کرو (جیسا کہ ۲-۹۷ سورہ مین ہے) لیکن فرشتون کی
اور آنحضرتؐ کی عبادت کرنے کی ممانعت قطعی ہے (جیسا کہ ۱۳-
سورہ مین ہے) اور یہ بھی لکھا ہے کہ شیاطین خلقت سے بنی آدم
کے دشمن ہین (جیسا کہ ۳۵-۳۶-۳۸ سورون مین لکھا ہے) اور
ہر شخص پاس دو فرشتے ہین جو اسکے افعال کو دیکھتے رہتے ہین (۳۵
سورہ) اور مسلمانون کو ان امور کے اعتقاد کا بھی حکم ہے کہ جن
ہین اور ان مین سے بعض نیک ہین اور بعض بد اور ملائکہ و شیاطین
مدارج مین مختلف ہین (جیسا کہ ۲۶-۵۵ سورون مین ہی) لیکن ان سب
امور سے زیادہ اسکی تاکید ہے کہ آنحضرتؐ کو پیغمبر خدا سمجھو لیکن آپ کو
من جہت الوہیت اور بنی آدم سے برتر نہ تصور کرو (جیسا کہ ۱۷-۲۹
سورہ مین ہے) واضح ہو کہ جس طرح لوگون نے ناانصافی سے دنیا مین
اور احکام قرآن پر اعتراضات کیے ہین اوسی طرح اون مکارم اخلاق
پر نقص کیے ہین جو اوسمین مندرج ہین حالانکہ اوس کتاب مین
شراب جوا اور لہو و لعب کی بڑی مذمت ہے (۴-۱۷ سورہ ہے)
اور شہوت (۲-سورہ) حرص و غرور (۴-۱۰-۱۸ سورہ) تہمت غیبت و
بدگوئی (۱۰۴ سورہ) طمع (۴-۲۳ سورہ) ریاکاری (۴-۱-۲۳-
سورہ ہے) طمع منافع دنیوی (۱۰۰-۱۰۴ سورہ) ان سب افعال و عادات
قبیحہ کی ممانعت کلی ہے بلکہ برخلاف اسکے (۲-۳-۲۰-۵۰-۵۵-

۹۰۔ سورے) حقوق والدین (۴-۱۷-۲۹-۳۱-۴۶ سورے) عہد و شکرگذاری
الٰہی (۵ سورہ) ایفائے عہود (۵-۱۶ سورے) صدق وصفائی قلب
(۶-۱۷-۳-۲۲-۴۳ سورے) عدل وانصاف (۵-۶ سورے) خبرگیری
نسبت ایتام کی (۱۳-۹۰ سورے) عصمت اور تہذیب کلام مین بہی
(۲۴-۲۵ سورے) رہائی اسیران (۱۳-۹۰ سورے) صبر وشکیبائی
(۳-۴۹-۴۳-۴۷ سورے) اطاعت (۳ سورے) سخاوت (۲۸ سورہ) عفو
جرائم (۳-۱۲-۴۲-۲۴-۴۳ سورے) نیکی کی راہ چلنا نہ دنیا کی تعریف
کے لئے بلکہ خوشنودی ورضائے الٰہی کے واسطے (۲۳ سورہ) اِن سب
امورِ نیک کی نہایت تاکید ہے سابق مین ذکر ہوچکا ہے کہ قرآن
مین صرف احکامِ ضروریہ مذہب ہی نہین مندرج ہین بلکہ قوانین ملکی
اہلِ اسلام بہی لکہی ہین جسطرح توریت مین قواعد ملکی یہود مرقوم ہین
اور عددِ ازواج چار مین منحصر ہے اور ان سے زیادہ عقد کرنا ممنوع
ہے (۴ سورہ) اور رسومِ نکاح بہی مندرج ہین (۲-۴ سورہ) اور حقوق
زوجیت (جو شوہر و زوجہ دونون کو لازم ہین) بہی مقرر ہین یہان تک
کہ مدت رضاعت (۲ سورہ) زمانۂ عدہ بعد انتقال شوہر (۲ سورہ)
مہر اور نفقۂ زوجہ (۲-۴ سورے) اور احکام نسبت بہ زوج و زوجہ بعد
خلع یا طلاق (۲-۴-۶۵ سورے) یہ سب امور اس کتاب مین مذکور
ہین ورثہ وصیت تولیت معاملات وعہود انمین سے کوئی چیز آنحضرت
نے نہین چہوڑی اور سورۂ مذکورہ بالا مین اِن سب باتون کا ذکر ہی

تعہد از ان شہادت کاذب (۵-۹ سورۃ) مکر و خدع قضا و اجتہاد مین
(۵ سورۃ) فریب (۴ سورۃ) سرقہ (۵ سورۃ) قتل انسان (۲-۴-
۶-۵-۴ سورۃ) قتل رضیع (۶-۱۰ سورۃ) مناکحت از محرمات شرعیہ
(۴ سورۃ) بیحیائی اور زنا (۴-۱۹-۲۴-۲۵ سورۃ) ان سب افعال
بد کے عقوبت اور سزا لکھی ہے ان احکام و حدود سے معلوم ہوتا ہی
کہ آن حضرت صرف نبی نہ تھے بلکہ مقنن بھی تھے پس یہہ بے تکلف
کہہ سکتے ہین کہ یہ احکام و حدود قبل ہجرت یا رواج شریعت اسلام
جاری نہ تھے بلکہ کہہ سکتے ہین کہ انمین سے بعض احکام تو فتح مکہ تک
نہ جاری ہوے تھے پس قران کی کیفیت ایسی ہے جیسی بیان
کی گئی اور مسلمان اس کتاب کا ایسا پاس و ادب کرتے ہین کہ
عیسائیون مین بہت کم لوگ ہین جو ایسا پاس و لحاظ کتب مقدسہ کا
کرتے ہین اور ان لوگون کے تمام عقاید مذہبی اور قوانین ملکی اور
اخلاق و عادات کا ماخذ یہی کتاب ہی (واضح ہو کہ جو عقیدہ اہل اسلام
نے قرآن سے اخذ کیا ہے اوسکی اصول یہ ہین پہلی اصل یہ ہے
کہ مذہب کی دو قسمین ہین ایمان اور دین خدا اور ملائکہ اور احکام
قرانی اور انبیاء و رسل اور رجعت و قیامت ان سب باتون کا اعتقاد
ایمان مین داخل ہے اور نماز ہای پنجگانہ مع طہارت و وضو اور
صوم و زکوۃ و حج یہ سب امور دین مین داخل ہین ملت اسلام اور
دین مسیحی مین فرق سمجھنے کے لیے یہ بات ناظرین کے ذہن نشین

[illegible] کہ مذہب عیسوی کا مدار [illegible] اصول [illegible] پر ہے [illegible] عیسائی [illegible]
انھین عقائد کے پابند ہین اور اون کی نزدیک عقائد مذہبی اور
اخلاق و اعمال ظاہری مین بڑا فرق ہی لیکن برخلاف اس کے
اہل اسلام فقط اصول عقائد کی پابندی نہین کرتی بلکہ اون کے
نزدیک احکام و حدود شرع پر بھی عمل فرض ہی اور اون کے
عقیدہ مین اخلاق اور سیاستِ مدن شرع پر مبنی ہین اور ان سب
امور کی تعمیل حسب شرع واجب ہی پس ان لوگون کے نزدیک
محبت و مودت تشریع و تورع حدیث و روایت انتظام و انصرام ملک
اور حق و دین یہ سب باتین ایک لفظ اسلام مین داخل ہین
اور فضائل اور مناقب قران کے غیر ادسی فخر و مباہات
کرنا بجا ہی دو فضیلتین بہت بڑی ہین ایک فضلیت تو یہ ہی کہ
جس مقام پر حقتعالی کا ذکر ہے بڑی عزت و احترام اور عظمت و
ہیبت کی ساتھ ہے اور کسی جگہہ پر اوسکی ذاتِ پاک کی طرف عیوب
اور شہواتِ انسانی نہین منسوب کئے ہین دوسرا شرف یہ ہی کہ جملہ
خیالاتِ باطل الفاظِ رکیک اور حکایاتِ لغو سے منزہ ہی لیکن افسوس
ہے کہ کتب بہودان عیوب و مناقص سے مملو ہین واقع مین قران
ان عیوب صریحہ سی ایسا مبرا ہی کہ ابتدا سے انتہا تک پڑہ جاتے
کہین کسی امر رکیک اور خلاف حیا کا شائبہ بھی نہ پائیگا پس جس مذہب
کی بنا قران پر ہے اوسکا مآل توحید محض و خالص ہے اور کوئی بات

اونمین ایسی نہین جیسی اوسکی اہم عقاید یعنی وحدانیت خدا مین کسی طرح کا شک و شبہ ہوسکے بعض فرقون کا یہہ قول ہی کہ حق تعالی محض ایک علت عقلی ہے جسکا وجود تمام ممکنات پر مقدم ہے اور اوسنی چند قواعد مقرر کردیئے ہین کہ اونہین پر انتظام عالم کا مدار ہے اور اوسی خود کو کچھ دخل نہین بلکہ وہ تو ایسی مقام پر رہتا ہی کہ وہان تک کسیکا گذر ممکن نہین لیکن مذہب اسلام مین حق تعالی کی ذات ان نقصون سے بری ہے بلکہ وہ ہمیشہ حاضر و ناظر اور فاعل مختار ہے ایک فضیلت اسلام کی یہ بہی ہے کہ اس مذہب مین حجت و تکرار کو کچھ دخل نہین اور چونکہ اسمین کوئی امر مخفی اور خلاف عقل نہین بلکہ جلہ امور مدلل و مبرہن ہین لہذا لوگون کو کوئی حجت و تکرار اس مذہب مین نہ رہی بلکہ بچون و چرا ایک صاف اور ایکرنگ طریقۂ عبادت اختیار کرلیا جا لانکہ اون لوگون پر تعصب ہی اور شہوات نفسانی کا اسقدر غلبہ تہا کہ از خود رفتہ ہوجاتی تھے اور حق و باطل مین تمیز نہ کرتے تھے دوسرا شرف اسلام کا یہ ہے کہ اس مذہب مین اولیا و فقرا و شہدا کی پرستش کرنا باقیات بزرگان سلف اور اون کی تصویرون کو پوجنا اور ایسی کشف و کرامات کا اعتقاد کرنا جو انسان کی عقل سے خارج ہین یہ سب امور ممنوع ہین اور ترک دنیا اور توجہ با مشقت شدید جسمانی یا روحانی بہی ممنوع ہے پس ان امور سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلی آن حضرت صلعم ذ سب چیزون کی

حقیقت اور کیفیت بخوبی دریافت کرلی اور اوس زمانہ کی لوگون کے
حالات مین بہی خوب تفحص کرلیا اور یہ بہی بنظر تعمق دیکہ لیا کہ
امور مذہبی موافق عقل ہین یا نہ اور بعد طے کرنے ان سب مراحل کی
قواعد اور احکام شرع جاری کیئے پس کچہ تعجب نہین کہ ایسے
طریقہ معقول وممدوح نی سب رسوم بت پرستی خانہ کعبہ سے موقوف
کردیئے قواعد صابئین اور ستارہ پرستان باطل کردیئے اور آتشکدہ ہای
زردشت خاموش کردیئے آب راقم چاہتا ہے کہ چند باتین نسبت
مذہب اسلام من حیث انہ مبنی علی القرآن بیان کرے (پس واضح ہو
کہ اہل اسلام نے کسی مذہب وملت کی رسوم وقواعد مین کبہی +
دست اندازی نہین کی نہ کبہی کسی مذہب کی لوگون پر ظلم وتعدی کی نہ کبہی
محکمہ انکوئزیشن مقرر کیا (یہ محکمہ ملک اسپانیہ مین اس واسطے مقرر
کیا گیا تہا کہ لوگون سے مذہب عیسائی بجبر قبول کرایا جاوے)
نہ لوگون سے اپنا مذہب بجبر قبول کرایا اور نہ اونہین اپنے دین
مین لانے کی کبہی کوشش اور جستجو کی البتہ اہل اسلام نے اور مذہب
کے لوگون کو اپنے دین کی طرف دعوت کی لیکن کبہی اون سے
اپنا مذہب جبراً قبول نہین کرایا جیسا کہ قرآن مین لکہا ہی کہ مذہب کے
بارے مین جبر نہ کرو تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہود
نصاری اور صابئین ہین اور جو شخص ایمان لایا ہی خدا اور روز
قیامت پر وہ سب پائینگی اپنی جزا اپنے پروردگار سے نہ اونپر کوئی خوف

جیسا کہ اکثر لوگ گمان کرتے ہین (۱۹) صحیح ہو کہ یہ امور باعث ترقی
اسلام ہوئے اس زمانہ مین بہی بخوبی تفصیل سے دریافت
نہین ہو سکتی ہان البتہ یہ ممکن ہی کہ چند باتین ضروری بیان
کی جا ئین پہلی وجہ ترقی اسلام کی یہ ہی کہ عقاید اہل اسلام نسبت
جناب باری کی بہت صحیح اور معقول ہین اور ان لوگون کے
آداب و اخلاق بہی بہت درست ہین چنانچہ یہہ امور
قرآن مین جابجا مذکور ہین اور چونکہ وہ لوگ جنہین
اسلام نے بیشتر رواج پایا تہا بسبب مشارکت و مجالست یہود
و نصاری مہذب و معقول ہوگئے تہے لہذا عقاید حقہ اسلام کا
مقتضی یہ تہا کہ ایسے لوگون کے دلونپر اثر کرین دوسری وجہ ترقی
اسلام کی یہ ہے کہ اس مذہب کی قواعد و رسوم اور ملل و مذاہب
سے جو اوس زمانہ مین عرب مین رایج تہے ماخوذ ہو کر بطرز
معقول جمع کیے گئے تہے تیسرا سبب اس مذہب کی ترقی کا یہ تہا کہ
جملہ مقدمات اور معاملات شرعی اور تمام کاروبار زندگی از روی
احکام قران تعمیل کیے جاتے ہین لکن بعض مورخین نے علاوہ
ان تین وجہون کے ایک وجہ ترقی اسلام کی یہ بہی لکہی ہے
کہ آنحضرت نے عیاشی اور بدفعلی کی قدغن نہ کی تہی بلکہ
ان امور سے چشم پوشی کرتے تہے لکن جس شخص کے مزاج
مین تعصب نہ ہوگا اس قول کو ہرگز نہ تسلیم کریگا اسواسطے کہ

تواریخ وغیرہ کے تتبع سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ آن حضرتؐ نے
اپنی مذہب کی اشتہار اور ترویج کے لیئے اس قسم کی ترغیب
اور تالیف قلوب پر کبھی تکیہ نہین کیا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ
ان امور (یعنی عیاشی وغیرہ) کا قیاس قواعد و رسوم نصاری
اور اہل یورپ پر نہین ہوسکتا اسواسطیکہ بعض رسوم ان لوگونکی
نزدیک عیاشی اور بدفعلی مین داخل ہین لیکن وہی رسوم عرب
وغیرہ مین مروج و ممدوح ہین پس راقم کہتا ہی کہ جس حالت مین
کہ تعدد ازدواج عرب مین رایج تہا تو آن حضرتؐ کی تابعین کو اس
فعل کی کوئی اجازت جدید نہین دی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ انلوگون
نے اس امر (یعنی تعدد ازدواج) مین بڑی احتیاط کی اسواسطی کہ
اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ مین عورت کی بارہ مین ایسی وسعت
تھی کہ جتنی عقد چاہتے کرسکتی تھی لیکن باوجود اس رسم وسیع
کے آن حضرتؐ نے زنا اور عقد محرمات شرعیہ کی ممانعت قطعی
کردی حالانکہ یہ افعال بد جاہل اور وحشی قومون مین اکثر رایج
ہوتے ہین پس ان امور سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ
ان حضرت بداخلاق یا مکار تھے جو مسلمان بہت
پابند مذہب ہوتی ہین وہ مثل اسٹوئکس کی (یہ ایک فرقہ حکمائی
یونان مین تہا جو مشقت و ریاضت نفس بہت پسند کرتا تہا)
شدید اور سخت ہوتے ہین نہ مانند اپیکیورینس کی (یہ ایک فرقہ

حکماء یونان مین تھا جو عیش و عشرت کو دوست رکھتی تھی) تمام
وعیاشی اور جو شخص قران کو سمجھکر پڑھیگا اوسی معلوم ہو جاتیگا
کہ بندون کی نسبت کسقدر تشدد ہے اور کسقدر احتیاط کا حکم
رہے واقع مین یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص ایک مذہب نو
اور فرقہ جدید کا بانی ہو وہ لوگون کی عیاشی اور بدفعلی سے
چشم پوشی اختیار کرے اور کچھہ اعتراض نکرے پہلا اس طرح
اوسی ہمیشہ کی لیئے کامیابی کیونکر حاصل ہو سکتی تھی اور اوسکی
مذہب کو ثبات ودوام کیونکر ہو سکتا تھا پس جہان اور اسباب ترقی
اسلام کی ہین وہان تشدد اور پابندی مذہب بھی ایک سبب
اوسکی نشو نما کا تصور کرنا چاہیئے چونکہ ہر مذہب مین قواعد و
رسوم ظاہری (مثل نماز و روزہ) کی صاف اور واضح ہوتی ہین
لہذا اگر لوگون نی ان رسوم کی پابندی اختیار کرلی ہو تو ہر گز
تغافل اور تساہل نہین کرتے بلکہ اکثر انہین بجالاتی ہین برخلاف
اون احکام کے جو مکارم اخلاق کی بارہ مین ہون کہ اون کے
پابندی مین لوگ غفلت اور کاہلی کرتی ہین مثلاً مدت تک روزی
رکھنا حج کرنا نمازہای پنجگانہ ہر روز بجالانا طہارت اور وضو وغیرہ
کرنا ہمیشہ زکوۃ دینا اون نشون سی پرہیز کرنا جو حواس زائل
کردیتے ہین یہ سب فرائض جنکو مئہ قران اہل اسلام کی لیئے سند
اور حجت قاطع ہین اور ان کی فرادلت اور مواظبت سی وہ لوگ

اپنی مذہب کو نہ چھوڑے ایک سبب ترقی اسلام کا یہ بھی ہوا ہی
کہ مسلمانون نی بذریعۂ تجارت قرآن کو اشتہار دیا اسواسطی کہ
جو مسلمان ممالک مشرقیہ مین آکے بسے ادنہون نی یہ کتاب اون
بادشاہون تک پہونچائی جو پیشتر کوئی مذہب خاص نہ رکہتی تہی
چنانچہ باشندگان ملایا اور جزائر سلاکا ان لوگون سی بعنایت
و محبت پیش آئی بادشاہان ترنت و کالیکٹ نی اونکا دین قبول کیا اور
جب قندہار کہمبائت گجرات اور اور بہت ملکون مین سلاطین مغل کی
سلطنت ہوئی تو اونہون نی بہت لوگ مسلمان کر لیئے جب پرتگیز
ہندوستان مین داخل ہوئے تو اونہون نی مذہب اسلام کو
ملک مین سرسبز پایا باوجودیکہ اوس زمانہ مین عقائد فاسدۂ ہنود
کو بڑا غلبہ تہا چنانچہ لکہا ہی کہ منجملہ راجگان ہندوستان ایک راجہ تہا
کہ اوسکا نام زموری تہا اور اوسکا پائی تخت کالیکٹ کہلاتا تہا
قریب ۶ سو برس قبل داخلۂ پرتگیز مسلمان اس راجہ کی ملک مین داخل
ہوئے تہے اور وہ اون لوگون سی بڑی عنایت و محبت سی پیش
آیا اور اونہین اپنی ملک مین عہدہای جلیل دیئے اور آخر الامر
اونکا مذہب قبول کر لیا اور راجگان ملک مذکور مین آخری راجہ
جو چیرمن پیرمل نامی ایک عرب کی جہاز پر سوار ہوکر حج خانۂ کعبہ کو گیا
تاکہ باقی ایام زندگی وہان بسر کرے یہ بات قابل لحاظ ہی کہ آنحضرت
کی تشدد و ظلم مین لوگون نے ایک غرض خاص سے مبالغہ کیا ہے در اصل مین

۱۰۹

واقع مین آپ نی بت پرستون اور لا مذہبون کو ان دونون باتون مین
سے ایک بات قبول کرنیکا اختیار دیا تھا یعنی یا مسلمان ہون یا قتل
ہونا قبول کرین باقی رہی یہ چار فرقی یعنی یہود و نصاری و مجوس و
صابئین جنہین قران مین بہ لفظ اہل کتاب تعبیر کیا ہی پس انلوگونکو
آنحضرتؐ نی اپنی مذہب پر رہنے کی اجازت دی مگر اس شرط سے
کہ جزیہ دین اور امور ذلت و تحقیر گوارا کرین لیکن جو حد تشدد و تعنت
کفار کے آنحضرتؐ نی مقرر کردی ہی اوس حد سے اہل اسلام نے
بہت کم تجاوز کیا جو عہد ان لوگون نی کفار سے کیا اکثر اوس کی
پابندی کی حالانکہ مجاہدین اسلام ظالم و جابر تھی لکن بہ نسبت
تابعین پادریان اشام و قسطنطنیہ بہت حلیم و رحیم تھے پس یہ بات
سچ ہی کہ اگر بعوض مسلمانون اور ترکون کی بادشاہان مغرب (یعنی
روم و قسطنطنیہ وغیرہ) اقلیم ایشیا مین حکمران ہوتی تو یہ بادشاہ
مسلمانون سی ایسی رعایت نہ کرتی جیسی مسلمانون نی عیسائیون سے
کی اسواسطےکہ اونہون نی (یعنی بادشاہان نصاری مغرب نی) تو اپنی
ہم مذہبون سے جس شخصکو اپنی مسلک کی مخالف جانا اوسپر بڑی بڑی
ظلم و ستم کیے جیسا کہ مسٹر جولد صاحب کہتے ہین کہ جیسا جور و ظلم
تابعین پوپ نے اور عیسائیون پر کیا ویسا ظلم و تعدی تو
مسلمانون نے بھی ان لوگون پر نہین کی راقم کہتا ہی کہ جسقدر خون
ریزی عیسائیون نے آپس مین فقط واسطے ادائی اور بڑہانے [illegible]

لڑائیون مین صرف تعصب کی لیتے کی اوسقدر خونریزی تو مسلمانون نے
عیسائیون کی کل لڑائیون مین بھی نہین کی پس مناسب ہی کہ ایسی
متعصبین کی تعصب کا علاج کیا جاسے جو کہتی ہین کہ فرقہ اسلام بڑا
بیرحم ہے اسواسطی کہ ان لوگون نی اپنا مذہب اس طرح رواج دیا
کہ عیسائیون کو اختیار دیا کہ یا قتل ہونا قبول کرین یا اپنا مذہب ترک
کردین یہہ قول کسیطرح صحیح نہین بلکہ مجاہدین اسلام عفو و رحم مین
نسبت تابعین پوپ کی ایسی تھی جیسی حواریین مسیح لیکن اتباع پوپ
کا ظلم اور جور اوتم غزوون سی بڑھ گیا تہا راقم کہتا ہی کہ بالفرض
آنحضرت کا مذہب روحانی نہین تاہم موافق عقل اور مفید خلایق
تو ہے اور واقع مین یہ مذہب اون عقائد باطلہ اور اوہام
فاسدہ مین جو اس زمانہ مین عیسائیون مین مروج تھی اور
جنکے سبب مین دین مسیح کا نام خراب ہو گیا تھا اور لوگون کے
اخلاق بگڑ گیے تھی اسطرح بنا کیا گیا تھا جس طرح کہ ایک شاہراہ
مضبوط ایک دلدل مین سے نکالی جاے اور اسبات مین کسیطرح کا
مبالغہ نہین کہ جب سی مسلمانون نی نشو و نما پایا جس فرقہ عیسائی
سے اونکو سابقہ پڑا اوس کی رسوم و عقاید و افعال ایسے
خراب اور لغو پاے کہ اونکی نظر مین گر گئے یہ امر تو کسیقدر واضح ہی
کہ حضرت موسیٰ فقط بنی اسرائیل کے ہدایت کی لیے مبعوث ہوے تھے
اور اون کی عصر رسالت مین حق تعالیٰ کو اسقدر اہتمام تھا کہ اسرائیل

کے لیئے کہ کون لوگ اون کی اُمّت مین داخل ہوسکتے ہین ایک
قانون مقرر کیا تہا جسکی رُو سے غیر شخصکو اولادِ یعقوب مین داخل ہونا
مشکل ہوگیا تہا اسواسطیکہ اونہین مین اُمّتِ موسیٰ کا انحصار تہا
اور یہ بات بہی کتب منسوبہ بہ حواریّینِ جناب مسیح علیہ السلام سے ظاہر ہوتی
ہے کہ شاگردانِ مسیح علیہ السلام کو اس بات مین تأمل تہا کہ سوا یہود کے
اور فرقون کے لوگ بہی اون کی زمرہ مین داخل ہون اور اون کے
وعظ و نصائح سے مستفید ہون اگرچہ بعد مشورہ کی یہ امر قرار
پایا تہا کہ سب مخالفین دینِ مسیحی کو انجیل سنائی جاے اور یہ بات تو
خود مورخین عیسائی کی کلام سے مفہوم ہوتی ہے کہ ہنوز مذہب
عیسوی نے دربارِ شاہی مین جلوہ نہ پایا تہا کہ اوسمین وہ صفائی
نہ رہی جو انجیل مین لکہی ہے (یعنی بادشاہ اور اوس کی مصاحبین
نے ایسی حرکتین کین جو سراسر انجیل کے خلاف تہین ۱۲) اور جو لوگ
یہ مذہب عوامُ النّاس کو تعلیم کرتے تہے اونہین غرور حرص اور
نفسانیت دامنگیر تہی اور اونمین آپسمین نااتفاقی پڑ گئی تہی اور
اون کی قلم ایک دوسرے کے مقابلہ مین ایسی روان ہوتی
کہ بہت نہ مرتے جیساکہ مُلّٹن کہتے ہین کہ بادشاہ قسطنطین کی عہد سے
بہت پیشتر اکثر عیسائیون کی عقائد اور افعال مین ایسی پاکیزگی
اور صداقت نہ رہی تہی جیسی سابق مین تہی اور حالانکہ بادشاہ
مذکور یا دریون کو مالا مال کرچکا تہا لیکن پہر بہی اون لوگون نے قناعت

نہ کی اور خطا سمجھے بادشاہی اور عہدہ ہای ملکی کے فراق مین پڑی
پس انجام یہ ہوا کہ دین مسیحی تباہ و برباد ہو گیا یہ حال قوانبیاءِ
بنی اسرائیل اور حواریین اور تابعین مسیح ؑ کا تہا اب آن حضرت ؐ کا
حال سنیے کہ سنہ ۶۱۰ء مین آپ ممالک شرقیہ مین مبعوث ہوئے
اور وہان مذہب اسلام قایم کیا اور اکثر بلاد و اقالیم ایشیا اور افریقیہ
اور یورپ سے بت پرستی نیست و نابود کر دی اور آپ ہی کی بدولت
ان سب ملکون مین اتبک ایک خدائی برحق کی عبادت باقی ہے
اور ان رسولِ عربی نے نعمات دنیا اور عاقبت کی وعدون سے
لاکہا آدمیون کی تالیفِ قلوب کی اور اہل انصاف یقین کرینگے کہ اکثر
تابعین آنحضرت ؐ کو آپ کی نبی صادق اور برحق ہونیکا یقین واثق
تہا اور تم کہتا ہے کہ موحد کا تو کیا ذکر بلکہ ضرور ہی کہ مشرک صاحب نظر کو
بہی آنحضرت ؐ کی شریعت موافق طبیعت انسانی و رحمت ربانی
معلوم ہو اور از بسکہ آپ کی شریعت مذہب زردشتی سی اولے اور
ملت موسی سے افضل ہے لہذا چاہی کہ یہ شریعت اسقدر خلاف
عقل نہ معلوم ہو جسقدر کہ وہ اسرار کاذبہ اور اوہام فاسدہ منافی
عقل ہین جو ساتوین صدی عیسوی مین عیسائیون کا اعتقادات
مین داخل تہے اور جنکی سبب سے انجیل کی صداقت پر حرف آگیا تہا
واقع مین قلوب اہل اسلام پر آنحضرت ؐ کی شریعت کا اثر قوی ہے
اور اسکی دلیل قاطع یہ ہی کہ حالانکہ اسلام کو اتنا زمانہ گذرا ہے کہ

چاہئیے تہا کہ مثل اور مذاہب کی اس مذہب مین بہی یہ نقص آجاتا یعنی مخلوق کو خالق سمجہنا لکن اس دین کی پیرو اپنے عقیدۂ توحید مین پختہ مستحکم رہے اور اغوائی شیطانی مین نہ آئی اور اپنے معبود برحق کو عوارض ظاہری و باطنی انسانی سی مبرا سمجہے اور تعصب مذہبی اور وساوس شیطانی سے محفوظ رہی اور معبود حقیقی کی صورت عقلی اور غیرمحسوس کو کسی جسم محسوس سے مشابہ کرکے ذلیل نہین کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بس یہی عقیدۂ ضامن اسلام کا ہمیشہ سی ہے بعض لوگ گمان کرتے تہی کہ مذہب قران فقط بزور شمشیر رواج دیا گیا تہا اور اکثر اشخاص کو اتبک یہی ظن فاسد ہے لکن راقم کہتا ہی کہ یہ غلطی عظیم ہے اسواسطی کہ اہل انصاف خالی عن التعصب والاعتساف اس امر کو بلا حجت و تکرار تسلیم کرلین گی کہ آن حضرتؐ کی شریعت ممالک مشرقیہ کے لیئے نعمت عظمی تہی اسواسطی کہ اسی شریعت کی بدولت اون ملکون مین مظلومون کی خونریزی موقوف ہوگئی اور اس ظلم کے بدلی نماز اور زکوۃ مقرر ہوئی اور اسی کی وسیلہ سے ہمیشہ کی لڑائی جہگڑی موقوف ہوگئی اور اون کی عوض مین سخاوت اور اور اخلاق حمیدہ جو ایک شخص کو دوسرے کی نسبت لازم ہین مروج ہوگئے لہذا ضرور ہے کہ ایسی شریعت کو لوگون کی تہذیب اور شائستگی پر بہی اثر قوی کیا ہو پس ایسی شریعت کو کیا ضرورت تہی کہ ایسی قتال اور جدال اور خونریزی سے

رواج دی جاتی ہے یا کہ حضرت موسیٰ ؑ نے بت پرستی دفع کرنے کے لیے
بلا وسوسہ قتل عام کیا پس کیا حماقت اور مضحکہ کی بات ہی کہ ایسی
شریعت کو بعوض تعریف و مدح کی لوگ یہ انعام دین کہ اوسی بدنام
کرین اور ازراہ جہالت و نافہمی اوسی ملزم و مطعون کرین حالانکہ
یہ شریعت منجملہ اون وسائل اور اسباب قویّہ کی ہی جو جناب باری نے
اپنی دست قدرت سی درستی آرا و عقائد عباد کی لیے مہیا فرمائی ہین آب
راقم کہتا ہی کہ ممکن نہین کہ یہ سارا باب خواہ اس نظر سے دیکھیے کہ بانی
مذہب اسلام نے کسقدر ترقی کی اور کیا شہرت حاصل کی خواہ اس نظر
سے ملاحظہ کیجیے کہ خود شریعت اسلام نے کیا جلد رواج پایا کہ ان دونون
باتون مین عقل متحیر ہے دلچسپ ہو اور ناظرین کی مطبوع خاطر ہو
اور اس بات مین کوئی شک نہین کہ جن لوگون نے مذہب اسلام اور
دین مسیحی کی تحقیق کی ہے اور ان دونون مذہبون کی اوصاف مین
مقابلہ اور محاکمہ کیا ہی اونمین سے ایسے کم ہون گی جو بعض مقامات
پر متعجب اور متحیر نہ ہو گئے ہین اور آخر مجبور ہو کر تسلیم کر لیا ہو کہ ضرور
ہے کہ حق تعالیٰ نے شریعت اسلام بہت سی منافع معقول اور مصالح
نیک کے لیے مقرر کی ہی بلکہ اس بات کا بھی اون لوگون کو وثوق بہم
پہونچا ہوگا کہ اگر اس شریعت سی اور کچھ فایدہ نہین ہوا تو یہ نفع تو ہوا
کہ اس کے وسیلہ سے لاکھا امور نیک ظاہر ہوئی فقط ÷ باب دوم تمام

	علوم اہل اسلام	

جوام

جو امر آخر باب سابق مین بیان کیا گیا ہی اوسکی صحت و دلایل اور
کیفیات مرقومۂ ذیل سے زیادہ تر واضح اور لایح ہو جاینگی راقم گمان
کرتا ہی کہ کبھی کوئی قوم ایسی منہین گذری جسنے علم کو ایسا مستحسن اور ممدوح
سمجھا ہو اور اسقدر اوس کی تعظیم و توقیر کی ہو جسقدر عرب نے کی
چنانچہ ایک شخص شعراے اہل اسلام مین سے کہتا ہی کہ جو مین مین
کسی عالم کو دیکھتا ہون آرزو کرتا ہون کہ اوسکے قدمون پر گر پڑون
اور اوس کی خاک پا چوم لون مخفی نرہے کہ قران و حدیث دونون
مین اس امر ممدوح یعنی (تعظیم و توقیر علما کی) تاکید ہی چنانچہ آنحضرت
سے روایت ہی کہ مداد قلم عالم اور خون شہید دونون کی ایک قدر و
منزلت ہی دوسری حدیث مین فرماتے ہین کہ بہشت کھلا ہی اوس شخص
کے لیے جو اپنے بعد اپنا قلم اور روشنائی چھوڑجاتا ہی یعنی جو شخص خود
علم حاصل کرتا ہے اور اس فعل کے ذریعے سے اپنی اولاد و اخلاف کو
تحصیل علم کی ترغیب دیتا ہے تیسری حدیث مین فرماتے ہین
کہ بنای عالم فقط چار چیزون پر ہی عقلا کا علم امرا کا انصاف صلحا کی دعا
اور بہادرون کی شجاعت لیکن علم کی قدر و منزلت کا زیادہ تر یہ سبب ہے
کہ خود جناب باری قران مین فرماتا ہی کہ مال بے قدر اور علم بیبہا ہی
اور خود آن حضرت نے بھی تعریف و ترغیب علم مین بہت مبالغہ
فرمایا ہے اور حضرت علیؑ آپکی داماد فرماتی ہین کہ حق تعالی کا عین
عدل و انصاف ہے کہ ہمین دولت نہ دی اور علم عنایت کیا راقم

کہتا ہی کہ ہر قسم کی دلایل سی ثابت ہوتا ہی کہ جن لوگون نی پہلے
فلسفہ اور اور علوم و فنون کو (جنہین بعض علما نی علوم قدیم
اور علوم جدید مین علاقہ تعبیر کیا ہی) رواج دیا وہ مسلمانان اقلیم
ایشیا اور ملک اسپانیہ تہی اور اس امر مین خلفائی بنی عباس
اور بنی امیہ اون کی معین و متکفل ہوئے اور جو علوم کہ بیشتر
یورپ (یعنی فرنگستان) مین ممالکِ مشرقیہ سے آئی تہی دوبارہ
اونکا رواج اوس اقلیم مین طبایعِ عالیہ اہلِ اسلام کے ذریعہ سی ہوا اور
یہ بات تو بہت مشہور ہی کہ قریب نہ سو برس کی عرصہ تک قوم
عرب مین علوم و فنون کی بہت ترقی رہی لیکن برخلاف اسکے ہم لوگون مین
جہالتِ محض کا غلبہ رہا اور گویا علم ہم مین سی بالکل مفقود ہوگیا
تہا جیسا کہ موسیو صاحب مورخ کہتی ہین کہ مورخین معتمدین علی الاتفاق
کہتے ہین کہ کوئی چیز اسقدر غم انگیز اور لائق افسوس نہین
جسقدر کہ وہ ظلمتِ جہالت ہی جو دسوین صدی عیسوی مین
تمام ممالکِ مغربیہ پر چہا گئی تہی اور اونی ضرر اوس تاریکی کا یہ تہا کہ
علم ادب اور فلسفہ تو بالکل مفقود ہوگیا تہا لہذا اوس زمانہ کو زمانہ
آہنی رومیون کا کہنا چاہیے (زمانہ آہنی سی یہ کنایہ ہے کہ بسبب
جہالت کی خلق و حلم لوگون سے جاتا رہا تہا اور اون کی اخلاق
و عادات مین سختی اور درشتی بڑہ گئی تہی) اور فلسفہ روم فقط
منطق اور معقولات مین منحصر تہا اور انہین علوم کو اہل روم

اہلِ روم کل مایہ وبساطِ عقلِ انسانی سمجھتے تھے یہ امر یقینی ہے کہ حکماء عرب کی بہت سی مدارس ملکِ اسپانیہ اور اطالیہ میں بنا کیے تھے اور ہزار سینکڑون علماے محققین اون ملکون مین گئے اور اصول اور قواعد فلسفۂ عربی اخذ کر کے مدارسِ نصاری مین مروج کیے اور اس بات کا انکار بھی نہین ہو سکتا کہ تمام علومِ طبیعیات و نجوم و ریاضی جو دسوین صدی سے اقلیم یورپ مین مروج ہوئے مدارس عربیہ سے ماخوذ ہوئے تھے اور خاص کر کے مسلمانانِ اسپانیہ کو فلسفۂ یورپ کے آبا یعنی اصول سمجھنا چاہیے اور اس زمانہ کے شعرائے یورپ نے مضامین اور خیالاتِ شعر پہلی عرب سے اخذ کیے ہین جو منافع اور فوائد ان لوگون نے (یعنی عرب نے) اور ملکون کی فتح سے حاصل کیے تھے اونہین ضایع نہین کیا بلکہ اون سے عمدہ نتائج پیدا کیے اور تھوڑی ہی عرصے مین ایک علیحدہ زبان اور علم ادب ایجاد کیا اور جب اس سے فارغ ہوئے تو علومِ عقلیہ مین ایسی جلد ترقی کی کہ اون سے بیشتر کبھی کسی قوم نے نہ کی تھی آٹھ سو برس کے عرصے مین علوم یونان نے رواج پایا تھا اور اسیقدر قدر زمانہ مین علما و شعراء روم نے بھی نشو و نما حاصل کیا تھا اور اسی قدر زمانہ مین اہل فرانس نے بھی علم ادب مین ترقی کی تھی لیکن اعرب کی ذہانت کو دیکھنا چاہیے کہ ہنوز ڈیڑھ سے برس بھی ہجرت کو نہ گذرے تھے کہ یہ لوگ علوم مین اور قومون

پر کوئی سبقت لیگئی اور فلسفہ اور نجوم اور علوم وفنون متفقہ مین کو شایع
اور رایج کیا رومیون اور گوتھہ نے قریب دو سو برس کی عرصہ
مین ملک اسپانیہ کو بالکل فتح کر لیا تہا لیکن عرب کی شجاعت کو
ملاحظہ کیجیے کہ ان لوگون نے فقط بیس۲۰ برس کے زمانہ مین اوسی
جزیرہ نما (یعنی ملک اسپانیہ) کو مغلوب کر لیا اور کوہ پرنیز کو
طی کر کے فرانسیس کے بیچ بیچ مین پہونچ گئے اور جسقدر جلد اوس
ملک کو فتح کیا اوسی قدر وہان علم کو جلد رواج دیا پوشیدہ نرہے
کہ ابتدا مین حضرت علیؓ آنحضرتؐ کی چچازاد بہائی اور خلیفہ
چہارم نے ترقی علوم مین اعانت اور کفالت کی اور عہد معویہ مین
جسکی نسل مین خلافت موروثی ہوگئی تہی عرب نے علوم وفنون
یونانیین جمع کیے اور بعد معویہ کی ابوجعفر منصور جو خاندان
بنی عباس مین سے دوسرا خلیفہ تہا ترقی علوم مین معین اور
متکفل ہوا اور باوجودیکہ خلیفہ مذکور کو دفع غدر و فساد اور فتح
ممالک و بلاد سے مہلت نہ تہی تاہم اوسی ترقی علوم کا شوق
رہا اور اس امر مین صرف اوقات اور مال سے دریغ نہ کیا اور
بغداد کو کہ علو و رفعت اور کثرت آبادی مین مثل نہین رکہتا تہا
دار الخلافت قرار دیا جو پانچ سے برس سی زیادہ تک اوس کی
اولاد و احفاد کا پائی تخت رہا ہارون الرشید جسکی شجاعت اور ہمت
جنگ سی یونانی بہت خائف رہتے تہے اپنی آبا و اجداد سی زیادہ

یورپ مین مشہور رہتا اور خاص کر کے صلاح و سداد خلائق
شوق علوم اور ترقی فنون مین خلیفہ موصوف نے اوس ملک مین
بڑا نام پیدا کیا تہا اور یہ خلیفہ اور شارلمین بادشاہ یورپ مین
بڑی صحبت اور تپاک اور نامہ و پیام رہتا تہا بادشاہ موصوف بہی
بڑا محقق مدقق اور شائق اور معین علم تہا اور اون جاہل اور
وحشی قومون مین جو اوس کے ملک کی قریب رہتی تہین اپنی نئی نئی
علوم و فنون رواج دیئے تہے لکن مامون الرشید پسر خلیفہ موصوف
نے کتب خانہ عربی کی بنا ڈالی اور اس امر کی تعریف کا وہی مستحق ہوا
سیکڑون اونٹ کتابون سے لدے ہوئے اوسکی دار الخلافت مین
ہمیشہ آتی دکہائی دیتی تہے اور عرصہ قلیل مین سوہیل سے اصفہان
تک دولت علم پہیلگئی اور بغداد کوفہ بصرہ قاہرہ فیض مراکو کارڈوا
گرانا ڈا والینشیا اور سویل ان سب بلاد مین فصاحت علمی اور طلاقت
لسانی عام ہوگئی اور بلاد مغربی مین فلسفہ بہی بہت جلد رائج ہوگیا
تہا خاص کر کے فلسفہ ارسطو جسے عرب مثل خدا کی مانتے تہے الغرض
ان سب خلفا کی عہد مین علم نے بڑی ترقی کی اور خوب رواج پایا اور کتب خانہ
عربی مین علوم یونان اور روم گویا از سر نو زندہ ہوگئے اور
شعر و سخن کا بہی بہت چرچا ہوا اور اگرچہ اشعار فقط نصیحت آمیز
اور عاشقانہ ہوتے تہے تاہم بہت خوبصورتی کے ساتہ نظم
کیئے جاتے تہے اور نثر مقفیٰ بہی مستعمل تہی لیکن اسطرح سے نوین صدی

چودہوین صدی علیسوی تک نورِ علم مدارسِ عربی سے ساطع و
لامع رہا بعد خلفاے عباسیہ کی عبد الرحمن والیان ملک
اسپانیہ ترقیِ علوم مین شہرۂ آفاق ہوے احکام مذکورین ایک شخص
عبد الرحمن نامی کی نسل سے تہی جس نی سنہ ۹۴۹ء مین سلطنتِ
بنی امیہ ملک مذکور مین قایم کی تہی آن مین سے تیسرا اور آخری
حاکم عبد الرحمن سب سے زیادہ ترذی اقتدار تہا اور آٹہوان
خلیفہ تہا اور بیشتر اسی نی خطابِ امیر المومنین حاصل کیا تہا اس
خلیفہ کے عہد مین بعض بلاد نے ایسی قوت پکڑلی کہ غدر و فساد
کا خوف ہوا اور آخر عرصہ قلیل مین خاندانِ خلفاءِ بنی امیہ کو غارت
کردیا اس غدر کے دفع کرنے کی لیئ خلیفۂ موصوف کو عقل آزمائی
اور جرات نمائی کرنی پڑی لیکن حتے الامکان ترقیِ علوم مین
ہر وقت مستعد رہا اس خلیفہ نے دسوین صدی علیسوی مین
پچاس برس سے زیادہ خلافت کی اور اوس زمانہ مین اہل یورپ
اپنی علوم سے تو بے بہرہ ہوگئی تہی لیکن اوس خلیفہ کی زبان
مین بڑی ترقی کی تہی اور اسی خلیفہ کے عہد مین ہماوگون کی
ظلمتِ جہالت پر شعاع نورِ علم پڑی مدارس بخارا و بغداد وغیرہ
اگرچہ بہت مشہور تہے لیکن اسقدر دور تہی کہ سیاحان اور طالب العلمان
یورپ کو وہان تک جانے کی جرأت نہ پڑتی تہی اور اگر خلیفۂ مذکور
کی اعانت و کفالت سے ملکِ اسپانیہ مین مدارس نہ جاری ہوتی تو

توبیہ علوم عربیہ اچھی طرح نہ محسوس ہوتی بلکہ بالکل مفقود ہو جاتے
واقع مین عبدالرحمن بڑا مروج علوم تھا اور شان و شوکت محکمہ جات
شاہی اور حسن عمارات مکانات سلطانی اور عمدگی باغات مین اگر
اور بادشاہان ممالک مغربیہ سے بڑھکر نہ تھا تو کم بھی نہ تھا اور
اس خلیفہ نے ایک شہر مسمی بزہرہ جسمین ایک باغ کا سلطانی +
بھی تھی شہر کارڈوا سے تین میل کے فاصلہ پر پچیس برس کے
عرصے مین چھہ لاکھہ روپیہ لگا کر بنا کیا تھا اور اوس کی محلسرا مین +
چھہ ہزار سے زیادہ خواصین اور کنیزین اور غلام وغیرہ تھی اور اوس
کے ہمراہیان شکار ایک فوج قریب بارہ ہزار سوار کی تھی اب اس
مقام پر راقم اصل مطلب چھوڑکر ایک اعتراض نسبت خلیفہ عمر کے
بیان کرتا ہے اور اوسکا جواب بھی عرض کرتا ہی وہ اعتراض یہ ہے
کہ سنہ ۶۴۱ع مین خلیفہ مذکور نے اپنی نایب عمرو کو حکم کیا کہ کتب خانہ
اسکندریہ تباہ کردیے اور اوس کی کتابون کو بعوض ہیمہ کے جو تھی
اوس شہر کے حمامون مین جلوا دیے راقم معارضہ کرتا ہی کہ
یہ کوئی اعتراض معقول نہین اسواسطے کہ یہ بات ملتفت ارباب تواریخ
ہے کہ جولیس قیصر روم کی لڑائی مین کتبخانہ بطلیموس جسمین
چار یا سات لاکھہ جلد تھی جلا دیا گیا تھا علاوہ اس جواب کی اور بہت
سے جوابات اس بہتان کے متعلق ہین جسکو مورخین نے بکرات
مرات بیان کیا ہے اور ان جوابات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ تہمت

الحاصل یہ ہے اصل یہ ہے پہلا جواب یہ ہی کہ واقع مین ایسی افعال کے ارتکاب
سی مخالفت شریعت آن حضرت کا لازم آتی تھی اسواسطیکہ لیکہ آپ نے اپنی حکم
قطعی فرمایا ہے کہ کتب مذہبی یہود و نصاریٰ جو بذریعہ فتح کے ہاتھ
مین ہرگز برباد نہ کیجا مین لاکن البتہ کتب علوم باطلہ مثلاً مثل تاریخ شعر
حکمت وغیرہ کی بابت مومنین کو اختیار ہے جس طرح اپنا فائدہ
دیکھین ویسے اون کو استعمال مین لائین دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوالفرج جسکی
کتاب مسمی بہ تاریخ الخلفا سے یہ اعتراض نقل کیا گیا ہے جو چھ سو برس
بعد اس واقعہ کے گذرا تھا لیکن اگر یہ امر واقع ہوا ہوتا تو مورخین
عیسائی اور اہل مصر جو ابوالفرج سے کہین پیشتر تھے
یون اس امر مین ساکت رہتے تیسرا جواب یہ ہی کہ کرانٹ ہائیکس جسنی
کتب خانہ اسکندریہ کی بابت بڑی تحقیق و تفتیش کی تھی اس
قصہ کو فقط کہانی یعنی دروغ ٹھہراتا ہے اسواسطیکہ جو کتب کتب خانہ اسکندریہ
کے پرانی تحریرات اور بڑے سے بڑے تھے وہ بھی تو چوتھی صدی عیسوی
سے پیشتر نہ تھی تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ مورخین حال بھی ابھی تک ایسے
قصہ کو بار بار بیان کرتے ہین اسواسطیکہ گبن صاحب مورخ اس وقعہ
مین شک رکھتے ہین بایں وجہ کہ اولاً تو یہ ماجرا خود یقینی نہین ثانیاً
اوس زمانہ کی کسی مورخ عیسائی یا مسلمان کی کلام سے اس کی سند
نہین ملتی مورخ موصوف کہتے ہین کہ فرض کیجیے کہ کہ ایک بڑا انبار
دلائین اور نہایت مذہب کا اتفاق مین حمامات مین جلا ڈالا گیا تھا تاہم

امید ہی کہ حکیم منصف کہی کہ خیر کیا مضایقہ آخر یہ کتب خانہ آدمی ہی
کے کام آیا راقم کہتا ہی کہ فرض کیجئی کہ یہ بات صحیح ہے کہ مسلمانون
نے کتب خانہ اسکندریہ جلا ڈالا لیکن یہ الزام اون کی نسبت وہ لوگ
کیونکر کرسکتے ہین جنکی روبرو زیمانس پادری نی تمام کتب عرب تواریخ
وطب وزراعت باین حیلہ جلوا دی کہ یہ سب قران ہین اور اونلوگون
نے اس فعل ناشایستہ کی کچہ مزاحمت نہ کی اور اسیطرحسی بارگاہ سلطانی
منتمی سیمرنیلیس (یعنی گرمی کا مکان) اور اور عمارات اور اور تواریخ
چلین بہی عیسائیون نے جلوا دیے اب راقم پہر اصل مطلب
عرض کرتا ہی تاکہ واضح ہو کہ حقیقۃ احسانات بیان ہوئے اونسی
بہی زیادہ تر اہل اسلام کے احسانات یورپ پر ہین اسواسطے کہ
قطع نظر اسکے کہ مسلمانون کی جہاد کرنے مین ایک فایدہ ہملوگون کو
یہ ہوا کہ آپس کے لڑائی جہگڑے مٹ گئی اور وہ غدر و فساد اور
بدانتظامی جاتی رہی جسکے دفع ہونے سے ہملوگ بادشاہون اور
امیرون کی ظلم و تعدی سے بچ گئی اور ہماری آزادی کی بنا مستحکم
قایم ہوئی ہملوگون کو یہ احسانات بہی اہل اسلام کے فراموش نہ کرنی
چاہیئن کہ انہین لوگون نے اکثر حکمای یونان کی کتب کے
اوس زمانہ مین حفاظت وحراست کی جبکہ ظلمت جہالت نی ہمارے
ملک کو احاطہ کرلیا تہا اور انہین لوگون نے علوم قدیم اور علوم جدید
مین ربط اور علاقہ پیدا کیا اور انہین نے بڑے جد و جہد سی بعض

عمدہ ترین علوم و فنون مثل ریاضی و طب وغیرہ رواج دیئے ملک اسپانیہ سسلی اور کیلیفورنیا اوس زمانہ مین مہانہ علم سمجھے جاتے تھے اور مصنفات ابو علی سینا اور حکماے اسلام کے مطالعہ سے سرگشتگان وادی جہالت نے علم کی راہ پائی اہل اسلام کو علم جغرافیہ سے ایسا شوق تھا اور ایسی مہارت بہم پہونچائی تھی کہ افریقیہ کے صحراؤن مین سلطنتین بنائی تھین اور ان لوگون نے ہمیشہ علم کی قدر و منزلت کی اور یہ امر فقط اوسی زمانہ مین نہ تھا جب کہ اونہون نے علوم مین ترقی کی تھی بلکہ ابتداے اسلام سے یہی کیفیت رہی چنانچہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ دل بغیر علم کے ایسا ہی ہے جیسا جسم بغیر روح کے اور یہ بھی ارشاد کرتے ہین کہ عزت دولت مین نہین بلکہ علم مین ہے اور آپ نے اپنی امت سے فرمایا ہے کہ تلاش علم بعید ترین طبقات زمین مین کرو واضح ہو کہ بڑی مدت تک خلافت آنحضرت ایک خاندان شاہی مین رہی اور اوس خاندان کے خلفا اون سلاطین کے ہم مرتبہ تھے جو بڑے ذیعلم اور ذی لیاقت ہوتے ہین اور اونہون نے اختلافات مذہبی کا لحاظ نہین کیا چنانچہ خلیفہ مامون نے ایک شخص عیسائی مسمیٰ بہ موسل کے بارہ مین کہا کہ مین اس مرد عالم کو دوست رکھتا ہون نہ اسواسطے کہ امور مذہبی مین میرا ہادی ہو بلکہ اس لیئے کہ علوم و فنون مین میرا معلم ہو حالانکہ لوگون نے خلیفہ موصوف پر یہ الزام لیا کہ نصرانی مذکور کو مدرسہ دمشق کا مدرس اعلیٰ مقرر کیا ہے راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے کہ جسنے اوس جنگلی

اتوفی

آخری پرتا ثقافت اور عقلوں میں نہیں کیا جس لڑائی سے سلطنت اسلام
ملک اسپانیہ سی جاتی رہی اور کون شخص ایسا ہی جسکا دل اوس قوم
شجاع اور سخی (یعنی اہل اسلام) کی جوشش مدح و تعریف سی امنڈ نہ آیا ہو
جس قوم کے بارے مین مورخین مخالفین بھی اعتراف کرتے ہین کہ
آٹھ سو برس سلطنت کی لیکن اس عرصۂ دراز مین کبھی کسی پر ظلم نہیں
کیا اور ایک قطرۂ خون ناحق بھی نہین بہایا اور کون شخص عیسائیون
مین سے اس امر کی دیکھنی سے شرمندہ نہین ہوا کہ پادری لوگ
اور امراکو اشتعالتی تھے کہ اہل اسلام سے ایسی تعصب اور بیرحمی
سے پیش آئین کہ کبھی کوئی شخص کسی سے نہ پیش آیا ہوگا حالانکہ
مسلمانون نے عیسائیون سی انسانیت کی تھی اور اون کی حفاظت
اور حراست کی تھی اور کون شخص پادری زیمنیس کی اس حرکت ناشایستہ
اور تعصبانہ سے سر در گریبان خجالت نہین ہوا کہ اوسنے کتب
حکما و شعرا و ریاضیین شہر کارڈوا جلوا دین حالانکہ یہ کتب
بادشاہان جلیل الشان اسلام نے سات سو برس کی عرصے مین جمع
کی تھین اور یہی کتابین اون کی علوم کی مایہ و اسباط تھین تاریخ
سے ہی کہ ملوگون کو اسقدر آگاہی کتب عربیہ سے بوسیلۂ کتب و
تحریرات فرایر بیکن صاحب ہم پہونچی مصنف موصوف سنہ ۱۲۱۴ع
مین پیدا ہوئے تھے اور ممالک مشرقیہ کی زبانون سے واقف تھے
چنانچہ اوکھون نے ثابت بن ابو القرا اور اور شعرا و مصنفین عرب کے

عبارت اپنی تصنیفات مین نقل کیئے ہین اور مصنفین موصوف
مصنفین عرب سے بہی اوسیقدر واقف تہی جسقدر کہ مولفین یونان
اور روم سے آگاہ تہی اور خاص کر کے ابو علی سینا کو بخوبی جانتی تہی
جسی وہ رئیس اور سلطان فلسفہ کہتے ہین یہ سب جانتی ہین کہ ہمارے
افضل الحکما بیکن صاحب نے اصول اولیہ اسنے فلسفہ عملی کے اپنے
ہمنام راجر بیکن صاحب سی اخذ کیئی پس یہ بات بلانزاع ثابت ہوتی
ہے کہ طریقۂ فلسفۂ بیکن صاحب اولادِ اسمعیل یعنی عرب اور اتباع
محمد صلعم سے ماخوذ ہوا ہے بعض اشخاص ازراہِ نادانی کہتے ہین کہ
اس زمانہ مین دینِ اسلام علوم و فنون کا دشمن ہے اس قول
باطل کے جواب مین بعض اشخاص کہتی ہین کہ اہلِ اسلام نی تو ہم لوگون
سے بھی زیادہ علوم مین ترقی کی ہے اور تحصیل علم کو فرائض
ضروریۂ مذہب مین داخل کیا ہے اور انلوگون کے نزدیک واجب
ہے کہ اطفال پانچ برس کی سن مین مدرسہ بھیجے جائین اور
بادشاہ کو فرض ہی کہ اپنی رعایا کو تعلیم دے تاکہ وہ احکامِ ضروریۂ
دین سمجھہ سکین اور والدین پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو وہ باتین
سکھائین جنسے وہ اپنی معاش حاصل کر سکین اور ہر طالبِ علم کو
کوئی ہنرِ دستی بھی سکہایا جاتا ہے چنانچہ بعض طلبہ اسی طرح اپنی معاش
حاصل کرتے ہین لکن بادشاہانِ اسلام کو امرِ تعلیم مین کچھ فکر و
تردد نہین کرنا پڑتا تہا کیونکہ ہر قبیلہ اور ہر خاندان کے لوگ اپنے

لڑکوں کو اپنے صرف سے پڑھواتی ہیں چنانچہ قسطنطنیہ میں اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ بعض محلوں مین آگ لگجاتی ہے اور مکانات و مدارس جل جاتے
ہین تو رعایا کو اپنی طرف سے از سرنو مدرسہ کی تعمیر کرنی پڑتی تھی لیکن
مسجد از سرنو نہین تعمیر کرائی جاتی جبتک کہ یا سرکار نے جو اوس مسجد کا
خرچ مقرر کیا ہے اوسمین سے کچھ نہ ملے یا کوئی شخص خاص اپنے پاس سے
منواوے بعض اشخاص کہتے ہین کہ آجکل ترکستان (یعنی مملکت سلطان
روم) ملک سب سے قانون ہی لیکن اگر غور کیجیے تو یہ قول بھی بالکل
غلط ہے اسواسطے کہ ساری دنیا مین فقط ترکستان ہی ایسا ملک ہے
جسکا بادشاہ غصب حقوق رعایا کا دریچہ نہین ہوتا بلکہ برخلاف اسکے
اون کی حقوق رسانی مین مصروف رہتا ہے اور سلطان روم کو
یہ اختیار نہین کہ رعایا پر ٹکٹ باندھے یا قانون بنا لے یا اور کسی
بادشاہ سے لڑنیکا قصد کرے یا کسی شخص سے کچھ قرض لے راقم کہتا ہے
کہ اگر قوانین شریعت اسلام یورپ کے کسی ملک مین جاری کیے جائین
تو وہان کے لوگ اونہین بہت مستحسن سمجھین اسواسطیکہ ان قوانین
سے اون کی آزادی اور رفاہ متصور ہے لیکن ان قواعد کی تعمیل
اون ملکو نمین غیر ممکن ہے اگر اہل اسلام کی معرکہائے جنگ کو بھی
تو اسمین شک نہین کہ ان کی شجاعت اور مردانگی سے زیادہ کسی قوم
کی بہادری اور کارنمائی درج تاریخ نہین مثلا اس سے عجیب کیا بات
ہوگی کہ مسلمانون کی سلطنت آبنائی جبرالٹر سے ہندوستان تک

(کہ ہر سو ان کی راہ ہے) قایم ہوگئی سبحان اللہ کیا شجاعت اور جرأت
ایمان ہے کہ ایک طرف ترک اور ایک طرف تاتاری اپنی مغربی کی شان و
شوکت اور نام آوری مین سبحان و دل مصروف ہین اگر ممکن ہو تو
سلاطین نصاریٰ مین سے بھی کسی بادشاہ کا نام لیجیے جو صلاح الدین
تیمور لنگ اموریت سجازت محمد ثانی اور سلیمان کے ہمپایہ ہو سکی
کیا یہ غلط ہے کہ مسلمانون نے دین مسیحی کو کوہ پرینز سے آگے
نہ بڑھنے دیا یا اون لوگون نے ملک اطالیہ پر حملہ نہین کیا اور ملک
فرانسیس کی بیچ و بیچ مین نہین پہونچ گئے کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ ترکون
نے حدود ملک جرمن اور خلیج وینس تک فتح کر لیا تھا کیا یہ بھی
جھوٹ ہے کہ تمام بادشاہان نصاریٰ نے ایکہ کیا اور مسلمانون ہی
جہاد کرنے پر مستعد ہوئے اور پادریان روم نے اس مہم کے
سر کرنے کے لیئے اسقدر فوج اور روپیہ دیا کہ جہاد نیان اور خزانی
خالی ہو گئے اور یہ افواج قاہرہ مثل اوس بحر مواج کے تھین جسکی
موجین مغرب سے مشرق تک جاتی ہین لیکن جب یہ فوج قہار لشکر
جبار اسلام کے مقابلہ مین آئی تو اسطرح شکست ہو گئی کہ جس طرح
کوئی جہاز بڑے سخت پتھر سے ٹکرا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائی
اس فرقہ جبار کی فتوحات بحری فتوحات بری سے بھی زیادہ تر
حیرت افزا ہین آنحضرت ؐ کے زمانہ مین سمندر مین عرب کا ایسا خوف
تھا کہ آپ نے ہی فرمایا کہ اس بحر عظیم کا سم حایل ہونا مسلمانون کی لیئے

جمع نکر سکا عذر قوی ہے ایک قرن بہی نہ گذرا تہا کہ رایت ظفر آیت
اہل اسلام بحیرۂ روم مین لہراتا نظر آیا اور آخر الامر ان لوگون نے
جزیرۂ کریٹ اور جزایر یونان فتح کر لیے جزیرۂ سلی مسلمانان
افریقیۂ شمالی کا شکار ہوا اور انہین لوگون نے جزایر کارسکا اور
سارڈینیا مین بستیان آباد کین اور انپر انکا قبضہ ہمیشہ رہا مدت
مدید تک ان لوگون کا قبضہ بحیرۂ روم پر رہا اور خواہ بغرض تجارت
خواہ بغرض جنگ بحیرۂ مذکورہ کو اپنے قبضہ سے نہ نکلنے دیا
اور ان لوگون کی بعض جہاز بہی بہت بڑے تیار کیے تھے چنانچہ قریب
۹۰۰ء کی عبد الرحمن نے جو مسلمانون کیطرف سے اکثر بلاد ہسپانیہ
کا حاکم تہا اتنا بڑا جہاز تیار کیا تہا کہ ویسا جہاز اون اطراف مین
کبہی نہ دیکہا گیا تہا اور بہت سا اسباب تجارت اوس جہاز پر بار
کرا کے بلادِ مشرقیہ مین بہیجنے کے لیے بہیجا تہا اتفاقاً راہ مین اس
جہاز کو ایک اور جہاز ملا جسپر امیر جزیرہ سلی نے تحفہ
والی بعض بلادِ افریقیہ کو کچہ چیزین بہیجی تہین عبد الرحمن کے
لوگون نے اوس جہاز کو گرفتار کر لیا اور لوٹ لیا اس حرکت پر
مُعز والی جزیرۂ سلی نے ایک بڑا بیڑا جہازونکا تیار کیا اور اس
بیڑے کے لوگون نے ایک جہاز اسپانیہ کا گرفتار کر لیا جسپر بہت
اسباب قیمتی اسکندریہ سے خاص عبد الرحمن کی لیے بہیجا گیا تہا
اکثر مسلمانون نے بڑے بڑے جہاز تیار کیے ہین چنانچہ بعض

مورخین کہتے ہین کہ گمان غالب ہے کہ انہین جہازون کی دیکھا دیکھی
نصاری اسپانیہ نے بھی بڑے بڑے جہاز تیار کیے اور اونکو استعمال
مین لائے اور فلپ ثانی کے عہد مین اہل اسپانیہ انھین جہازون
کے لیے مشہور تھے اور اوس بادشاہ نے ایک بڑا بیڑا جہازون کا
انگریزون کے مقابلہ کو بھیجا تھا اور اوسکا نام فوج منصور رکھا
تھا اور اوس کے جہاز انگریزون کے جہازون سے بھی بہت بڑے تھے راقم کہتا ہے کہ
جن مورخین عیسائی نے ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے اون سے
زیادہ کسی نے مسلمانون کے بارے مین بے انصافی نہین کی ہے
چنانچہ یہ مورخین متعصبین کہتے ہین کہ جسقدر اٹھارہوین صدی مین
انگریزون نے بعد فتح ہندوستان دشمن کو لوگون سے ظلم و ستم کیا
اوسی قدر چودھوین صدی عیسوی مین سلاطین پٹھان نے اونپر ظلم و تعدی
کی راقم کہتا ہے کہ اگر ان مورخین کی نیت اچھی ہوتی (اپنے
آپ تعصب نہ کرتے) تو انہین کو لازم تھا کہ امور سہ گانہ مرقومہ ذیل مین
اہل اسلام اور عیسائیون مین مقابلہ کرتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ کسنے
زیادہ ظلم کیا اور کس نے ظلم امر اول مسلمانون کا حملہ ہندوستان پر اور
نارمن کا حملہ انگلستان پر امر دوم سلاطین اسلام کے افعال و عادات
اور اون کے معاصرین بادشاہان ممالک مغربیہ یعنی یورپ کی افعال
و عادات امر سوم بادشاہان اسلام کی جنگ چودھوین صدی مین
اور ہماری (یعنی انگریزون کی) لڑائیان اہل فرانس سے اور ہمارے

جہاد مسلمانوں سے امر چہارم مسلمانوں کی فتح سے ہنود کی چال چلن پر
کیا اثر پیدا ہوا اور نارمن کی فتح سے انگریزوں کے اوضاع و اطوار
پر کیا اثر ہوا کہ اوس زمانہ میں (جب نارمن نے انگلستان کو فتح کیا
تھا) یہ حال تھا کہ اگر کسی شخص کو لفظ انگریز سے خطاب کرتے تو برا مانتا
تھا اور اسے اپنی ذلت سمجھتا تھا اور جو لوگ عدل و انصاف کرنے کے لیے مقرر
کیے گئے تھے وہی معدن ظلم و جور تھے اور جن حکام کا یہ کام تھا کہ انصاف
سے فیصلہ کریں وہی بڑے ظالم اور طماع تھے اور امرا و رؤسا میں
آتش طمع زر ایسی مشتعل تھی کہ اونہیں صرف اس سے غرض تھی کہ
کسی طرح روپیہ ملے چاہے کسی پر کیسا ہی جبر ہو اور عیاشی ایسی +
بڑھ گئی تھی کہ ایک شاہزادہ اسکاٹلینڈ سے مجبور ہو کر لباس زنانہ پہنا
کیا تھا یہانتک آبرو سے نیچ حالی کہتے ہیں کہ تاریخ سلاطین ہندوستان
ایسی ظلموں سے مملو ہے جنکو سنتے ہوئے افسوس ہوتا ہے لیکن راقم کہتا ہے
کہ ان سلاطین نے تو ایسے ظلم نہیں کیے جیسے کہ اونکے معاصرین یا بانیان
نصاریٰ نے کیے اسواسطے کہ جب آخر صدی یازدہم عیسوی میں مجاہدین
نصاریٰ نے بسرداری گاڈفری بولن بیت المقدس پر حملہ کیا تو مسلمان
بجمعیت چالیس ہزار قلعہ بند ہوئے اور جب عیسائی قلعہ میں در آئے
تو سب مسلمانوں کو بلا تفرقہ تہ تیغ کیا اونہ ہتھیار بہادروں کو بچایا
نہ اطاعت ناموروں کو پناہ دی سکے اور صغیر و کبیر عورت و مرد کسی پر
رحم نہ کیا اور اونہیں تلواروں سے شیر خواروں کو بھی مارا جنسے اونکی

۱۳۱

ماؤن کو قتل کیا تھا کو جہان بیت المقدس مین لاشون کی انبار لگی تھی اور ہر گھر سے آواز درد و الم اور صدای حسرت و حیرت بلند تھی لیکن جب دوسری لڑائی مین سلطان صلاح الدین بادشاہ شام و مصر نے بیت المقدس پھر لیا اور محصورین قلعہ نے اوسکی اطاعت قبول کر لی تو اوسنے اونھین قتل نہ کیا اور اسیران نصاری پر بڑی مہربانی کی اور اونھین سے جو لوگ غریب تھے اونھین بے کچھ لیئے رہا کر دیا اس سلطان کے نام کو آگے پہلا فلپ بادشاہ فرانس کے حیلون کو اور خود بادشاہ رچارڈ کے نام کو کب رونق ہو سکتی ہے یہ بادشاہ علم ادب سے تو کم ماہر تھا لیکن علوم عقلیہ سے بخوبی واقف تھا اور اسنے ہمیشہ یہانتک کہ زمانۂ جنگ مین بھی علما و فضلا کی تعظیم و تکریم کی اور خود تو ایسا پرہیزگار تھا جیسی فقیر ہوتی ہین لیکن لوگون سے رعایت اور سخاوت کی انتہا نہ تھی اور حلم اور اور اوصاف حمیدہ اوسمین جمع تھے اور اوسکے افعال و عادات ایسے نیک تھے کہ اگر اوسکے رقیب اونکا تبع کرتے تو اون کے حق مین اولی و انسب ہوتا بلکہ اوس شخص کو بھی اوسکی عادات اختیار کرنے مین کچھ عیب نہین جو زہد و تقوی عیسوی کی ہوس رکھتا ہو واقع مین سلطان موصوف بڑا سخی اور عقیل تھا اور تھوڑے ہی دن بعد مصالحہ اہل اسلام اور نصاری کے دمشق مین مرگیا اور وصیت کر گیا کہ میری مال مین سے غربا کو خیرات دینا اور اسمین یہود و نصاری اور مسلمان مین امتیاز نہ کرنا پس راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے جنے اوس جنگ

اس بادشاہ اسلام اور رچارڈ بادشاہ عیسائی مین فرق بلحاظ کیفیت یہ مرد عیسائی (یعنی رچارڈ اول) ایسا بادشاہ تہا کہ جسنے اپنی شان و شوکت اسطرح بنائی تہی کہ لاکہا روپیہ رعایا سے جبر سے لیتا تہا اور حریص ایسا تہا کہ کسیطرح تسکین نہ ہوتی تہی اور ایسا مغلوب الشہوۃ تہا کہ ضبط نہ کر سکتا تہا اور اپنی شاہزادی حسینہ برینگیریا دختر سینیکو شاہ نوئیرا کو چہوڑ دیا تہا اور ایسی فعل شنیع کا مرتکب ہوا تہا کہ زبان پر نہین آسکتا پس ایک راہب نصرانی نے بادشاہ مذکور پر اس فعل شنیع کی ملامت کی اور اوسنے خدا کی قسم دی کہ بربادی سدوم کا (قریہ حضرت لوط) خیال کر اور اس فعل قبیح سے باز آ پس حق تو یہ ہے کہ اکثر سلاطین اسلام نیک اور متقی اور باصفا و صاحب حمیدہ تھے اور سلطان محمود غزنوی کے دانائی اور رچالاکی بہادری اور ترقی علوم شہرۂ آفاق ہے اور اس بادشاہ نے اشخاص ذی علم اور ذی لیاقت سے ایسے سلوک کیے کہ جسقدر اوسکی دارالسلطنت مین علماء و فضلا کا اجتماع تہا اوسقدر کسی بادشاہ ایشیا کی پایہ تخت مین کبہی نہین ہوا اور اگرچہ یہ بادشاہ تحصیل مال مین بے قید تہا تاہم جیسا سمجہکر اوسنے روپیہ صرف کیا ویسا کسی بادشاہ نے نہین کیا محمود کی چار جانشین ایک دوسرے کے بعد ہوئے اور یہ چارون بادشاہ ترقی علوم مین بہت سرگرم رہے اور رعایا بہی ان سے بہت راضی رہی پس اب راقم پوچہتا ہے کہ جو باتین محمود کی نسبت

بیان کی گئین وہ امور اوسکی معاصرین یعنی ولیم نارمن اور اوسکے
جانشینون کے بارے مین بہی کہہ سکتی ہین اب راقم اور سلاطین
اسلام اور بادشاہان نصاری مین مقابلہ اور محاکمہ کرتا ہے ایسا
واقعہ ہوا کہ جب سنہ ۱۱۴۲ع مین لوئی ہفتم شاہ فرانس نے شہر
ویٹری فتح کیا تو اوسمین آگ لگا دینے کا حکم کیا اور اس ظلم سے
تیرہ ہزار آدمی جلکر مرگئے اور بادشاہ اسٹیفن کے عہد مین انگلستان مین ایسی
ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ لوگون نے زراعت کرنی چھوڑدی اور
آلات زراعت یا غارت ہو گئے یا اونکا استعمال ترک ہوگیا اور موجود
صدی مین چار بڑی لڑائیون کا شاہ فرانس سے یہ نتیجہ ہوا کہ جملہ
امور مین ایسی خرابی ہوئی کہ کبھی کسی ملک مین یہ کیفیت نہین
ہوئی بعض اشخاص کا قول ہے کہ سلاطین اسلام بڑے ظالم اور
جابر تھے اور اس بات کی سند ایسی معتبر ہے کہ اوسکا انکار نہین ہو سکتا
رہی یہ بات کہ بادشاہان موصوف نیک بہی ایسے تھے کہ حد سے زیادہ
اسکی سند ایسی موثق نہین کہ اوسکا انکار نہ ہو سکے راقم کہتا ہے
کہ صفحہ ہای بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہان نصاری جو سلاطین
مذکورین اسلام کے معاصر تھے بڑے ظالم اور جابر تھے لیکن ہم
پوچھتے ہین کہ اون کی نیک اور عادل ہونیکی بہی کوئی دلیل ہے
اب سلاطین اسلام کی کیفیت سنیئے کہ فیروز شاہ سوم نے سنہ ۱۳۵۱ع
مین جلوس کیا اور اکثر خیرین رفاہ خلائق کے لیئے ایسی بنوائین کہ

شہرۂ آفاق ہو گیا چنانچہ پچاس باندھ دریا مین بندہوائی تاکہ کہیتون
مین پانی بسہولت پہنچا جائے اور چالیس مسجدین پچاس مدرسی
اور کاروان سرائین تیس تالاب متعدد شفاخانی متعدد حمام اور ایک سے
پچاس پل بنوائے اور علاوہ ان کے اور بہت سی عمارات تفریح
طبع اور نمائیش و آرایش کے لیے تعمیر کرائین اور ان سب سے بہتر یہہ
کام کیا کہ جتنا سیتاہ مثنی وحصار ایک نہر جاری کی بابر بادشاہ
اول خاندان مغل بڑا نیک تہا اور اشرف سلاطین سلف تہا
اور اس سے بہتر کوئی بادشاہ ہندوستان مین نہین آیا اور جس قدر
اس بادشاہ مین رعب وسطوت تہی اوسیقدر سادگی اور فروتنی
بہی تہی اور اس نے جوانی مین بعض حرکتین ایسی بری کی تہین
کہ لوگون کی نظرون مین ذلیل ہو گیا تہا لیکن بعد ازان اپنی نفس
امارہ کو ایسا روکا اور ایسا ضبط کیا کہ اون حرکات شیطانی پر
غالب آیا اور پاک طینت مشہور ہو گیا یہ بادشاہ مطیع والدین محب
پسر و برادر دوست صادق و وفادار اور دشمن رحم دل تہا اور رعب
سطوت شاہی کے ساتہ حلم ومروت بہی رکہتا تہا اور معتدل الغذا
اور قلیل النوم تہا اور سنگ تراشی اور توپ ڈہالنی مین اور دستی
ہنرون مین بہی دخل رکہتا تہا اور شجاع وسخی اور عالی ہمت تہا
اور اپنی قوم کی مکر ودغا کو اپنے لیے عار سمجہتا تہا اور عالم کامل اور
فاضل متبحر تہا اور علوم وفنون سے بہت مذاق رکہتا تہا اور اکثر

اوسکے آبا و اجداد پر اور اوسکی تحصیل علم پر نظر کیجئے تو واقع مین اوس شخص نے بذات خود ایسی لیاقت حاصل کی تہی کہ بقول شاعر قیامت تک اوسکا نام رہیگا شعر یہ بادشاہ مثل اون دریاؤن کے تہا جو درخت زارون کو شاداب کرتے ہین اور اگرچہ سایون سے تاریک ہوجاتی ہین تاہم آسمان کی شکل اونمین منعکس ہوتی ہے ہمایون پسر بابر شہوات نفسانی سے بری اور افعال بد سے پاک تہا شیر شاہ بادشاہ افغان نے شاہ موصوف کو شکست دی اور اوسے ہندوستان سے نکال دیا اور پانچ برس تخت سلطنت ہند پر جلوہ افروز رہا بعد شیر شاہ کے اوسکی بیٹے عادل شاہ نے تخت و تاج پایا لیکن اوسکی سلطنت کو فقط سولہ برس گذرے تہے کہ ہمایون اپنا حق مسترد کرنے مین کامیاب ہوا (یعنی ہندوستان پہر لے لیا) شیر شاہ غاصب سلطنت ہمایون بڑا لایق اور عقیل تہا اور اگرچہ اسنے عہد قلیل مین ہمیشہ میدان کارزار مین مصروف جنگ رہا تاہم اپنے ملک کا انتظام و انصرام خوب کیا اور انتظام مملکت مین بڑی ترقیان کین اور اس بادشاہ نے چار مہینے کی راہ تک ایک سڑک بنوائی جو بنگالہ سے دریای سندھ کی قریب تک ہے اور اس شاہراہ مین ہر منزل پر کاروان سرائین اور ہر ڈیڑھ میل پر کوئین بنے ہین اور ہر مسجد مین ایک پیش نماز اور ایک مؤذن مقرر تہا اور کچھ لوگ مسلمان اور ہندو مسافرون کی خدمت کی لیے متعین تھے اور اس

ملک پر مسافرون کے لیے درختون کی قطارین لگا گئی ہین چنانچہ
بیاسی برس کی عرصہ تک مسافرون کو آرام مقامات پر اس شاہراہ کی یہی
کیفیت پائی جو سابق مین بیان کی گئی بادشاہ جہاہ اکبر ایسا مشہور
و معروف ہے کہ اوسکا حال بیان کرنا فضول ہے یہ بادشاہ انتظام
ملک اور اہتمام جنگ دونون باتون مین اچھا تھا اور علم و فضل
عدل و انصاف فیض و سخاوت و ہمت حلم و رحم اعتدال و احتیاط
محنت و شفقت عالی ہمتی اور بلند پروازی مین شہرہ آفاق ہوا
اور اپنی ملک کا ایسا اچھا انتظام کیا کہ اون بادشاہون کے زمرہ مین
ہوگیا جنکی سلطنت بنی آدم کے لیے نعمت تھی اور اس بادشاہ نی
آگ اور پانی سے ازمایش کرنا (کہ یہ رسم ہنود مین تھا) موقوف
کرادیا اور حکم کیا کہ قبل بلوغ ناکح و منکوح عقد نہ واقع ہوا اور
نہ قربانی کے لیے حیوانات ذبح کیے جائین اور عورتون کو اجازت
دی کہ بعد انتقال شوہر دوسرا نکاح کرلین حالانکہ یہ امر خلاف شرع
ہنود تھا اور ان سب امور سے بہتر یہ کیا کہ ممانعت کردی کہ عورات
ہنود اپنے شوہرون کی ساتھ جبراً جلائی جائین اور رعایاے
ہنود اور اہل اسلام کو برابر خدمتین اور عہدے عنایت کیے اور
کفار سے جزیہ لینا اور تیرتھیون سے ٹکٹ لینا موقوف کردیا اور
ممانعت قطعی کردی کہ جو لوگ لڑائی مین گرفتار ہون لونڈی اور
غلام نہ بنائی جائین جو بندوبست خراج اور آمدنی ملک کی شیرشاہ نی

شروع کیا تہا اون سب کی تکمیل اکبر نے کی اور جو اراضی ایسی تہی
کہ ان مین زراعت کی قابل نہین اون کی پیمایش ازسرنو کرائی اور ہر
قطعہ کی پیداوار دریافت کرائی اور سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ رعایا سے
کسقدر خراج لینی چاہیے اور بعد اوسکے ادہر زرنگان مقرر کیا اور زمینداروں کو
اختیار دیا کہ اگر یکمشت روپیہ نہ دے سکین تو بطور قسط کے دیا کرین اور
علاوہ ان سب امور کے بہت سی محصول اور ٹکٹ وغیرہ جنمین رعایا
پر جبر ہوتا تہا موقوف کر دی پس ان سب انتظامات کا یہ نتیجہ ہوا کہ آمدنی
بہت کم ہو گئی جو احکام اور ہدایتین بادشاہ موصوف نے انتظام و بندوبست
ملکی پر جاری کی تہین ابتک موجود ہین اور اون سے معلوم ہوتا
ہے کہ اوسی انتظام ملک مین عدل و انصاف کا بہت لحاظ تہا اور جو
ہدایتین اوسنی حکام عدالت کو کین تہین اون سے بہی اوسکا انصاف
اور ملکی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ منجملہ اون ہدایات کی ایک ہدایت یہہ
تہی کہ سزائی سخت (مثل قتل و حبس دوام کے) کم دیجائے اور
سوا اون مفسدون کی جنکی مفسدہ پردازی سے ضرر خلائق ہوا کسی
شخصکو تعذیر نہ دیجائے جبتک کہ بادشاہ کی منظوری نہ حاصل ہو اور
یہ بہی ممانعت کر دی کہ سزاہائی سنگین کے ساتھہ قطع اعضا اور اور
تکلیفین مجرمون کو نہ دی جائین اور انتظام فوج ازسرنو اور بوجہ احسن
کیا اسطرح سے کہ اپنی فوج کی لوگون کو نقد تنخواہ دیدیتا تہا نہ یہہ کہ
محاصل ملکی پر اون کو دلا دے کرو ہے اور علاوہ قلعون کی اور اور چیزون

کی غرض سے رفاہِ خلائق ہوتی ہے سبب [illegible] عمارات عالیشان تعمیر کرائین
جنکی تعریف و توصیف پادری ہیبر صاحب نے بہت کی ہے اور بادشاہ
موصوف نے جملہ خدمات اور عہدونکا ایک قاعدۂ خاص مقرر کردیا تھا
اور اوسکی تمام کارخانجات اور محکمہ جات سے ایسی شان و شوکت اور انتظام
و بندوبست ظاہر ہوتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے اور جن چیزون کا بندوبست
ممکن نہین اونکا انتظام ایسی عقلمندی سے کیا کہ اونمین کچھ خلل نہ
پڑا اور اس بادشاہ کی سرکار مین ہر چیز کی افراط تھی لیکن کسی بات
مین اسراف نہ تھا سنہ ۱۶۲۳ء مین جہانگیر پسر اکبر کے عہد مین ایک
سیاح مشہور مسمی بہ پیٹرو ڈل ویل باشندۂ ملک اطالیہ
وارد ہندوستان ہوا اور کچھ حال یہی وہان کا لکھا چنانچہ سیاح موصوف
بادشاہِ مذکور اور اوسکی رعایا کا یہ حال لکھتا ہے کہ سب لوگ اس
ملک کی راحت سے گذران کرتے ہین بلکہ بشان و شوکت بیخوف و
خطر بسر کرتے ہین اسواسطے کہ چونکہ بادشاہ جانتا ہے کہ ہماری
رعایا کو ایسی ایسی واہیات باتونکا شوق ہے لہذا چھوٹی تہمتون
سے اونہین آزار نہین دیتا بلکہ اونہین غنی اور خوشحال دیکھکر
خود بھی خوش ہوتا ہے لیکن جیسی بہبودی اور سرسبزی شاہجہان
نبیرۂ اکبر کے عہد مین ہندوستان کو حاصل ہوئی ایسی کسی
بادشاہ کے وقت مین نہ ہوئی تھی اور اوسکے عہد مین
ہمیشہ امن و امان رہا اور خوب بندوبست و انتظام رہا اور اگرچہ اس

ٹامس روصاحب سفیر انگلستان نے ۱۶۱۵ء مین بوقت ملازمت پادشاہ موصوف دیکہا کہ کمپو شاہی اقل مراتب دو جریب کے دورہ مین ہے اور تمام کمپو مین فرش ریشمی اور طلائی بچہا ہی اور اوسپر بہت بہاری کارچوبی مخمل کی قالین بچہی ہے اور اوس قالین مین جواہرات نصب ہین اسقدر کثرت مال و زر دیکہکر صاحب موصوف بہت متحیر ہوے تاہم ٹونیر صاحب سیاح کے بیان سی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے (یعنی شاہجہان) تخت بیبہا یعنی تخت طاؤس تیار کروایا تہا اور بوقت جلوس بڑی دہوم سے جشن کیا تہا اور اپنی تلین روپیہ اور جواہرات مین تولکر وہ سب مال و زر حضار محفل مین لٹادیا تہا اوسی شخص کا یہ حال تہا کہ اپنی رعایا پر مثل بادشاہ کے نہ حکومت کرتا تہا بلکہ مثل پدر مہربان کی اون سی پیش آتا تہا یہ بادشاہ ہمیشہ اپنی ملک سی ہوشیار رہتا تہا اور اوس سی بہتر کسی بادشاہ ہندوستان نی بندوبست ملک اور انتظام کارخانجات نہین کیا اور اوسی بادشاہ جمجاہ کی عہد مین شہر دہلی مین نہر مشہور باہتمام علیمردانخان معمار شاہی تیار کی گئی تہی یہ نہر عالیشان کہیتون اور زراعتون مین سے ہوکر صدہا میل تک چلی گئی ہی اور جہان جہان گئی ہے وہان کسانون کو اوس پانی سینچنے کا اور اور باتون کا بڑا فایدہ ہی یہان تک کہ شہر پناہ مین داخل ہوئی ہے اور وہان خود بادشاہ اور رؤسا اور امراے شہر اسکا تماشا کیا کرتے تہے اب

آب راقم کہتا ہی کہ اگرچہ لوگ کہتے ہین لیکن ثابت نہین کیا کہ ہندستان
کے بادشاہان اسلام نے بہی اوسی قدر وہان کی لوگون سی لیا تہا
جسقدر کہ حکام انگریزی لیتی ہین تاہم طرفداران سلاطین اسلام ایسی دلائیل لاسکتے
ہین کہ جانبداران حکام انگریزی ویسی دلائیل نہین پیش کرسکتے
وہ دلیلین یہ ہین کہ اوّل تو سلاطین اسلام نی جو رعایای ہندوستان
سے لیا اوسکی مکافاة کامل اون سی کی دوم یہ کہ اونہون نے
امیر اور غریب کو عدل وانصاف مین برابر جانا سوم یہ کہ اونکا انتظام
ایسا تہا کہ تجار سب اوقات مین اپنا مال واسباب صدہا میل تک بحفاظت
تمام لیجاتے تہے اور اگر اونکا اسباب راہ مین تلف ہوجاتا تہا
تو سرکار شاہی سے اوسکی مکافاة کامل ہوتی تہی چہارم یہ کہ فرض
کیجئے کہ یہ انتظام اچہا نہ تہا تاہم اکثر رعایا اوس زمانہ مین آجکل کی
بہ نسبت کہین زیادہ متمول اور خوش تہی اور اسکی ثبوت [illegible]
اور اس بات کا کہ اوس زمانہ مین رعایا زیادہ تر متمول اور خوشحال
تہی اسکی دلیل قاطع یہ ہے کہ بہار کی پہاڑ سنگ مرمر کے جنکا کالی
جنگلی ہے اور بڑے بڑے نالے اور دریان اور عمارات عالیشان
اور شوالی جنمین بسبب کمینگی کے جیتنے آثار بنائی ہین اوسی
زمانہ کے بنے ہوئے ہین ہان البتہ یہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ایک شخص کی
بادشاہان مذکورین مین سے بعض لوگ بیعقل اور ظالم کہتی ہین جو
اسقدر روپیہ نہر وغیرہ اور اشیاء مفید خلایق مین صرف کیا تہا

کہ اوسقدر روپیہ اس زمانہ مین (یعنی عہد انگریزی مین) فوج کا
خرچ ہے لیکن اسبات سے اون کی عدالت اور عقلمندی مین
نہین فرق آتا یہہ امر بھی ناظرین کو کچہ نہ کچہ فایدہ بخشیگا کہ اگلے سلاطین
مشرقے (یعنی بادشاہان اسلام ہند وغیرہ) کے مفید اور مستحکم
کامون مین (مثل عمارات وغیرہ) اور ہمارے ملک (انگلستان)
بلکہ کل اقلیم یورپ کی باتون مین مقابلہ اور محاکمہ کیا جائے لیکن
بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ان دونون ملکون کی حالات مین ایسی
منافات ہے کہ باکید گر مشابہت ممکن نہین یہ سب جانتے ہین کہ ہمارے
ملک مین اوس زمانہ مین (جب ہندوستان مین مسلمانون کی
سلطنت تہی) ایک نہر بہی نہ تہی اور سوا چند سڑکون کے سب
راستے خراب تہے اور ایسی تنگ تہی کہ فقط چار پائی اونمین سے
گذر سکتی تہی اور اس ملک (یعنی انگلستان) کے بڑے بڑے شہر
مین پانی نہ میسر آتا تہا اور نہ تہانے اور چوکیان تہین حالانکہ سلطنت
دہلی کی ادنی ادنی دیہات مین بہی تہانے اور چوکیان تہین
اور اوس زمانہ مین ہمارے ملک مین راہ کا یہ حال تہا کہ اگر لندن سے
ہائی گیٹ (یہ دونون شہر بہت قریب ہین) تک بہی کوئی انگریز
مسافر جاتا تہا تو اوسی منزل مقصود تک بحفاظت پہونچنے کا اسقدر
یقین نہوتا تہا جسقدر کہ بادشاہ شاہجہان کے رعایا مین سے ادنی ادنی
کو پنجاب سے دہلی تک اور وہان سے الہ آباد تک بحفاظت *

پہونچ جانیکا یقین ہوتا تہا چنانچہ ہالول صاحب بیان کرتے ہین کہ
اس کیفیت سی باشندگان بنگالہ حکام اہل اسلام کی وقت مین بسر
کرتے تہی اور چونکہ یہ حال اوس شخص نی بیان کیا ہے جو مدت مدید
تک ملک مذکور مین رہا اور وہان کے لوگون سے بہی واقفیت تمام
رکہتا تہا لہذا اسمین دروغ کا گمان نہین ہو سکتا صاحب موصوف کہتی ہین
کہ واقع مین اس ملک کی لوگ بہت خوشحال ہین اور ان کو ستانا
بڑی بیرحمی اور نا انصافی ہی اسواسطیکہ حسن صفائی زہد و تقوے
پابندی وضع اور انصاف جو باتین کہ اگلی بادشاہون کی وقت مین
ہندوستان مین تہین وہ باتین اب فقط اس صوبہ مین پائی جاتی ہین
اور اس صوبہ مین لوگون کی مال و اسباب اور آزادی مین کوئی
دست اندازی نہین کرتا اور چوری اور ڈاکہ زنی کا کہین ذکر بہی
مین نہین آتا اور سرکار ہر مسافر کی نگہبانی کرتی ہے خواہ اوسکی پاس
اسباب ہو خواہ نہو اور مفت پہرے مقرر کر دیتی ہے کہ اوسی منزل
بمنزل پہونچائین اور یہ لوگ اوسکی راحت رسانی اور جان و مال کے
ذمہ دار ہوتے ہین اور جب مسافر پہلی منزل طے کرتا ہی تو پہرہ والے
کچہ انعام لیکر اوسے دوسری منزل کے پہرے کے سپرد کر دیتی
ہین اور یہ پہرے والی پہلی تو مسافر سے پوچہتے ہین کہ اس منزل مین
پہرے والے سے کیونکر پیش آئے بعد اوسکے جو وہ کہتا ہی اوسکو
قلمبند کر لیتے ہین اور ایک سند اون کی نیک چلنی یا بدچلنی کی جو

رسید فروخت اسباب پہلی مہر سے والون کو دیکر اونہین رخصت کرتے ہین
اور رسید اور رسید پہلی منزل کی افسر کلان پاس بہیجی جاتی ہے
اور اون اون کی نقل داخل دفتر کرکے حسب ضابطہ راجہ کی خدمت مین
بہیجتا ہے پس اس کیفیت سی مسافر اس ملک مین سفر کرتا ہے
اور اگر اوسکا قیام کا قصد ہو تو کہانی اور جگہہ سواری کا صرف بہی دینا
نہین کرنا پڑتا لیکن اگر اوسسے تین دن سی زیادہ کسی مقام پر ٹھہرنیکی
اجازت سرکار سے ملتی ہے تو یہ سب اخراجات اوسی کے ذمتہ
ہوتے ہین لیکن اسمین بہی یہ شرط ہے کہ بسبب بیماری یا اور کسی
آفت ناگہانی کے نہ ٹہر گیا ہو اور اگر اس صوبہ مین کوئی چیز کہوئی
جاتی ہے مثلا روپیہ کی ہیتلی یا اور کوئی قیمتی چیز تو جو شخص وہ
اسباب گمشدہ کو پاتا ہے تو اوسی درخت مین لٹکا دیتا ہے اور وہ
اطلاع قریب کی چوکی کو دیتا ہے اور اوس چوکی کا افسر اوس
اسباب گمشدہ کے بارے مین ڈہنڈہورا پٹواتا ہے لیکن یہ حال تو
سلاطین اسلام کا تہا اب راقم بسبیل مقابلہ اون بادشاہان انگلستان کا
حال بیان کرتا ہے جو سلاطین مذکورین اسلام کے معاصر تہے اور
یہ بہی عرض کرتا ہے کہ اون کے عہد مین عیسائیون کی اور ترقی
علوم کی کیا کیفیت تہی پس مخفی نرہے کہ ۱۳۸۱ع مین واٹ
ٹیلر نے انگلستان مین بلوا کیا اور جب یہ غدر بتریس یعنی روسا
دفع کیا تو قریب پندرہ سی باغیون کے بلا تحقیقات پہانسی دیدئے

گئے

گئے اور سنہ ۱۳۹۴ء میں تابعین وکلف یعنی لولارڈ قتل کیے گئے اور سنہ ۱۳۹۸ء
میں بادشاہ رچارڈ دوم نے ظلم وجبر کیا اور آیرلنڈ میں بسبب
قوانین مسمّی بہ کلکنی مصدورہ سنہ ۱۳۶۷ء کی غدر ہوا ان قوانین مین
یہ جرم نسبت رعایا کی قایم کیا گیا تھا کہ جن انگریزون نے آیرلنڈ مین
بود و باش اختیار کی تھی اوس ملک کی لوگون سے بذریعہ مناکحت
تعلق کیا تھا اور آیرلنڈ کا لباس اور رسوم اختیار کی اسی انگریزون کو
یہ سزا دی گئی کہ یا اونکا اسباب قرق کر لیا گیا اور یا قید کیے گئے اور
پابندی قوانین ملک مذکورہ کی اون کی نسبت ایک جرم قرار دیا گیا
اور اہل آیرلنڈ کو اراضی مسمّی بہ پیل پر چارپایی چرانی دینا اور
اون سے سلوک و مراعات کرنا اور اونھیں پادریون مین داخل کرنا
اور اون کی شعراء سے ملطف پیش آنا اور حرکات اس قبیل کی
انگریزون کی نسبت جرم قرار دیے گئے تھے اور کسی انگریز پر پلٹ باندھنا
بھی جرم عظیم قرار دیا گیا تھا اور سنہ ۱۳۹۹ء مین بالنگبروک نے شاہ
رچارڈ دوم کو زبردستی نکالدیا اور اوسکا تخت سلطنت غصب کر کے
خطاب ہنری چہارم حاصل کیا اور ہر دو وارثان بادشاہ موصوف کو اونکی
حق سے محروم کیا اور اونھیں ونڈسر کیسل مین محبوس کیا اور سنہ ۱۴۰۱ء
مین جان سٹ لیونس آف پیبل جو بعد ازآن ملقب ہنری چہارم مشہور
ہوا) کی روبرو بوجہ تہمت کفر سمتھ فیلڈ مین جلا دیا گیا اور قریب عہد
شاہ ہنری ہشتم یہ ظلم وجور شدید رعایا پر ہوئی یعنی مجرم یا مجرمہ

جہلخانہ بہیجی جاتی تہی اور وہان کسی تنگ اورتاریک مکان مین بند کیجاتی تہی اور باجسم برہنہ زمین بے فرش پر لٹلائی جاتی تہی اور اون کو سونے کے لیے کوئی چارپائی یا پیال وغیرہ نہی ندی جاتی تہی اور نہ پہننے اور اوڑہنے کو کوئی کپڑا دیا جاتا تہا اور حکم تہا کہ وہ قیدی اوندہی اور برہنہ سوئین اور اون کے پاؤن ور ایک ہاتہ رسّی سے ایک طرف اوس مکان کے کہینچے جائین اور دوسرا ہاتہ دوسری طرف کہینچا جاوے اور اسی طرح اون کی ہتہلیان بہی رسّی سے جکڑی جائین اور اسقدر لوہا اور پتہر اون پر رکہوائی جائین جسقدر وہ اون سے اوٹہہ سکین بلکہ اوس سے بہی زیادہ اور پہلے دن وہ لقمہ نان جو کے اونہین دیئے جائین اور پانی نہ دیا جاوے اور جسدن پانی دیا جاوے اوس دن روٹی نہ دیجاوے اور تیسرے دن اوس پانی مین سے پینے جو محبس کے قریب ہے (سوا نہر وغیرہ کے پانی کے) اور اس طرح سے اونہین خوراک دیجاوے جبتک کہ مرجائین اور بادشاہ جارج سوم کی زمانہ تک یہ عقوبات قانوناً معاف کردی گئے اور اگرچہ ان عقوبات کی تاریخ تحقیق سے نہین معلوم تاہم یہ امر یقینی ہے کہ یہی طریقہ تعذیر اوس زمانہ مین جاری تہا اور جو قیدی کسی جرم عظیم سے متہم ہوتے تہے اس طریقہ کی رو سے سزا پاتے تہے خواہ وہ اپنے جرم کا عذر کرتے تہے خواہ نہ کرتے تہے چنانچہ بارنگٹن صاحب اپنی کتاب مین لکہتے ہین

انسٹانٹیپچو لیس صفحہ ۲۶ مین لکھتی ہین کہ عہدِ جارج دوم سنہ ۱۷۴۱ء
مین دو مرتبہ اسی طرح کی تعذیر مجرمون کو دیے گئے تھے *
سنہ ۱۷۴۳ء سے اوس زمانہ تک جبکہ سلطنتِ انگلستان لغو ہی ہوگئی
یہ عقوباتِ شدیدہ اکثر عمل مین آئی اور بہت سی نظیرین اون کی
دفترِ شاہی مین مندرج ہین اور اکثر اطلاعنامجات سزا ابتک موجود
ہین چنانچہ آخری نظیر جو مندرج تاریخ ہے سنہ ۱۷۶۴ء مین واقع
ہوئی تھی جبکہ ایک شخص مسمی بہ آرچیبالڈ دستانہ فروش محبسِ ٹاور
مین قید کیا گیا تھا بہ این تہمت کہ یہ شخص اون بلوائیون مین شریک
تھا جنہون نے پادریِ کلان لاڈ کی مکان واقع لمبتھہ پر نرغہ کیا تھا
لیکن ایک چٹھی مین جو اوسی زمانہ کے لکھی ہوئی ہے یہ وجہ اوسکی
معتنیہ ہونے کی مرقوم ہے کہ اپنے ساتھ کے باغیون کی نشاندہی
کرے چنانچہ ایک نقل اوس وارنٹ کی جسکی ذریعہ سے اس مقدمہ
مین سزا کا حکم ہوا تھا بہ دستخط و مہرِ پریوی کونسل دفترِ شاہی مین موجود
ہے اور یہ عقوبتِ شدید مجرم مذکور پر اسکاٹ لنڈ مین شاہ جیمس دوم
کے روبرو کی گئی تھی اور سنہ ۱۶۸۰ء مین کفر کے دفع کرنے کے لیے
قانون جاری کیے گیے اور سنہ ۱۶۹۵ء مین جان گلیڈن اور رچارڈ
ڈمنڈ اسمتھہ فیلڈ مین بہ تہمتِ کفر جلا دیے گئے اور سنہ ۱۷۱۸ء مین
ایلیش گوبھم رئیس زادیے گلوسٹر اور نجومی مشہور راجر بالنگ برک
اور کینن سوتھول اور مارجری جورڈن اور جان ہم بجرم سحر متہم

اوران مجرمون کو یہ سزا ایسی دی گئین کہ رئیس زادے مذکورہ (ذ)
ملک سے نکالدیے گئے اور بالنگ بروک نے پھانسی پائی اور
اوسکی لاش تشہیر کی گئی اور جبری جوڑدن جلا دیا گیا سو سہتول محبس
مین مرگیا اور جان ہیوم مفقود ہوا اور سنہ ١٤٥٥ع مین جنگ خانگی
مشہور بہ جنگ روزز شروع ہوئی یہ لڑائی اہل لنکسٹر (جنہون
نے اپنی قوم کی علامت سرخ گلاب کا پھول رکھا تھا) اور باشندگان
یارک مین (جنہون نے اپنی لشکر کی علامت سفید گلاب کا پھول رکھا
تھا) ہوئی تھی اور یہ جنگ سنہ ١٤٨٥ع مین ختم ہوئی اور بارہ شاہزاد
نسل پادشاہان انگلستان سے اور دو سے رؤسا و امرا لاکھہ
شرفا اور اشخاص اس لڑائی مین مارے گئے اور قریب تمام ملک
کے خراب و ویران ہوگیا اور اہل مقدرت اور ارباب عزت تباہ ہو گئے
اور سنہ ١٤٦١ع مین جادوگر گرفتار کیے گئے اور قتل کیے گئے اور
سنہ ١٤٨٣ع مین شاہ رچارڈ سوم کا تخت سلطنت غصب کرلیا گیا او
اوسکی دو جوان بھتیجے یعنی بادشاہ اڈورڈ پنجم اور ڈیوک آف یارک
محبس شاہی لنڈن مین قتل کیے گئے اور لارڈ رورزس اور اور سردار
پانفرٹ کیسل مین مارڈالے گئے اور سنہ ١٤٨٥ع ہنری ہفتم تخت نشین
ہوا اور لاکھا روپیہ رعایا سے بجبر لیا اور اونکی جائدادین قرق کرلین
اور شاہ موصوف نے اپنا ظلم و جور سے بدون استعانت و اختیار
پارلیمنٹ سلطنت کی اور رعایا پر از سر نو ٹکٹ باندہی چنانچہ اون ؛

لوگون

انگلستان کو از راہ طعن فیدیض سلطانی کہتے ہیں اور سنہ ۱۵۰۹ء میں ہنری
ہشتم تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں غصہ
کی وقت مرد کی جان نہیں چھوڑتا اور شہوت کی وقت عورت کو نہیں
چھوڑتا اور اسکی عہد میں اختیارات شاہی حد سے تجاوز کر گئی تھے اور
ایسے ایسے نئے نئے غضب وفساد ہوئے کہ کسی بادشاہ کے وقت
میں سننے میں نہیں آئی اور سنہ ۱۵۳۱ء میں ایک شخص بہ تہمت زہر دہی
آدمیوں کی گرفتار کیا گیا اور دیگ میں ابال کی مار ڈالا گیا اور
سنہ ۱۵۳۲ء میں ایک زن عفیفہ باشندہ کینٹ قتل کیے گئی اور دو شخص
بہ تہمت کفر سمتھفیلڈ میں جلا دی گئی سنہ ۱۵۳۴ء میں نو پادری
جنہوں نے مداخلت شاہ ہنری مقدمات مذہبی میں قبول نہ کی تھی
ٹائی برن میں پھانسی دی گئی اور ان کی لاشے تشہیر کی گئی
اور اسی وجہ سے پادری کلان فشر اور سر طامس مور خزانچی بھی +
قتل کیے گئے پس اس ظلم شدید کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام اہل یورپ کو +
انگریزوں سے نفرت ہو گئی اور سنہ ۱۵۳۶ء میں شاہزادی این بولین
قتل کی گئی اور شاہ ہنری نے جین سیمور سے عقد کر لیا اور سنہ ۱۵۳۷ء
میں ۶۴۳ مونیسٹریز (یعنی راہبوں) کے محاصل تخمیناً دو کرور سٹھہ
لاکھ تیس ہزار روپیہ بادشاہ نے ضبط کر لیا اور جو اراضی پادریان
مذکور کو سرکار سے مرحمت ہوئی تھیں شاہ ہنری نے اپنے
مصاحبین میں تقسیم کر دین اور سنہ ۱۵۴۰ء میں دو شخص جو اطباع

دیا کرتے تھے جلا دی گئی اور سنہ ۱۵۳۹ء مین سرداران پادریان
ریڈنگ گلیسٹن بری اور کالچسٹر بجرم عدم قبول مداخلت شاہ ہنری
درامور مذہبی پہانسی دی گئی اور اون کی لاشین تشہیر کی گئی اور
اوسی سنہ مین قانون ملقب بہ قانون خونی جاری ہوا جس مین چھ مسئلے
جو بیچ عقاید ٹرنیس سبسٹین شیشن (یہ عقاید نصاری قدیم یعنی
رومن کیتھولک مین مروج ہین اور انکا خلاصہ یہ ہی کہ پادری لوگ
ازراہ کرامت و اعجاز خود مسیح بنجاتی ہین) مندرج تہی اور چند اشخاص
جنہون نی دین مسیحی مین کچہ دخل دیا تہا اسکاٹ لنڈ مین مظلوم و
مقہور ہوے اور اونمین سے سات شخص بہ تہمت کفر جلا دئی گئے
اور اسی سنہ مین اشتہارات مجریہ پادشاہ نی بمشورہ پارلیمنٹ اقتدا
قانونی حاصل کیا اور انگلنڈ اور ویلس مین مکانات مذہبی بالکل برباد
کیے گئی چنانچہ ان مکانات مین ۶۴۳ صوامع راہبین ۹۰ مدرسے
۲۳۷۴ گرجے اور اور معابد اور ۱۱۰ شفاخانے تھے اور اس فعل بد کا
نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی سکنہ مقامات مذکورہ نکلگئی اور خراب و در
بدر ہوگئے اور علی ہذا القیاس جو غریبان کارخانون مین ملازم
تھے انسے پرورش پاتی تہی وہ بہی حیران و سرگردان ہوئے اور
سنہ ۱۵۴۰ء مین روسا ملقب بہ ہاسپٹلرس موقوف کر دی گئی اور اونکا
مال و اسباب بادشاہ نی قرق کر لیا اور اسی سال شاہ ہنری نے بعد
انتقال شاہزادی جین سیمور این شاہزادی کلیوس سے عقد کر لیا

لیکن

لیکن ۲ مہینہ کے بعد شاہزادی موصوفہ کو چھوڑ کر کتھراین ہاورڈ
سے نکاح کر لیا اور سنہ ۱۵۴۱ء مین رئیس زادی معززہ صوبہ سالسبری
یعنی مارگرٹ دختر جارج رئیس کلارنس ۲۷ مئی کو قتل کی گئی اور
چونکہ رئیس زادی موصوفہ جانتی تھی کہ بجرم قتل ہوتی ہون لہذا
اونسے تختہ قتل پر سر رکھنے مین تامل کیا آخر الامر جلاد نے ساری
قتل گاہ مین اوسکا تعاقب کیا اور اوس پیرزن کی سر پر تاک کے
ایسی ضرب ماری کہ تن سے جدا ہوگیا اور بعد اوسکے اوسکی گردن
اور شانون کو بڑی بیرحمی سی کچل ڈالا اور سنہ ۱۵۴۲ء مین شاہزادی
کتھراین ہاورڈ قتل کی گئی اور سنہ ۱۵۴۳ء مین شاہ ہنری نے چھٹا
عقد کتھراین پار سے کیا اور اوسکی حیات مین بادشاہ موصوف نے
انتقال کیا اور سنہ ۱۵۴۶ء مین این اسکیو بہ تہمت کفر عقوبات شدید
سے قتل کی گئی اور تین شخص بجرم انکار عقیدہ ٹرینس سبسٹینشیا
زن مذکورہ کی ساتھ جلا دیے گئے اور سنہ ۱۵۴۷ء مین شاہ
ہنری ہشتم ۲۸ جنوری کو ۵۶ برس کی عمر مین مرگیا اور اس بادشاہ سے
زیادہ تر کسی بادشاہ انگلستان نے رعایا پر ظلم نہین کیا اور اسی سنہ
مین اڈورڈ ششم تخت نشین ہوا اور سنہ ۱۵۴۹ء مین ساری ملک کے
لوگ تنگ ہوگئے اور گدائی کرنے لگے اور بہت سخت قانون جاری ہوے
اور منصفون کو بادشاہ نے حکم کیا کہ ہر خانہ بدوش (جو ابتداء لفظ
ویگابانڈ یعنی شہدی ہے) ہر شخص آوارہ کی سینہ پر داغ دیا جاے

اور اوسی حکم کیا جائے کہ دو برس تک اوس شخص کا غلام رہی اہی
اوسکی اطلاع سرکار مین دی ہی اور اسی سنہ مین صوبہ نارفوک مین
بلوائے عظیم ہوا اور ۱۵۵۳ء مین شاہزادی میری نے جلوس کیا
جسنے مذہب رومن کیتھولک [illegible] انگلستان مین از سر نو مروج کیا اور ۱۵۵۴ء
مین لیڈی جین گری اور لارڈ گلڈ فورڈ ڈڈلی ۱۲ فروری کو قتل کیے
گئے اور ۱۵۵۵ء مین فرقہ پروٹسٹنٹ پر ظلم و تعدی ہوئی اور پادری
کلان رڈلی اور لاٹیمر [illegible] اکسفورڈ مین جلا دیے گئے اور [illegible]
انکا [illegible] سے بہر گئے اور شاہزادی میری نے
اراضی [illegible] معاف [illegible] اور حقوق حصہ دہم پادریون کو باین نظر
بخشدیے کہ یہ عطیات اوسکی نجات آخرت کی باعث [illegible]
اور اسی زمانہ مین گناہون کی بڑی شدت ہوئی اور قزاقی اور زد و [illegible]
اور ہتک آبروی خلایق افراط سے ہوئی اور پچاس مجرم بعد تحقیقات
سرسری اکسفورڈ مین پھانسی دیدیے گئے اور اشخاص ذی مرتبہ
نے چوری کرنا اختیار کیا اور ۱۵۵۸ء مین شاہزادی میری نے
۱۷ نومبر کو ۴۲ برس کی عمر مین انتقال کیا اور پانچ برس اس
شاہزادی نے سلطنت کی اور اس عہد قلیل مین ۲۸۵ آدمی جلوا دیے
جنمین پانچ بڑے پادری اور اکیس چھوٹے پادری اور ۵۶ عورتین
اور چار لڑکے تھے اور ہزارہا آدمیون نے بمقتضائے ایمانداری اپنی
جان و مال کا تلف ہونا قبول کیا اور اسی سنہ مین شاہزادی الیزبتھ

تخت نشین ہوئی جسکے عہد مین فرقہ رومن کیتھولک کے لوگ بانواع
عقوبات تکلیف دئی گئی اور جلاوطنی کئے گئے بایں ہمہ کہ ان
لوگون نے حکم پوپ مشعر بے تختی شاہزادی موصوفہ قبول کرلیا
تھا اور ۱۵۸۶ء مین میری شاہزادی اسکاٹ لنڈ کی نسبت یہہ
تہمت کی گئی کہ شاہزادی الیزبیتھ کی قتل کرنیکے لیئے بابنگٹن
سرراہ کار مفسدین کی شریک ہوئے اور شاہزادی موصوفہ پر
اٹھارہ برس کی میعاد ہوئی اور اوسکا حسن جوانی محبس ہی مین
زایل ہوگیا اور علیل و نحیف ہوگئی اور ۱۵۸۷ء مین شاہزادی
موصوفہ یعنی میری ۸ فروری کو ۴۴ برس کی عمر مین قتل کیگئی
اور ۱۵۹۸ء مین رومن کیتھولک باشندگان ایرلنڈ پر ظلم شدید
ہوا اور ۱۶۰۳ء مین شاہزادی الیزبیتھ ۲۴ مارچ کو ستر برس
کی عمر مین مرگئی اور جیمس اول (بادشاہ ششم اسکاٹ لنڈ اور
پسر میری شاہزادی ملک مذکور) تخت نشین ہوا اور اشتہار دیا
گیا کہ امور مذہبی مین مروت اور رعایت موقوف ہوجائے اور
فرقہ پیوریٹن کے لوگ خوف ظلم سے امریکا کو چلے گئے اور ۱۶۰۴ء
مین جیمس بادشاہ انگلستان نے کوشش کی کہ مذہب پرسبٹیرین
اسکاٹ لنڈ سے رہے اور دس شخص پیشوایان مذہب مذکور سے
قید کر لیے گئے اور تین سی یا دس نکالدیے گئے اور بدت سے
ظلم ہوئے اور جادوگرون کی سزا کے لیئے قانون جاری ہوئے

اور شاہ جیمس نے اپنی کتاب درباب فن سحر تین مرتبہ مطبوع و مشہور
کرائی اوس کتاب مین شاہ موصوف نے عملیات اور فریب اکثر شیاطین
بہت تفصیل سے بیان کیے ہین اور معاملات جادوگران اونکی رسوم و عملیات اور اون کے
مکر کے دریافت کرنیکا طریقہ اور اونکو سزا دینا یہ سب امور بھی لکھے
ہین اور پارلیمنٹ نے ایک قانون جاری کیا جسکا ہر دفعہ کتاب مذکور
کے مضمون کی موافق ہے اور ممبران محکمہ مذکور جاس بادشاہ جاہ
کی ایسی اطاعت کرتی تھی کہ اوسکی کتاب کی تعمیل زبردستی لوگونسے
کرائی اور اوسکی بڑی نگہداشت کے اور بادشاہ موصوف کے
سنہ جلوس سے تا آخر سنہ ۱۶ء ۲۲۱۹۳ آدمی فقط انگلستان مین
بتہمت سحر اور دعا تعویذ ملزم و معذب ہوئے اور اگرچہ
یہ طلسم خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن واقع مین صحیح ہے
ان مقتولین مظلومین مین سے دو بیوہ عورتین بھی تھین جنہین منصف
اعلی ہیل صاحب نے بربنائے شہادت اون کی دشمنون کی اس
جرم پر پھانسی کا حکم کیا کہ انہون نے دو لڑکون پر سحر کیا ہے اور یہ بھی
اظہار کیا گیا کہ وہ لڑکے اس سحر کے سبب سے ایسے علیل ہوگئے
ہین کہ عدالت مین نہین حاضر ہوسکتی حالانکہ دوسرے روز وہی
لڑکے تندرست کچہری مین حاضر ہوئے گویا کہ جسوقت اون عورتون
کے قتل کا حکم دیا گیا اوسی وقت وے تندرست ہوگئے اور سنہ ۱۶۲۵ء
مین شاہ جیمس اول نے ۶۹ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اوسکا

بٹیا چارلس اول اوسکا جانشین ہوا اس بادشاہ نی بیجہر لوگونسی
قرض لیی اور ناحق اونپر ٹکٹ باندہی اور بیجرم اونہین قیدکیا
پس ان ظلمون کا یہ نتیجہ ہوا کہ رعایا اوس سے بہت ناراض ہولی اور سنہ ۱۶۲۹ع
مین احکام کونسل اسٹار چیمبرس نافذ کرائے گئے چار نظیرین
ذیل مین مرقوم ہوتی ہین جنسے اس عدالت سراپا ضلالت کی ظلم و
جور کی کیفیت معلوم ہوجائیگی ایک نظیر یہ ہے کہ پیرائن صاحب
وکیل عدالت نی ایک کتاب تصنیف کی تہی جو مضر اور مخالف
کونسل مذکور تہی پس اس بات پر وکیل موصوف کی نسبت حکم
کیا گیا کہ عدالت سی نکالدیا جاسے اور اوس کی کان کاٹ ڈالے
جائین اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرے اور تمام عمر قید
رہے دوسری نظیر یہہ ہے کہ کرنیل للبرن پر یہ تہمت کی گئی کہ
یہ شخص بہ نیت مفسدہ پردازی کتابین تصنیف کرکے *
لوگون کو تقسیم کرتا ہی اور اس جرم پر کرنیل موصوف کی تحقیقات
کا حکم ہوا لیکن اوسنی اوس قسم کی حلف کرنیکا انکار کیا جو عدالت
اسٹار چیمبرس مین مروج تہی وہ حلف یہ تہی کہ مجرم عدالت کے
سوالات کی جواب دی اگرچہ اپنی جوابات سی وہ خود ہی ملزم ٹہرتا
ہو منصفون نے اس انکار کو تحقیر عدالت قرار دیکر شخص مذکور
پر کوڑے لگانیکا اور قید کا حکم دیا اور جب اوسپر کوڑی پڑنی لگی
تو اوسنے بآواز بلند ظلم سرکار کی شکایت کی پس اس حرکت پر منصفان

(ٹا) چیمبر من نے حکم کیا کہ اسکا منہہ بند کر دیا جاے تیسری نظیر یہہ
ہے کہ ولیمس پادری کلان صوبہ لنکن جو بڑا عالم تھا وعظ کہا
کرتا تھا اور لوگون کو اوسکا وعظ بہت پسند تھا پس لاٹ پادری کلان
کنٹربری اوسپر غصہ ہوا اور فقط اوسکی غصہ ہونے سی ولیمس
پر لاکہہ روپیہ جرمانہ کیا گیا اور قید بہی کیا گیا اور خدمات اجتہادی
بہی معزول کیا گیا لیکن اسپر بہی اکتفا نہ کی بلکہ جب اوسکا مال و اسباب
اور کتابین قرق ہوکر عدالت مین داخل کی گئین تو چند خطوط اوسکی
بنام اوس بالڈسٹون مدرس اوسی اسباب مین نکلی اس بابت پر
اسی ہزار روپیہ اوسپر اور جرمانہ کیا گیا اور اوس مدرس کے نسبت حکم ہوا کہ اسی کی
مدرسی کی سامنے اسکے کان لوہی کی کیلون سی ایک لکڑی مین
بچسپیدہ کر دیے جائین اور سنہ ۱۶۴۱ع مین ایرلنڈ مین بلوا ہوا
اور چالیس ہزار آدمی فرقہ پراٹسٹنٹ مین سے قتل کیے گئے اور
سنہ ۱۶۴۲ع مین جنگ خانگی شروع ہوا اور سنہ ۱۶۴۹ع مین پادشاہ چارلس
پر یہہ تہمتین کی گئین کہ ظالم اور دغاباز اور خونی اور دشمن رعایا ہے
اور ۲۷ جنوری کو شاہ موصوف کی نسبت جرائم مذکورہ قایم کر دیے گئے
اور ۳۰ ماہ مذکور کو وایٹ ہال مین قتل کیا گیا اور اوسی زمانہ نیز
سلطنت انگلستان ٹوٹے ہو گئے اور سنہ ۱۶۵۶ع مین کرامول
۲۶ جون کو ویسٹ منسٹر ہال مین لارڈ پروٹیکٹر (یعنی حافظ رعایاے
انگلستان) مقرر کیا گیا اور اس شخص نے بہی بڑا ظلم کیا اور بغیر

حکم

تحقیقات قانونی لوگون کو قتل کر ڈالا اور بہت سی اسیران جنگ کو اور
بچاس شرفا کو جو اوسکی حکومت سی ناراض تھی قید کرکے جزائر بربدیا کو
بھجوا دیا جہان وہ لوگ مثل غلامون کے بیچ ڈالی گئی اور اسی حاکم کے
عہد مین ملک انگلستان فوج پر تقسیم کردیا گیا اور ہر صوبہ کی انتظام کی لیے
ایک میجر جنرل مقرر کیا گیا اور اوسی اجازت دی گئی کہ جس شخص پر
شبہ ہو یا تہمت مفسدہ پردازی ہو اوسی قید کرلے اب راقم زمانہ قبلا
کے حالات چھوڑکر یہ امر بیان کرتا ہی کہ بعد فتح ہندوستان سرکار انگریزی
نی اوس ملک مین کیا کیا پس واضح ہو کہ جو واقعات کہ بعد معزولی
قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ واقع ہوئی اون کی بارے مین کلائیو صاحب
کہتے ہین کہ جو کیفیت بدانتظامی اور رشوت ستانی اور ظلم کی بنگالہ
مین ہی کسی ملک مین نہ دیکھی نہ سُنی جسوقت سی کہ میر جعفر دوبارہ صوبہ دار
ہوے اوسوقت تک یہ تینون صوبی یعنی بنگالہ بہار اور اوڑیسہ جنکی
آمدنی دس کرور روپیہ سکہ تہے ملازمان کمپنی کی بندوبست مین ہین
اور اور کسی شخص کو انکی انتظام مین دخل نہین اور ان افسران ملکی
اور جنگی دونون نے ہر شخص ذیمقدرت اور آبرودار سے ازنواب تا
ادنی زمیندار ہزارہا روپیہ بجبر لیا ہے اور تجارت کا یہ حال ہے کہ
سوداگرون کو محصول معاف کردیا گیا ہے اور ملازمان کمپنی کیطرفسے
مثل گماشتون کے تجارت کرتے ہین اور افسران مذکورین کمپنی
کے نام سے ایسی ایسی حرکتین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی

کے نام سے ہر ہندو اور مسلمان کو نفرت ہوگئی ہے اور ملازمان
کمپنی صاحب ال نواب بنگالہ مین دست اندازی کرتے ہین اور جس
افسر سرکاری کو چاہتے ہین نکالدیتے ہین اور جسی چاہتی ہین اوسکی
جگہ پر مقرر کر دیتے ہین اور جسی بعہدۂ افسری مقرر کرتے ہین اس
تقرری کے عوض مین اوس سے کچھ لیتے بھی ہین پس اس بدانتظامی
کا یہ نتیجہ ہوا کہ صوبۂ مذکور مین قحط شدید ہوا اور اس بات مین کچھ تعجب
نہین کہ بیس برس کی بعد اوسی صوبۂ بنگالہ کی بارے مین لارڈ کارنوا
لیز صاحب گورنر جنرل نے فرمایا کہ یہ ملک روز بروز تباہ و ویران ہوتا جاتا
ہے لاحظہ صاحب موصوف کی یہ عبارت ہی کہ ہمین بڑا افسوس ہے
کہ کئی سال سے زراعت اور تجارت مین روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہے
اور آجکل تو یہ کیفیت ہی کہ سوا بنیوان وغیرہ کی جو اکثر بڑی بڑی
قصبون مین رہتے ہین ان صوبون کی لوگ روز بروز فقر و فلاکت مین
مبتلا ہوتی جاتے ہین اور ہم دیکھتے ہین کہ اسی حالت مفلسی مین اکثر
زمیندارانِ کمپنی بھی مبتلا ہین پس کیا عجب ہی کہ یہ کیفیت افلاس
اون مین کی بدذاتی اور فضول خرچی سے پیدا ہوئی ہو لیکن ہمین
یہ گمان غالب ہی کہ خاص کرکے اس افلاس کا سبب وہ خرابیان ہین
جو ہماری سابق کی بدانتظامی سے پیدا ہوئی تہین راقم کہتا ہی کہ یہ بلائے بدانتظامی
فقط اونھین بلاد مین نہ تھی جہان انگریزی عملداری تھی بلکہ یہی ملک
سب بے ہندوستانی سرکار انگریز کے ملکون مین بھی ہوگئی تھی جب مین ملکون کو

سے اور نواب اودھ سے راہ و رسم شروع ہوئی اوسکا ھوبہو سرکار انگریزی
کا شکار رہا چنانچہ ہیسٹنگس صاحب جو اوس زمانہ مین حاکم اعلیٰ ہندوستان
تھی اون باتون کی کیفیت بیان کرتے ہین جنمین وہ خود بھی شریک تھی
صاحب موصوف فرماتے ہین کہ ہم گمان غالب کرتے ہین کہ تمام حکام
ہندوستان جسقدر بسبب ہماری فوج کی ہماری مشارکت سے خائف
ہین اوسی قدر ہماری خواہش ملک افزائی اور شرارت سے بھی ہمارے لوگون
کی شرکت سے ڈرتے ہین ہملوگ ہمیشہ اسی تدبیر مین رہتے ہین
کہ کیسی طرح اونکا ملک لیجیے اور ہماری نفس ہمارے قابو مین
نہین رہتی اگرچہ ہم چاہتے ہین کہ افعال بد سے محفوظ رہین لیکن
جسقدر ان حرکتون سے ہماری قوم بدنام اور بے اعتبار ہو گئی
ہے اوسقدر بسبب ہماری فوج اور قوت کی ہمارا وقار نہین بڑھا
اور ہر شخص ہندوستانیون سے ہماری مشارکت سے ڈرتا ہے
اسواسطے کہ یہ لوگ دیکھتے ہین کہ جن اشخاص نے ہم سے رسم و راہ
پیدا کی ہے سوا ذلت اور خواری کی اونہین اور کچھ نہین حاصل
ہوا اسکے بعد صاحب موصوف وہ معاملات بیان کرتے ہین جو
ہملوگون مین اور نواب اودھ مین ہوئی تھی تاکہ تنفر اہل ہند نسبت
ہمارے اور جو باتین اس تنفر کا باعث ہوئین بخوبی واضح ہو جائین
مل صاحب مورخ کہتے ہین کہ قبل اس کی کہ یہہ معاملات انگریزون
اور نواب اودھ مین شروع ہوئے وہ صوبہ بہت آباد اور سرسبز تھا

تھا اور اوسکی آمدنی بلا خرچ اور بدون ظلم نسبت رعایا کے تیس ۳۰ لاکھ
روپیہ تھی لیکن ہملوگون نے نواب اودہ پر فوج مقرر کی اور
اوسپر طرہ یہ کیا کہ بہت سے افسران ملکی بھی اوسپر معین کیے لہذا
ہمین صوبہ دار موصوف کی مصیبت اور افلاس عظیم کی باعث ہوئی
چند سال تک نواب موصوف نے اس بار کو اوٹھایا لیکن بعد و سکے
دیکھا کہ جو آمدنی ملک بیشتر تھی اب اوسکی آدھی رہ گئی ہے اور
نو برس کے عرصہ مین قریب چونتیس لاکھ روپیہ کی اوس صوبہ
متعلقہ سرکار انگریزی سے بجبر و نا انصافی لی گئی چنانچہ لارڈ
ہیسٹنگس صاحب کہتے ہین کہ وزیر اودہ کی سرکار مین ملازمین
انگریزی کی اسقدر کثرت ہے اور اون کی اختیارات اور تنخواہین
اسقدر زیادہ ہین اور افسران کمپنی ملکی و جنگی دونون کی پنشنین
اور اور مداخلہائی بیجا ایسی بڑہی ہوئی ہین کہ اب نواب موصوف
سے نہ تو اونکی اخراجات کا بار اوٹھہ سکتا ہے اور نہ اون کی حکومت کا
تحمل ہو سکتا ہے اور ان ملازمین کمپنی نے تمام ملک کو ہم لوگون
کا دشمن اور عدو کر دیا ہے اسواسطیکہ انھون نی نواب موصوف
کی رفقا اور اور ملازمین ہندوستانی کو اون کی عہدون اور خدمتون
سے بالکل خارج کر دیا ہے پس اب اگر ہم کسی سے پوچھین کہ کس
استحقاق سے اور کس قانون سے سرکار انگریزی نی اپنی ملازمین
کی نفع کے لیئے وزیر اودہ پر کنٹ باندہا تھا تو کوئی اس سوال کو

سمجھا

استحقاق سے اور کس قانون سے سرکار انگریزی نے نواب موصوف کی حفاظت
کے واسطے فوج مقرر کی تھی حالانکہ نہ تو اوسے اوس فوج کے نوکر
رکھنیکا مقدور تھا اور نہ اوسکی احتیاج تھی تو اس سوال کو بھی کوئی
صاحب نہ سمجھینگے پھر لارڈ صاحب موصوف فرماتے ہین کہ بھلا ہم
کس منہہ سے نواب اوده سے کہین کہ تم ہماری فوج کی احتیاج
تو نہین رکھتے لیکن اوسکی تنخواہ تمہین دینی پڑیگی لیکن لارڈ
ہیسٹنگس صاحب نے اون حالات کی مذمت پر کفایت نہ کی جو
اونکے پیشینون کے عہد وزارت مین واقع ہوئی تھی بلکہ ایک حصہ وسیع
فوج کا اوده سے برخواست کردیا جسکے بارے مین اونہون نے
خود فرمایا تھا کہ نواب اوده کو اس فوجکی احتیاج تو نہین لیکن
اسکی تنخواہ دینے پر مجبوری لیکن یہہ بار نواب موصوف پر لارڈ
کارنوالس جانشین لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے پھر رکھدیا اور زیادتیان
بھی کین اور اگرچہ اونسے بہت کچھ عرض معروض اس بارے مین
کی لیکن لارڈ صاحب موصوف نے ایک بھی نہ سنی پیشتر تو سرکار
انگریزی پچیس لاکھ روپیہ سالانہ بطریق خراج کے وزیر اوده سے
لیتی تھی لیکن یہہ مبلغ رفتہ رفتہ بڑھکر ستر لاکھ روپیہ سالانہ ہوگیا
اور لارڈ ٹینموتھ صاحب (جنہین سرجان شور بھی کہتے ہین)
نے اس مبلغ خراج کو اور بڑھایا اور لارڈ ویلزلی صاحب نے ۱۸۰۱ع
مین نواب اوده کو دہمکایا کہ سارا ملک تمہارا چھین لیا جاویگا

اوراس دہمکی سے بعوض شہر لاکہہ روپیہ کے جو لاٹھہ صاحب موصوف
نے سابق مین طلب کیا تہا نصف ملک اوسکا جسکی آمدنی تیرہ کرور
روپیہ سالانہ تہی لیلیا لیکن ہملوگون نے اسیقدر نواب موصوف
سے نہین لیا بلکہ سنہ ۱۸۰۱ء سی سنہ ۱۸۵۶ء تک اور تیس ۳۰ کرور روپیہ
اوسی قرض کے نام سے لیا چنانچہ اس قرضہ کی بارہ مین لارڈ
بینٹنک صاحب فرماتے ہین کہ واقع مین یہ مبالغ نواب اودہ سے
دہمکی سے بدون اوسکی مرضی کے لیئے گئے اوراس کی عوض مین ہمنے
فقط برائے نام اوسے خطاب شاہ اودہ عنایت کیا اور ایسا ملک دیا
جسمین پیداواری مطلق نہین اور مثل جنگل کے ہے اس مقام پر
راقم کو ضرور ہے کہ کچہ توقف کرے اور حال ظلم و ناانصافی سرکار
انگریزی کی نسبت شاہ اودہ کے تمام کرے پس واضح ہو کہ سرکار
انگریزی نے نسبت شاہ اودہ کی اون ظلمون اور بے انصافیون
پر بہی اکتفا نہ کی جو سابق مین بیان ہوئی بلکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب
گورنر جنرل نے صریحاً اوس عہد کی مخالفت کی جو سرکار انگریزی
اور شاہ اودہ مین سنہ ۱۸۳۷ء مین منعقد ہوا تہا اور صوبہ اودہ اوسسے منتزع کرلیا
اور عہد مذکور کی نسبت لاٹھہ صاحب موصوف نے یہ تکلف فرمایا کہ
یہ عہد کسی طرح معتبر نہین ہوسکتا اسواسطے کہ ممبران کورٹ آف ڈائرکٹرز
نے بوجہ اطلاع اسی نامنظور کیا تہا حالانکہ صاحب موصوف ان
امور واقعی سے بخوبی واقف تہے کہ عہدنامہ مذکور پر لارڈ آکلنڈ صاحب

جو اوس زمانہ مین گورنر جنرل ہندوستان تہا اور تین ممبران کونسل
کی دستخطین حسب ضابطہ ثبت نہین اور اس عہد کی استحکام کے
بارہ مین گورنر جنرل موصوف نے دو خط مہر و دستخط خود شاہ اودہ کو لکہے
تہے ایک خط ۱۸۳۹ء مین اور ایک ۱۸۴۰ء مین اور یہ عہدنامہ اوس
کتاب مین شامل کیا گیا تہا جو ۱۸۴۵ء مین بحکم گورنمنٹ مطبوع اور
مشہور ہوئی (کتاب مسمی بہ اودہ بلو بک ملاحظہ طلب ہے) جب یہ
مقدمہ (یعنی انتزاع سلطنت اودہ) ۱۸۵۶ء مین ڈاکٹر ٹراورس
ٹوس صاحب وکیل کونسل مشہور کے مشغول ہوا اور اون کی راے
طلب کی گئی تو اونہون نے کہا کہ جہانتک مجہ سے ممکن ہوا مین نے
اس مقدمہ کے وجوہ مین بہت غور و تامل کیا اور آخر الامر مجہے
کہنا پڑا کہ گورنر جنرل ہندوستان اور ممبران کونسل بمقتضاے اون
قوانین کے جنکی پابندی سب قومون کو لازم ہے کسی طرح مجاز نہ تہے کہ
عہدنامہ مرقومہ ۱۸۳۷ء بیکار سمجہکر منسوخ کردین عجیب بات ہی کہ
حالانکہ ایسی شخص ذی لیاقت اور معتمد القول کی یہ راے ہی تاہم
ایک مورخ حال جسکی یہ کیفیت ہے کہ جیسا دس احکام
مرقومہ توریت کا پابند ہے ویسا ہی کچہ رسوم و قوانین قوم کا بہی لحاظ
رکہتا ہے بے تکلف اور بلا وسوسہ انتزاع ملک اودہ مین سرکار
انگریزی کی جنبہ داری کرتا ہی اور سرکار موصوفہ کی طرف سے ایسی
تقریر کرتا ہے جس سے ہنر مکر و فریب جو بعضے لوگون کے نزدیک ممدوح

ہے وزردولاور اونکی دولتون کی لیئے جایز ٹہرتا ہی مٹر کی صاحب
کہتی ہین کہ لارڈ ڈلہوسی صاحبکو ایک اور صوبہ بہی عملداری انگریزی
مین داخل کرنا تہا نہ بذریعہ فتح کے اسواسطیکہ اوس صوبہ کی حکام ہمیشہ
سے سرکار کی خیرخواہ ہین اور اوس کی لوگ ہمارے فوج مین بڑی عزت سے
بھرتی ہوسے تہے اور نہ اسوجہ سے اوس صوبہ کو منتزع کرسکتی تہے
کہ کوئی مستحق اوسکا نہین باقی رہا اسواسطیکہ ہمیشہ کوئی بیٹا بہائی یا اور
کوئی شخص خاندان صوبہ دار مین سے رہا جسمین حسب شرع محمدی
بہت شروط وراثت پائی جاتی تہی اور جب تک اوس صوبہ مین ایک
بادشاہ جسکا باپ بہی بادشاہ تہا تخت نشین تہا ملکہ صرف اس وجہ سے
اوس صوبہ کو منتزع کرلیا کہ سرکار انگریزی کی یہی مرضی تہی صوبہ مثالیہ
صوبہ اودہ ہے جو وسط ہندوستان مین واقع ہے اور چونکہ یہہ صوبہ بہت
اچہے مقام پر واقع ہے اور زرخیزی اور زراعت اور اوصاف خلقی
مین ممتاز ہے لہذا بڑی مدت سی ہملوگون کی نیت یہ تہی کہ اوسی منتزع
کرین راقم کہتا ہے کہ یہ سچ ہے کہ لارڈ کارنوالیز صاحب عادل تہی
اور لارڈ بینٹنگ صاحب دیندار تہی اور لارڈ ولیزلی صاحب رئیس
تہے خلاصہ یہ کہ یہ سب صاحب اچہی تہے لیکن کسی صاحب نے اپنے
غریب لاچار خیرخواہ یعنی شاہان اودہ کے بارے مین کوئی بات عقلمندی
اور عدالت اور دینداری اور ریاست کی نہین کی مسٹر ڈنڈاز صاحب
مشہور بہ لارڈ میلویل بہی اس کی گواہی دیتے ہین کہ ہملوگون نے حکام اور

اودہ

روسائے ہندوستان سے بڑی بدسلوکی کی آورد۱۰ اپریل ۱۸۵۸ء کو صاحب موصوف نے ایک تقریر پارلیمنٹ مین بیان کی تھی اور اوسی تقریر مین یہ بھی فرمایا تھا کہ واضح ہو کہ ہندوستان مین چار ریاستیں بہت بڑی تھین اور چارون قریب قریب واقع تھین یعنی صوبہ جات مرہٹہ صوبجات حیدرخان صوبجات نظام الملک صوبہ دار دکھن اور صوبہ جات برار اور ان ریاستون کے سوا اور چھوٹی ریاستین بھی تھین جیسے صوبہ نواب ارکٹ صوبہ راجہ تنجور وغیرہ لیکن یہ چارون بڑی ریاستین ہملوگون سے منحرف ہو گئی تھین اور انمین سے دو ریاستین تو علانیہ ہمسی خلاف تھین اور دو خفیہ منحرف تھین حکام احاطہ بمبئی نے رگھوبہ مدعی حکومت صوبہ جات مرہٹہ سے باین اقرار مصالحہ کیا تہا کہ اگر بعد گدی نشین ہونے کے بعض صوبے کمپنی کو دیدے تو تجھی حکومت ملک مرہٹہ دیتے ہین اور اسی عہد کی بنا پر حکام موصوفین مرہٹہ مذکور سے جنگ پر مستعد ہوئے اور تھوڑی عرصہ کے بعد حکام احاطہ بنگالہ نے بھی اسی قسم کا عہد مدکی راو بہونسلی راجہ برار سے بھی کیا تہا باین اقرار کہ اگر چند صوبے سرکار کو دیدے تو ملک مرہٹہ کے حکومت اوسی بخشدی جائے پس یہہ دوہرا معاملہ ظاہر ہو گیا اور مدکی راو کے دلمین سرکار انگریزی کی طرف سے یہہ کینہ آگیا کہ ہمسے جعلسازی اور بے ایمانی کی نظام الملک صوبہ دار دکہن کا ملک ہمارے ملک کے شمال مین واقع تہا اور

انہی صوبہ داروں سے ہمین ایسی مضرتین پہونچین کہ اوسکا حال تفصیل بیان کرنا چاہتے ہین انہی صوبہ دارون چند صوبے باین شرط کمپنی کو دیدیے تہے کہ اونکی عوض مین ایک خراج سالانہ اوسی دیا جاے لیکن ہم لوگون نے خراج موعود کی ادا کرنے مین قصور کیا پس صوبہ دار موصوف نے کہا کہ انگریز ایسی قوم ہے کہ اپنی اقرار کے پابند ہی نہین کرتے اور نہ قواعد عدل اور عزت اور دیانت کا کچہ لحاظ کرتی ہے لہذا ہمسی لڑنیکے لئے اوسنے حیدر علیخان سی مدد طلب کی اسواسطے کہ اوسے یقین تہا کہ جب تک ہندوستان مین ایک بچہ زمین بہی انگریزون کے قبضہ مین رہیگی جب تک کوئی ہندوستانی محفوظ نہین چونکہ سرکار انگریزی کی بد انتظامی اور بے ایمانی خود انگریزون کی کلام سے ظاہر ہوئی ہیں بنا مین مندرجۂ فرمان شاہی مرقومۂ ذیل مین کچہ تعجب اور شک کا محل نہین یہہ فرمان وزیر سلطان روم نی سفیر انگریزی مسٹر رابرٹ انزلی صاحب مقیم قسطنطنیہ کو ارسال کیا تہا اور ۹ ویں فروری ۱۷۹۰ء کو مسٹر گریی صاحب ممبر پارلیمنٹ نی کاغذ مذکور اوسوقت پارلیمنٹ مین پڑہا جبکہ ممبران محکمہ مذکورہ جنگ روس کی بارے مین گفتگو کر رہی تھے آخر تقریر مین گریی صاحب نے کہا کہ اون شرکا نے ہماری (یعنی ترک کی) جیسی پہلے تو ہمکو مدد کا وعدہ کیا اور بعد اوسکے دغا کی بہت سی امور ایسی کیے ہین جسسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمارے افعال سے بہت

متنفر ہین چاہیئن آپ حضرات میری فعل پر ہنسین چاہیئن مجھی الزام
دین لیکین بیٹے بڑی دردسری کرامزند کو کی اطلاع صحیح حاصل کی ہے
اور ایک نقل اوس فرمان کی جو سلطان روم نے سفیر انگریزی مسٹر
رابرٹ اینزلی صاحب کو لکھا تھا حاصل کی ہے جس کا خلاصہ
مضمون یہہ ہے فقط

نقل فرمان وزیر شہنشاہ روم

واضح ہو کہ پادشاہ جمجاہ روم خود ہی جنگ کرتے ہین اور خود ہی مصالحہ
کرتے ہین اور اپنی غلام ملازمین اور رعایا پر اعتماد کر سکتے ہین
اور چونکہ اونکی ایمانداری اور وفا شعاری کا تجربہ کر لیا ہے لہذا اونپر
اعتبار کلی ہے لیکن یہ وصف (یعنی وفاداری) تم لوگون کے ملک سے
اور اور بلاد یورپ سے جو تمہارے ملک کے قریب ہین بڑی مدت سے
جاتا رہا ہے اگرچہ اور عیسائی اپنی بات کی سچے بھی ہون تاہم
انگریزون کا قول قابل اعتماد نہین اسواسطیکہ یہہ لوگ تمام دنیا و قوم
کو بیچتے ہین اور مول لیتے ہین سلاطین عثمانیہ تمہارے بادشاہ
اور تمہارے ملک سے کچھ تعلق نہین رکھتے اور نہ کبھی تمسے صلاح
و مشورہ کسی امر مین چاہا اور نہ تمہاری دست اندازی اور نہ تمہاری
دوستی چاہی اور ہم اپنی طرف سے کوئی سفیر یا وکیل تمہارے ملک مین
نہین رکھنا چاہتے اور نہ تمسے رسم و راہ اور خط و کتابت رکھنی ہمین
منظور ہے پس تم لوگ کیون چاہتے ہو کہ ہمارے بادشاہ روم سے

درمیان مین پڑو اور کیا وجہ ہی کہ تم چاہتے ہو کہ سلطنتِ اہلِ اسلام
کی کوئی خدمت کرو حالانکہ تم ہمین کفار کہتے ہین ہم نہ تمہاری دوستی چاہتے ہین
نہ تمہاری مدد اور ہمین یقین ہے کہ تمہارا وزیر جسکو تم ایسی تعریف
کرتے ہو کوئی بات جعلسازی کی مدِ نظر رکھتا ہے یا تمہاری قوم کی
خوش کرنیکے سبب کوئی تدبیر ظلم کرنیکی سوچا ہے اور ہمنے سنا ہے کہ
تم لوگ بڑی بیوقوف اور بدذات اور کمینی اور بندۂ زر ہو اور ہمین صحیح
خبر پہونچی ہے کہ حرص وطمع تم مین بڑی صفت ہی اور تم اپنے خدا
کو بیچتے اور مول لیتی ہو اور تمہارا خدا زر ہے اور تمہارے وزرا بلکہ
تمہاری سب قوم بس جو کچھ سمجھتے ہین تجارت کو سمجھتے ہین پس تم
چاہتے ہو کہ شاہِ روس کے ہاتھ ہمین بیچ ڈالو لیکن ہمین یہ امر منظور
نہین ہے خود ہی شاہِ موصوف سے معاملہ کر دو اور چونکہ
حق تعالی نے ہمارا رشتۂ عمر شوکت دراز کیا ہے لہذا ہمین واجب ہے
کہ اوسکی رضا پر راضی رہین اور جو فرما اور اوسکے رسول نے فرمایا ہے
ضرور ظہور مین آئیگا آگاہ ہو کہ سلاطینِ عثمانیہ مکر وحیلہ نہین جانتے
بلکہ نفاق و مکر تم نصاری ہی کی اخلاق مین داخل ہے ہم بادشاہی
قول مین ایمانداری اور دیانت اور صفائی کو عیب نہین سمجھتے اور اگر
ہم جنگ مین مبتلا ہوتے ہین تو رضائے الہی پر راضی رہتے ہین اور
یہ جانتے ہین کہ جو ابتدا مین ہماری تقدیر مین لکھا گیا تھا وہی ہوگا
ہم بڑی مدت سے شان وشوکت سے بسر کرتے چلے آتے ہین اور

تمام بادشاہان روی زمین سے اولی اور افضل ہین اور ہم فخر کرتی ہین
کہ ہمارے مذہب سے کفر و نفاق اور ہر قسم کی بدی اور دغابازی بر تقاضا
کی غالب ہو دینے چلے آتے ہین ہم رب العالمین کی عبادت کرتے ہین
اور محمدؐ کا اعتقاد کرتے ہین لیکن تم لوگ نہ اوس خدا کا اعتقاد رکہتے
جسکی عبادت کا بہانہ کرتے ہو اور نہ اوسکے بیٹے کا عقیدہ رکہتے ہو بلکہ
تم اپنا خدا بہی کہتے ہو اور اپنا پیغمبر بہی جانتے ہو بہلا ایسی قوم کفار پر
کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی اپنی تمام اوضاع اور اطوار سے جو تم ایک
دوسرے کی نسبت کرتے ہو تمنے راستی اور نیکی نکال ڈالی ہے اگر تمکو
ہماری بات کا یقین نہ ہو تو دفتر کا بات اور اقرارات اور اظہارات
جملہ سلاطین ماضیین نصاری جو آپسمین جدال و قتال کرتے تہے
دیکہہ لو اور اگر تم وہ دفتر دیکہو گے تو تمہین معلوم ہو جائیگا کہ تمام سلاطین
مذکورین نصاری کفر و زندقہ مکر و فریب ظلم و جور نا انصافی اور عہد شکنی
مین مساوی تہے بہلا کسی ترک نے بہی کبہی اپنے عہد یا اقرار کا ایفا
نہین کیا بلکہ ہمیشہ ترک نے اپنی بات کو پورا کیا بہلا کسی بادشاہ نصرانی
نے بہی کبہی کسی عہد کا ایفا کیا ہے بجز اوس اقرار کے جو اوسکی حرص
و طمع کے موافق تہا نہین کسی بادشاہ نصرانی نے اپنے
عہد کی وفا نہین کی پس کیونکر تم لوگ گمان
کرتے ہو کہ ہم تمہارا اعتبار کرینگے حالانکہ
سچ تو یہہ ہی کہ اس زمانہ مین تم ایسے قوم ہو کہ تمہارے انتظام مین

بالکل مکر و فریب بھرا ہے اور تم مین ذرا بھی نیکی نہین کہ ہندوبست
ملک مین تمہین ہدایت کرے آگاہ ہو کہ شاہنشاہ اعظم روم تمہاری
بادشاہ سے رسم و راہ ظاہری نہین رکھتی اور نہ اس امر کی اوسنہین
ضرورت ہے اور نہ وہ اس امر کو چاہتے ہین اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے
ملک مین بطور آیک گوینده کے رہو یا بقول تمہارے مثل
ایک سفیر کے اپنی بادشاہ کیطرف سے تو تمہین اجازت دی گئی کہ اور
سفیران قوم نصاری کیساتھ رہو بشرطیکہ تم اپنے چال چلن درست
رکھو لیکن ہم نہ تو تمہاری مدد بحری چاہتے ہین نہ اعانت بری اور نہ
تمہارا مشورہ اور نہ تمہارا درمیانی پڑنا ہمین مطلوب ہے مجھے (یعنی
وزیر شاہنشاہ روم کو) حکم نہین کہ تمہارے پیام مدد کا شکریہ ادا کرون
اسواسطیکہ دیوان شاہی اس امر کو تلوؤن کی نسبت مہربانی
تصور کرتا ہے اور نہ مجھے حکم ہے کہ تمہارے پیام اعانت بحری کا شکریہ
بجا لاؤن اسواسطیکہ ہمارے بادشاہ نے کبھی وہم و گمان بھی
نہین کیا کہ تمہارے جہازون کو اپنے دریاؤن مین آنیکی اجازت
دے نہ ہم جانتے ہین کہ اور نہ ہمین ایسی مطلب ہے کہ تمہین شاہ روس
سے کیا کرنا چاہیئے اور ہم چاہتے ہین کہ اپنی مقدمات کو بادشاہ
موصوف سے اوسطرح انجام دین جسطرح ہمارے واسطے اور ہمارے
قوانین ملکی کے لیئے مناسب ہو اگرچہ تم لوگ تمام نصاری مین
بدتر اور شریر تر نہین ہو جیسا کہ لوگ تمہاری نسبت گمان کرتے ہین تاہم

اسمین شک نہین کہ تم غرور اور خود بینی اور گستاخی اور بے ادبی تینا
سب نصاری سے زیادہ ہو اسواسطے کہ تم کہتے ہو کہ ہم ایلچی سلطنت عظیم
روس سے اور تم سے (یعنی شاہ روم سے) تمہاری مرضی کی موافق
مصالحہ کرادینگے تم اور بعض اور نافہم نصاری یہ خیال خام رکھتے ہین
کہ ہم بھی حکومت کے لایق ہین حالانکہ ہم یہ بات خوب جانتے
ہین لہذا یہ گستاخی تمہاری ہمارے نزدیک تمرد اور سرکشی و رملہ خلت
بیجا مین داخل ہے اور دیکھ لینا کہ یہ گستاخی تمہارے ہی ملک مین
تمہارے مشورون کو ذلیل کردے گی اور اور ملکون مین تمہاری
صلاح کو قابل توجہ و لحاظ نرکہو گی چہ جائیکہ شاہ روم کہ وہ تمہاری
مشورون کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے اسواسطیکہ جب اونکے وزرانے
تمہاری صلاح کو سنا اونہین فوراً معلوم ہو گیا کہ یا تمہاری نیت مین
فساد ہے یا تم کچھ نہین جانتے آگاہ ہو کہ بندگان عالی شاہنشاہ روم
اوس قوم کی تدبیرات اور سرکشی سے اپنے ملک کو کیونکر محفوظ رکھ
سکتے ہین جو قوم کہ اپنی ہی رعایا و برایا سے ایسی ایسی مکروفریب
کرتی ہے لیکن یہ امر کچھ تمہین پر منحصر نہین بلکہ کل بادشاہان نصاری
کا یہی شعار ہے کہ اپنی رعایا کو روپیہ کیواسطے ایک دوسرے کے
ہاتھ بیچتے ہین اور ہمین خبر صحیح پہونچی ہے کہ جو معاملہ تم سلاطین
نصاری مین آپس مین ہوتا ہے اوسی بادشاہ کے مفید ہوتا ہے
جو رشوت زیادہ دیتا ہے وزرا سلطان عثمانی نے اکثر بادشاہان

یورپ کے مشورے سے لیکن جب اون مشورون پر عمل کیا دغا
یا فریب یا نقصان اوٹھایا پس تم لوگ شاہنشاہِ روم اور شاہ ایران
مین مصالحہ کرانے کا ہرگز قصد نہ کرو اس واسطے کہ ہم خوب جانتے
ہین کہ تمہارا یہہ ارادہ ہی کہ سب بنی آدم کو پریشانی اور انتشار
مین ڈالو اور بعد ازان اپنے فریب سے خود ہی منتفع ہو ہمین تمہاری
تجارت کی کچھہ احتیاج ہی نہ خواہش اسواسطے ہمارے تجار تمہارے
مکر و فریب سے تباہ ہوگئے تمہارا مذہب نرہی اور کچھہ نہین اور
تمہارا خدا فقط حرص جاہ ہے اور مذہب عیسائی جو تم رکھتے ہو
تو یہہ فقط دہوکے کی ٹٹی ہے اور تمہاری ریاکاری اور بدنیتی کو
چھپای ہوے ہی آگاہ ہو کہ اب ہم کوئی عرض تمہاری قبول نکرینگے
لہذا حکم دیتے ہین کہ اس حکمنامہ کا جواب نہ بھیجنا فقط اب راقم
چاہتا ہی کہ اس باب کے آخر مین چند عبارتین ایک کتاب مسمّی
بہ لاترکوئی الیسٹول مصنفہ ابی سیلینے مطبوعہ ۱۸۵۵ء سے نقل کرے
تاکہ واضح ہوجائے کہ قلوب اور افعالِ اہلِ اسلام پر احکامِ قرآن کا کیا
اثر قوی اور نافع ہی

صدق و دیانت اہلِ اسلام

اِن بازارہای عظیم الشان مین سب قومون کے لوگ اور جملہ اشیا خصوصاً
اہلِ ترکستان (یعنے روم) جمع ہین اور انکی مشاہدہ سے راقم کو اس بات
کا موقع ہاتہہ آیا کہ بعض اوصاف عثمان لی (یعنے ترک) اونکی قیافہ سے دریافت
کرکے بیان کرے سبحان اللہ دیکھیے کس تہذیب سے

وہ ترک اپنی قوم کا انکے سامنے اپنے ہم پیشہ تجار ارمنی و یونانی کو ترجیح دیتا ہے اور جو خریدار انکا جوہر فروشی
کہلاتا ہے اوسی پر دیکھتے جاتی ہین اور اس طرح اوسی ملا
ہوتا ہی کتابان انگلی سنگ کتابان (یعنی اوسپر تشریف لاتے) اور
دوکاندار رسان رسان شمع پیتا جاتا ہے اور اگر کسی چیز کی قیمت
پوچھے تو بڑی تہذیب اور فصاحت سے یہ جواب مختصر دیتا ہے
کہ سو پیاستر (ایک رومی سکہ ہے) کی پچاس اور اگر کوئی شخص
اوس ملک کی عادات سے نہین واقف ہوتا اور سودا چکانے
لگتا ہے تو دوکاندار اوسکے جواب مین رسان سے اپنا سر ہلا دیتا ہی
اور پھر شمع پینے لگتا ہے اور چاہے کوئی شخص کیسی ہی تکرار
کرے لیکن وہ اپنی قیمت سے ایک حبہ کم نہین کرتا لیکن جو دوکاندار
یہودی یا عیسائی ہین اون کی یہ کیفیت نہین بلکہ یہ دوکان دار
پچاس پیاستر سے اسی اور اسی سے ساٹھ اور ساٹھ سے چالیس
تک اوس سے بھی کم تک اسباب کی قیمت گھٹا دیتے ہین اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی ارمنی دوکاندار کو جتنی قیمت اوسنے کہی تھی
اوس کی نصف دیجیے اور یونانی دوکان دار کو اوس کی قیمت
کا ثلث دیجیے اور یہودی دوکاندار کو ربع ہی دیجیے تو راضی
ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی مسلمان دوکاندار کا اسباب کوئی شخص
خریدنا چاہے تو اوسے چاہیے کہ جو قیمت وہ مانگے اوسی پر
راضی ہو جائے اسواسطے کہ چونکہ کوئی شخص عثمانی کی
بات مین فرق نہین ڈال سکتا لہذا وہ (عثمانی) بھی اور دوکان

قول پر یقین کرتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ فلان
بات سچ ہے تو وہ یقین کر لیتا ہے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ ایک
افسر فرانسیسی کچھ کپڑا خرید نے بازار گیا اور دوکاندار سے وہی
کپڑا مانگا جو اوس افسر کے دوست نے کل لیا تھا لکن اوس
دوکاندار پاس اوس کپڑے مین سے کچھ نہ بچا تھا پس افسر مذکور
اور ایک دوکاندار پاس گیا اور اوسنے اوس قیمت سے زیادہ
طلب کیا جس قیمت کو اوس کے دوست نے وہ کپڑا لیا تھا
پس اوس افسر نے اوس بزاز سے اس امر کی شکایت کی
اور اوس کپڑے کا نمونہ اوسے دکھایا اوس بزاز نے
پہلے تو اوس نمونہ کو خوب جانچا اور دیکھا کہ آیا یہہ
کپڑا ایسا ہی ہے جیسا میرا کپڑا ہے اور بعد اسکے
اپنے گاہک سے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ اس کپڑے کی
کیا قیمت دی ہے پس وہ افسر حیران ہوا کہ دیکھئے اس
کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور آخر قسم کھا بیٹھا اوس کی قسم
کھاتے ہی بزاز نے اوسی قیمت کو اپنا کپڑا بیچ ڈالا جتنی قیمت
اوس افسر کے کپڑے کی تھی پھر اس سینٹی صاحب مصنف
کتاب مذکور کہتے ہین کہ حقیقت مین جس شخص مین ایسی باتیں
اپنی وضع کی اور ایسی عظمت اور تہذیب دیکھتا ہوں اوس سے
بہت خوش ہوتا ہوں لکن نہین معلوم کہ اوس کی (یعنی فرنساکے ہین

اور دوکاندار خریدار کی سخن بیزودستی اسقدر ذلیل و حقیر کیون سمجہا جاتا ہے لیکن قسطنطنیہ
سے لیکے روم تک بہت سہ امتیاز دوکاندار اور خریدار مین نہین ہوتا بلکہ اوس ملک کے
لوگونکا یہہ حال ہی کہ دوکاندار کو اپنی چیز کے بکنے کی کچہہ پروا نہین ہوتی بلکہ اگر اوسکا
ہمسایہ کو اپنے نسبت زیادہ سرسبز پاتا ہے تو حسد نہین کرتا اور کہتا ہی کہ خیر کیا
مضائقہ اگر آج اوسکا مال بکا تو کل میری مال کے بکنے کے باری ہے اور جب کہ
دوکاندار موذن کے آواز سنتا ہی تو اپنی دوکان مین رکوع و سجود مین مشغول ہو جاتا ہے
اور حالانکہ لوگ اوسکے پاس آتے جاتے ہین لیکن اوسے کچہہ خبر نہین ہوتی اور اس خشوع
و خضوع سے نماز پڑہتا ہے کہ گویا کسی صحرا مین کہڑا ہے اور بعضے دوکاندار اذان
سنتے ہی ساتہہ ہی اپنا اسباب راہگیرون کے ایمان پر چہوڑ کر سب سے قریب کی
مسجد مین چلے جاتے ہین اس دارالسلطنت وسیع اسلامیہ قسطنطنیہ مین سال بہر
مین چار چوریان سننے مین نہین آتین حالانکہ یہان کے تاجرون کے یہہ عادت
ہے کہ اوقات مقررہ نماز پر اپنی دوکان چہوڑ کر مسجد چلے جاتے ہین اور
دوکانونکے کہڑکیونکے دروازہ [illegible] کو ایک کانٹے کی سے ہی بند ہوتے ہین
[illegible] ایسا نہین ہوتا کہ پیرس اور لندن مین جہان فقط نصاری کے مکان
ہین چوریاں اور خون نہ سننے مین آتا ہو [illegible] راقم کہتا ہے کہ قسطنطنیہ پر کیا موقوف
بلکہ تمام ملک روم کے لوگ ایسے ہی ایمان دار ہین چنانچہ تہوڑی عرصہ کے
بات ہی کہ ایک سیاح انگریز نے ہندوستان اخبار دہلی [illegible] ایک چہٹی لکہے
جسمین وہ لکہتا ہے کہ [illegible] ایک دن [illegible] باشندہ [illegible] گاڑی
کرایہ کو لی تاکہ [illegible] اور اپنی [illegible]

اور چاہتا تھا کہ تھوڑ سی پیالی پی اور اپنے رفیق کے سونیکو لئے لون کہ اتنی مین ایک ترک
کہ اوس سی زیادہ کوئی شخص خلیق نہو گا آیا اور کہنے لگا کہ مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون
یہہ بات سننے کے ساتھہ ہی اوس دہقان نی بیل کاڑی کہولی اور ہمارا اسباب
سڑک پر ڈالدیا اور جب مینے دیکھا کہ وہ کاڑیبان خود بہی چلا جاتا ہی تو مینے
کہا کہ کسی شخص کو اسباب پاس ضرور رہنا چاہئے پس اس کلام سی وہ ترک
متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ کسی شخص کی یہان رہنے کی کیا ضرورت ہی پس
مینے کہا کہ میری اسباب کی حفاظت کے لئے اوس مرد مسلمان نے کہا کہ حضرت
اگر آپکا اسباب ایک ہفتہ تک دن رات یہین پر پڑا رہے تو کوئی آدمی
ہاتھہ نہ لگائیگا پس مینے اوس قول پر عمل کیا اور جب مینے مراجعت کی تو
اپنا اسباب بجنسہ پایا پس ملاحظہ کیجئے کہ سپاہ ترک کی ہمیشہ اوس راستہ
سے آمد و رفت رہتی تہی لیکن کسی شخص نے اوس اسباب کو چھوا تک نہین پس
چاہئے کہ یہہ قصہ عیسائیون کو لنڈن مین منبرون پر سنایا جاے اور اگرچہ بعضی
یہہ خیال کرینگے کہ ہم خواب دیکھتے ہین یعنی اس قصہ کا اعتبار نکرینگے لیکن
اونہین لازم ہی کہ خواب غفلت سی بیدار ہون اور اس قصہ کو بگوش ہوش
سنین پس راقم کہتا ہی کہ اس ملک یعنی روم کی حمالون کی دیانت پر ہمارے
ملک کے مزدورون کی دیانت سی زیادہ اعتبار کرنا چاہئے اسواسطے کہ مال مسافرون
کی تہیلے محلہ گلاٹا کے دوکانون سے جہازون پر لیجاتی ہین اور بعضی مقرر
ہی کہ کبھی ایک تہیلا بہی نہین کم ہوتا یہہ سچ ہی کہ تمام قوم ترک امانتداری
اور دیانت مین ضرب المثل ہے اور اسلیے یہہ امور ان لوگون مین اور بہی آسان ہوگئے ہین

چنانچہ نقل ہے کہ ایک تاجر گلاٹا سے قسطنطنیہ کو مراجعت کرتا تھا اور اوسکے پاس ایک
تھیلی روپیا اشرفی بھری تھی جب وہ تاجر توپ خانے کے لنگر گاہ مین جہاز سے اوترنے لگا
اتفاقاً وہ تھیلی شگافتہ ہو گئی اور روپیہ ساری لنگر گاہ مین بہہ گیا اور اوسمین سے
کچھ روپیہ سمندر مین بہے گر پڑا سب لوگ وہان تھے اوس روپیہ کو سمٹ کر سمیٹ
لینے لگے اور بعضے تو روپیہ نکالنے کو سمندر مین کود پڑے اور وہ تاجر بیچارا بھی
مارے خوف کے انہین کے ساتھ کود پڑا پھر گھبراتی ہیت اوسنے دیکھا کہ جہان جہان
لوگ روپیہ پاتے مین اوسے تھیلے مین جمع کرتے جاتے ہین پس یہ دیکھنے سی
یہ اوسکو [illegible] نہین جہان اگے اور ایک حمال نے اوس تھیلے کو اوٹھا لیا اور
اوس تاجر کے ساتھ اوسکے گھر پہنچایا جب وہ سوداگر گھر پہنچا تو حمال کو مزدوری دی
دیکر جلدی جلدی سے اپنا روپیہ گننے لگا اور دیکھا کہ ایک روپیہ بھی کم نہین فقط

رحم و سخاوتِ اہلِ اسلام

واضح ہو کہ ترک وجوہ مرقومۂ ذیل سے مذہب عیسائیہ کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہین
اور یہہ لوگوں نے احکام مذہبیہ کی بجالانے مین غفلت اور تساہل اختیار کیا ہے
تاہم ان لوگوں نے وہ امور دنیوی اختیار کیے ہین جو امور ضروریۂ مذہبی مین
مخل ہین تاہم ہم لوگ ذلیل ترین مطالب کے انجام دہی کے لیے بلا تکلف
اپنی مذہب سے دست بردار ہو جاتے ہین پس انہین وجوہ سے وہ لوگ
یورپ کو بلاک کفار کہتے ہین اور جب ہمارا ذکر کرتے ہین تو لقب ملحد (یعنی بے ایمان)
بھی لفظ کافر کے ساتھ شریک کر لیتے ہین لیکن یہہ تبدیل تحقیر اسکا باعث
نہین ہوئے کہ وہ لوگ ہم پر ظلم کرین چنانچہ اس رسالہ مین ہم نے اکثر مقامات

پر بہت سی نظیروں سے ثابت کیا ہے کہ ظلم و تعدی در باب مذہب جن عیوب سے ترکی
متہم کیے گئے ہین جہلاء اور عوام الناس اہل اسلام سے بہی ظہور مین نہین آتی چہ جائیکہ
علماء و مخصوصین اسلام جسطرح دنیا مین کوسے بجبر غنمان لیے سی اوسکا مذہب
نہین ترک کرا سکتے اوسیطرح وہ یہ نہین چاہتا کہ کسیکی دین مین مخل ہو اور
اگر کوئی شخص کسی ترک کو خوش کری اور اوسے محبت پیدا کری تو وہ کہتا ہے کہ
خدا تیرا انجام بخیر کرے اور اس قول سے اوسکے یہہ مراد ہی کہ خدا تجہی توفیق دی
کہ تو مسلمان ہو جائی بس اسیقدر ترک مذہب کے باب مین کر سکتا ہی اور اسکی زیادہ
کرنا اوسکے نزدیک ملک خدا مین بدعت کرنا ہی علمائی اسلام کا یہہ قول ہے کہ تقلیب
قلوب خدا کا کام ہی اور انہین علماء کا یہہ بہی مقولہ ہے کہ ہر شخص سی نیکی کرو اور جہلاء
سے محبت نکرو (واضح ہو کہ ملک روم مین مذہب کے باب مین کبہی ظلم و تعدی سے نہین ہوئے
بلکہ جو شخص ظلم نصاریٰ سی وہان بہاگ آتا ہی تو وہان کے لوگ اوسی پناہ دیتی ہین) اور اگر
اس بات مین کسیکو شک ہو تو تواریخ مین دیکہلے چنانچہ تواریخ سی ثابت ہوتا ہے
کہ پندرہوین صدی عیسوی تک مین ہزارون بنی اسرائیل ملک اسپانیہ اور پرتگیز سی
نکالدیئے گئے اور اسی ملک روم اونہین پناہ ملے اور اسی ملک مین چار سو برس
تک اونکی اولاد و احفاد مامون و محفوظ رہی سوا اون لوگونکے جو ایسی مقامات پر رہتے
ہے جہان ظلم و تعدی نصاریٰ سی خصوصاً فرقہ ضلالت شعار رومن کیتہولک اونہین سلطنت
حفاظت و حراست کرنے پری چنانچہ اتہینس پائی تخت یونان مین ظلم
نصاریٰ سی یہہ کیفیت ہی کہ جبتک الیہ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہو کر آسمان
پر سے چلے جانیکا جشن رہتا ہے جبتک کوسے یہودی گہر سے نکل پر آنے کی جرات

نہین کرتا لکن روم مین یہہ حال ہے کہ اگر بنی اسرائیل ہمیشہ نصارا کی ایذا رسانی
سے ذلت اوٹہاتے ہین یا تو اوس ملک کے حکام اکرا اور کچہہ نہین کرتے تو ایذا رسانی
مین توسیع کرتے ہین ممالک ماموسۂ وسیعہ سلطان روم مین ہر مذہب اور ہر قوم
کے لوگ برابر ہین یہہ سچ ہے کہ مسجدین گرجا اور سنیا گوگ معبد یہود
ہین لکن نصارے اور یہود کو اونکے عبادت سے ممانعت نہین کرتین لکن قسطنطنیہ
اور سمرنا کے رومن کیتہولک (نصارے قدیم) سقدر ظلم نہین کرتے جسقدر پارس اور لینس
بہت دو شہر ملک فرانس مین ہین) کے لوگ تعدے کرتے ہین اور مثل اور لکہاے
کے نصارے روم مین ایسا کوئی قانون نہین کہ رسوم ظاہری مذہبی کی تاکید کرتا ہو لکن
بار خدا کو نہ جا مین بند کرے بلکہ وہان یہہ دستور ہے کہ جب مردی کو خراب گاہ
عدم کو لیجاتے ہین تو سب پادری صف بستہ شمعین لیے ہوے اور خدا کی
کانی ہوے اوسکے تشییع کرتے ہین اور یوم ولادت مسیح علیہ السلام کو سب پادریان ہمراہ
صف بستہ چلتے ہین اور اونکے آگے خاص صلیب و علم مسیحی ہوتا ہے اور اونکی ہمراہ
ایک دستہ سرکاری سپاہیونکا ہوتا ہے جو ہنود ترکون کو راستہ سے ہٹاتے
جاتے ہین تا کہ پادریونکے جماعت بسہولت گذر جاے لکن اب اگر کوئی صاحب
راقم سے کہین کہ پادشاہان فرانس اور آسٹریا نصارے بلاد شرقی کے حفاظت
کرتے ہین اور شاہ روم نصارے یونان کے حراست کرتے ہین اور شاہ
انگلستان نصارے فرقہ پراٹسٹنٹ کے نگہبانی کرتے ہین تو راقم اونکے جواب
مین کہیگا کہ مسئلہ ایسا ہی ہے لکن ہم پوچہتے ہین کہ بیچارے یہودیون کو کون
بادشاہ عیسایون سے بچاتے ہین دو تین برس کا عرصہ ہوا کہ ایک یہودی خچر والا

حاکم موصل پاس پکڑ آیا اور اوسکے نسبت یہہ تہمت کیے گئے کہ آنحضرت صلعم کو دشنام دی ہی اور اس امر سے سب لوگون مین تہلکہ سا پڑ گیا جب حاکم موصوف سے نے وہ الفاظ دشنام سنی جو یہودی متہم کیطرف منسوب کیے گئے تھی تو وہ بڑی کراہت سے یہہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا کہ یہ غیر ممکن ہے کہ کسی شخص سے نے ایسی کلمات کہے ہون اور اوسیوقت اوسپر غضب خدا نہ نازل ہوا ہو پس ہم نہین یقین کر سکتے کہ یہہ خچر والا اس گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور یہہ میرے گستاخی ہی کہ ایسے شخص کو سزا دون جسے خدا نے عذاب نہ کیا ہو یہہ قصہ رحم و عفو اہل اسلام کے کیا عمدہ نظیر ہے لکن تعجب ہے کہ کتنے اشخاص آپس فرانس مین سے اخبارات آسبرگ گزٹ اور اتہینس ابزرور ربانکی پر یقین کر تے ہین کہ اہل روم ہر روز نصارے پر ظلم اور عقوبت کرتے ہین اور وہ لوگ یعنے اہل فرانس شعرا اور ظرفا کے قول پر یقین کرتے ہین کہ سلطان روم نے سہر دربار ایک رومال سے اپنے جاریہ معشوقہ کو پھنکا اور عورتون کو زندہ گٹہرے مین سلوا کر باسفرس مین ڈبوا دیا اور واضح ہو کہ شاہنشاہ روم نے جب قواعد عفو و درگذر سے عدول کیا جبکہ اونہون سے نے دیکھا کہ اسے عفو شاہی سے کے پردے مین لوگ مذہب کے بارے مین زیادتیان کرتے ہین اور اونکی نیتون مین اور مقدمات سلطنت مین فساد پڑتا ہے راقم کہتا ہے کہ فقط فرقہ لزارسٹ جو ۱۸۴۸ع مین ملک روم مین آئی ہے اپنی کام کو خوب سمجھے اور اونہین مین سے پادری جو ملک لیونٹ ہین منتشر ہین درحقیقت اپنی وعظ کا ثمرہ حاصل کرتے ہین اور حکام روم الٹ پادریون کو وعظ سے

اور شرفاء اہل اسلام نے ازراہ سخاوت مسافرون اور غریبون کی پرورش
اور رفاہ خلقت کے لئے اسباب مہیا کیے ہین اور یہہ اسباب فقط آدمی ہی کے واسطے
نہین مہیا کیے ہین بلکہ حیوانات کے لئے بہی عبارت مذکورہ بالا مین مسٹر
ای اینہی صاحب قسطنطنیہ کے جنگلی کتون کی بابت مین کہتے ہین کہ چونکہ یورپ کے
لوگون نے جو بالفعل اس شہر مین مقیم ہین ان کتون کو نکالدیا ہی تو یہہ جانور
بعید ترین محلات شہر مین بہاگ کر چلے گئے ہین اور وہان یہہ لوگ اسقدر سخی
اور رحمدل ہو گئے ہین کہ ہر روز صبح کو انہین کہانا دیتے ہین اور جب اونکی مادہ
بچے دیتی ہین تو اونکی بہی خبرگیری کرلیتے ہین اور اونکے بچون کو بچاتے ہین کہ ہمارے
مین شہر کے مرجائین بلکہ وہ لوگ اسقدر انسانیت کرتے ہین کہ ان کتون کی
پرورش کے لئے جائداد چہوڑ جاتے ہین یہہ سچ ہی کہ عثمانی لوگ کتے کو مثل سور
کے نجس جانتے ہین اور چونکہ کتے کے رہنے سے اونکی طہارت شرعی مین خلل پڑجاتا ہے
لہذا وے اپنے گہر مین نہین رکہتے لکن اپنے محلہ کے کتون کی خبرگیری اپنے اوپر فرض عین
سمجہتے ہین (واضح ہو کہ) آنحضرت صلعم نے سخاوت کا حکم فرمایا ہی اور اس نیکی کو اور
سب نیکیون پر مقدم فرمایا ہی اور سخاوت بہی کیسی کہ جسمین حیوانات بہی
داخل ہین خلاصہ یہہ کہ راقم کے نزدیک یہہ ہے کہ جیسی انسانیت و مروت
کہتے ہین وہ ترکون مین پائی جاتی ہے اور ہم نہین جانتے کہ اس قوم سے زیادہ
جسے عیسائی جاہل و بدبخت سمجہتے ہین کوئی اور قوم بہی صاحب مروت ہے

حصہ سوم جوابات الہامات نسبت آنحضرت

باب اول واضح ہو کہ جتنے اتہامات آنحضرت کی نسبت کیے گئے ہین اون سب کا خلاصہ

چار تہمتین مرقومۂ ذیل ہین **تہمت اوّل** آنحضرت نے ایک نیا اور جھوٹا مذہب
محض دل مین بنا کر اور دنیا مین رواج دیا حالانکہ یہہ مذہب آپ نے اپنی شہوت نفسانی کی
تسکین کے لئے ایجاد کیا تھا **تہمت دوم** آنحضرت نے اپنے مذہب کو بزور شمشیر رواج دیا
اور اسکے واسطے لاکھا آدمیونکو ناحق قتل کیا اور لاکھا کو مصیبت و تکلیف مین مبتلا کیا
تہمت سوم قرآن مین بہشت کا وصف شہوانی اور نفسانی سے متصف کیا ہے **تہمت چہارم**
تعدد ازواج کی جائز کر کے گویا آنحضرت نے عیاشی اور بدفعلی کی جرأت دلائی فقط **جواب**
تہمت اول راقم کہتا ہے کہ اکثر حالات آنحضرت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ قطع طمع سے بکلی
بری تھے اور خاص کر کے اس امر مسلّم النبوت سے کہ حالانکہ آپ کی حیات مین آپ کا مذہب
قائم ہوگیا تھا اور حکومت غیر محدود رکھتے تھے لیکن کبھی اس حکومت سے منتفع نہین ہوئے
اور کبھی اپنی شوکت و حشمت نہین چاہی بلکہ آپکے اطوار و عادات مین جو سادگی
اور بے تکلفی ابتدا مین تھی وہی آخر عمر تک رہی اب یہہ امر باقی رہا کہ آنحضرت نے یہہ مذہب
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین کے لئے ایجاد کیا تھا اسکا جواب یہہ ہے کہ خود آپ جب
مبعوث ہوئے تھے اوس زمانہ مین تمام عرب مین ازواج کی کوئی حد مقرر نہ تھی پس
لہذا یہہ بات خلاف قیاس ہے کہ آپ ازواج کی ایک حد معین کر دیتے درحالیکہ
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین مقصود تھی علاوہ ان سب امور کے یہہ دلیل بھی آنحضرت
کی برأت کی ہوسکتی ہے کہ باوجودیکہ مثل اپنے اہل وطن کے عورتون کی محبت آپکی
طبیعت مین داخل تھی لیکن کبھی آپنے اپنے تئین ازراہ تصنع عیوب انسانی سے بری
نہین کیا بلکہ برخلاف اسکے فرمایا کہ مین ایک بشر ہون مثل تمہارے اور داؤد پیغمبر
اور بادشاہ کی نسبت جنکے بارہ مین توریت مین لکھا ہے کہ یہہ شخص خدا کے

سبب جسکے گروہ نو سرداروں اور ربانی اور ترویج شرع کو جو انہوں نے قوی کیا ہے ... بابہ
نگہری رہا کر کے نہ لیجا سکے لیکن اس حکومت کی اختیار کرنے سے کسی شخص نے
حضرت موسی پر یہہ تہمت نہیں لگائی کہ اس امر عظیم یعنی سربراہ کاری بنی اسرائیل کے
سر انجام دینے سے انہیں طمع نفسانی مقصود تھی اسواسطے کہ بدون اس حکومت کے
پیغمبر موصوف اوس رسالت کی تکمیل نہ کر سکتے تھے جسکے واسطے مبعوث ہوے یعنی خدا نے
انہیں مبعوث کیا تھا پس اسی طرح عرب کے مقدمہ میں بھی ہوا کہ چونکہ یہہ لوگ بہت
سی قبایل میں منقسم تھے اور ہمیشہ آپس میں لڑا کرتے تھے پس آنحضرت کو انہیں متفق
کرکے ایک گروہ کرنیکی اور انمیں مذہب اسلام قایم کرنیکے اور کوئی تدبیر نہ تھی
بجز اسکے کہ خود سربراہ کاری اور سرداری اختیار کرین پس یہہ امر (یعنی سرداری
عرب) تہمت طمع سے آپ کو بری کرتا ہے اب باقی رہی تہمت جعل یعنی کذب
وبناوٹ پس اس اعتراض کا بطلان اس بات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت
کے تربیت مین اول عقائد توحید خدا ہے اور یہہ ایسا عقیدہ ہی کہ خود جناب
مسیح نے تعلیم کیا ہے اب اگر کوئی شخص کہے کہ لفظ جعل سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت
نے پیغمبری کا حیلہ کیا تھا تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ دونوں امر یعنی بت پرستی کو دفع کرنا
اور ایک خدا سچے برحق کی عبادت مقرر کرنا اور ان لوگوں کو جو پہلی امر مین
گمراہ اور دوسری بات سے ناواقف تھے ایسے لائق ہین کہ اسکی تبلیغ وہدایت
خدا کی طرف سے ہو اور یہہ امر بیشک یقینی ہے کہ آنحضرت نے عرب مین
ایک خدا کی عبادت قایم کردی اور بہت سے لوگوں کو اوس ملک کے ایسا نسبت قناعت
... بلکہ ہزار برس سے زیادہ گذرا کہ بہر کیسے پیرایہ مین عبادت اصنام رائج

نہ ہوئے لیکن برخلاف اسکے جب بت پرستی عیسائیون مین دوبارہ رائج ہوئے
تو جس فرقہ نے غلبہ حاصل کیا تھا بت شکنون کے تکفیر کرتے لگا فقط اس سبب سے
کہ تھون نے اون بت پرستون کے معبودون کو توڑ ڈالا تھا علاوہ اون ارشادات
کے جنمین یہہ تاکید ہی کہ بت پرستے کو بیخ و بن سے اوکھاڑ ڈالو اور احکام سے
آنحضرت صلعم کے اس امر کے تاکید شدید پائی جاتی ہی کہ وہ مکارم اخلاق اختیار کرو
جو ایک شخص کو دوسرے کی نسبت فرض ہین اور جہان جہان آپ صلعم کا مذہب رائج
ہوا ان اخلاق حمیدہ کے عمل مین لانیکی تاکید رہی اور جو لوگ حضرت صلعم کے بہت
بڑے دشمن ہین وہ بہی اعتراف کرتے ہین کہ اون تمام قران مین اخلاق
بجالانیکی تاکید شدید ہے اور واضح ہو کہ عرب کا دستور تہا کہ اپنی تحریر اور تقریر
مین استعارات اور مجازات اکثر استعمال کرنے سے چنانچہ حسب رسم عرب اکثر احکام
آنحضرت بہی استعارات و لطائف سے مملو ہین لیکن ان لطائف مین سے کسی
پر مورخین عیسائیہ نے اسقدر طعن اور مضحکہ نہین کیا جسقدر آپ صلعم کے
یعنی معراج پر کیا ہے لیکن راقم کہتا ہے کہ ان نکتہ چینون کو یاد رکہنا چاہیئے تہا
کہ یہہ حکایت اوس قصہ کے نسبت دراز ہے بعید از عقل اور خلاف قیاس نہین
جسمین یہہ ہے کہ ایک جنگل مین شیطان نے مسیح کو اغوا کیا جیسا کہ انجیل مین لکہا ہے
کہ پہر شیطان اونسے لیتے مسیح کو ایک بڑی اونچی پہاڑ پر لے گیا اور اوسے سب
سلطنتین روی زمین کے اور اوسکے حشمت دکہلا دئے آخر حقیقت یہہ ہے
کہ سفر شب مین ایک استعارہ ہے اور وہ بہت آسانی سے بیان ہو سکتا ہے
سفر براق جسکے معنی حقیقے بجلی کے ہین خیال سے کنایہ ہے اسرا اصلی کہ خیال

بجلی سے بھی زیادہ جلد دوڑتا ہے اور وہ نردبان نور جسپر حضرت اور جبرئیل آسمان
سے گذرے تھے غور سے کنایہ ہے اسواسطیکہ غور کے ذریعہ سے آدمی تمام آسمانوں مین پہر آتا ہی یہان
پہر آتا ہے یہان تک کہ تخت گاہ جناب باری تک پہنچ جاتا ہے اور وہ عجیب طلعت
جلوے اوس سے خدا خوش ہوتا تہا اور جسکے آواز سے کسی بشر نے نہ کبھی سنی اور نہ اوسکے
اور نہ اوسکے ذہن مین خطور کرسکتی ہے صالحین کے نماز سے کنایہ ہی اور
علی ہذا القیاس باقی قصہ معراج کی تاویل ہوسکتی ہے راقم کہتا ہی اسی قصہ
معراج مین یہہ سوال معقول ہوسکتا ہی کہ آنحضرت صلعم کو استعمال استعارات مجازات
سے کیون منع کرتے ہو حالانکہ فقہا و متکلمین نصاری نے بہی استعمال مجازات
کیا ہی اسواسطیکہ بہت سے مسائل اونکے طریقہ مین ایسے تہی کہ انہین مجازات
سے حل ہوتے تہی اور اگر یہہ استعارات نہ استعمال کرے تو مطلب خبط ہوجاتا ہے چنانچہ
توریت مین ایک پیغمبر سے نقل ہے کہ آہاب کے فریب دینی کو خدا نے جو خالق
ہمہ حق ہے جن کاذب اپنی شیطان سے مشورہ کیا تہا عبارت تو یہہ ہے
اور خداوند نے کہا کہ کون شخص ترغیب دیگا آہاب کو کہ وہ جائی اور راموتہ جلعید
پر گر پڑے پس کسی شخص نے کچھ کہا اور کسی نی کچھ کہا تب ایک روح پیدا ہوا
اور خداوند کے سامنے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ مین اوسے ترغیب دونگا پس
خداوند نے اوس سے کہا کہ کس طرح اوسنے کہا کہ مین جلد جاتا ہون اور مین جہوٹی
روح ہونگا بیچ مین اوسکے سب پیغمبرون کے پس خداوند نے اوس سے کہا
کہ تو اوسے ترغیب دیجیو اور اسپر قادر بہی ہوگا پس جا اور کر ایسا فقط آہاب راقم
ایسے استعارات کے اور مثالین کتب مقدسہ سے بیان کرتا ہے اور پوچھتا ہے

موسیٰ ع نے تعلیم کیا تہا لکن اتنا فرق ہے کہ ہمین ایک دوسری لسنبت نیکی
کرنیکی یہ بسنبت امم سابقہ کی زیادہ تر تاکید ہی اور خدا نے ایسا طریقہ
ہمارے واسطے مقرر کیا ہی جسکو سب سے ذلیل ترین اور جاہل ترین لوگ
بخوبی جان سکتا ہی کہ کب اوسنے ان افعال نیک کی مخالفت کی اور کب
انہین بجا لایا اور وہ طریقہ اس قول مسیح سے بخوبی واضح ہی کہ سلوک کرو
اور ونسی اوسطرح جسطرح کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمسے پیش آئین (واضح ہو
کہ جب جناب مسیح مبعوث ہوئے تہے تو جو یہودی یہودیہ مین رہتے تہے ونکی
اخلاق بہت خراب ہو گئے تہے اور اونکے علماء اور عوام الناس دونوںمین
نفس پرستی اور خود پسندی بہت بڑہ گئی تہی اور اوس ملک مین سوا حرص
و طمع اور ظلم و جور کے اور کچھہ دکہائی دیتا تہا اسواسطے کہ اون لوگون نے
(یعنی یہودیون نے) ایمانکو بعض رسوم اور قواعد شدیدۂ ظاہریہ کی بجا لانیمین
منحصر رکہا تہا اور اصل و لب مذہب ضایع کر دیا تہا پس جناب مسیح ع کی
رسالت کا فقط یہہ مقصود تہا کہ شریعت اصلی اور واقعی حضرت عیسے ع و بجا لا
کرین اسواسطیکہ تمام احکام مسیحی اسی امر کیطرف منجر ہین پس اس تمہید سے یہہ بات
بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ اصل مین شریعت عیسیٰ ع فقط مجدد ملت موسے ع
تہی لکن برخلاف حضرت مسیح ع کے کہ اونہین یہود کو صرف احکام حقہ
تعلیم کرنی پڑے) آنحضرت ص کو فقط اخلاق حمیدہ کی تعلیم اور تاکید نہین
کرنی پڑی بلکہ عبادت خدا یکتا بہی قایم کرنی پڑی اسواسطیکہ تقدیر
الٰہی سے جن لوگونمین آپ مبعوث ہوئے تہے وہ ان دونون

بارتون مین (یعنے عبادت خداے یکتا اور اخلاق حمیدہ مین گمراہ تہی پس
آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ مذہب اسمعیل علیہ السلام باپ قوم عرب از سر نو رواج دیا
اور وہ یہہ تہا کہ خدائے یکتا کی عبادت کرو پس یہی وجہ اس بات کے ثبوت
کی لئے کافی ہی کہ آنحضرت اس قول مین بیشک صادق تہے کہ مین عرب کو
مذہب جدید نہین تعلیم کرتا ہون بلکہ وہی دین سکہاتا ہون جو اونکی جد حضرت
اسمعیل علیہ السلام نی بہت مدت پیشتر رواج دیا تہا پس اب راقم کہتا ہی کہ آیا ممکن ہے کہ
جس شخص نے اپنے ملک کی لوگون کی عقائد و رسوم ابدالاباد کی لئے درست
اور شائستہ کی ہون اور بعوض طریقہ باطلہ بت پرستی جسمین سالہا سال
سی اوسکی ملک کے لوگ غرق تہے عبادت خدای یکتا و برحق رواج دی ہو
اور جس شخص نے قتل اطفال موقوف کردیا ہو اور استعمال مسکرات اور وہ
لہو ولعب ممنوع کردی ہون جنمین بازی ہوتی ہی اور جو منشاء تخریب اخلاق
ہین اور جس شخص نی رسم تعدد ازواج جو اوسکی زمانہ مین مروج تہا اور جسکی کوئی
حد نہ تہی بالنسبۃ محدود کردیا ہو ہم پہر پوچہتی ہین کہ آیا ممکن ہی کہ ہم گمان کرین
کہ ایسا مصلح اور مہذب جلیل الشان جسنی ترویج احکام حقہ مین ایسی سرگرمی اور
جانفشانی کی صرف ایک جعلساز اور مکار تہا اور اوسکی تمام افعال و اقوال مین
محض کذب بہرا تہا آیا ہم یہہ وہم کرسکتی ہین کہ اوسکی رسالت منجانب اللہ نہ
تہی بلکہ اوسکا ایجاد تہا اور تمام عمر وہ شخص خود اپنی کذب پر متنبہ اور معترف رہا
استغفر اللہ یہہ گمان اوسکی نسبت نہین ہوسکتا یقین کرنا چاہیے کہ وہ شخص الغرض آنحضرت
بیشک آگاہ تہا [illegible] حق پر [illegible] اور سچی وجہ سے اظہار حق مین ایسا مستقل و ثابت قدم

کہ کبھی اوسکا قدم ثبات پیچھی نہین ہٹا اور یاس و استقلال کو لغزش نہین ہوئی بلکہ جس وقت سی اوس شخص نی اپنی رسالت کا اظہار اپنی زوجہ خدیجہ سی کیا جبتک کہ آغوش عائشہ مین وفات پائی اون اعزا و رفقا کی کبھی مین بھی نہ آیا جو اوسکی حالات سی بخوبی واقف تھی واقع مین ایسی شخص صادق اور صالح کو جو اپنی خالق پر اعتماد و وثوق کامل رکہتا تھا اور جسنی عقاید و اعمال عباد کو ایسا مہذب اور درست کیا یہہ کہنا چاہیئی کہ بیشک الصادق اور مرسل من اللہ تھا اور اس امر کا کون مانع ہی کہ اگر اوس شخص کو عباد کاملین مین نہ سمجھین تو عباد صالحین مین تو تصور کرین اور یہہ کیون نہ یقین کرین کہ اوسنے اپنی زمانہ مین اپنی قوم کو صدق و راستی تعلیم کی تھی اور اوسکو خدا نی اسواسطے مبعوث کیا تھا کہ اپنی امت کو اوسکی توحید اور صداقت سکھائی اور اونھین احکام انتظام ملک اور اخلاق حمیدہ تعلیم کئی جو اونکی مناسب حال ہون پس اس بیان سی ثابت ہوا کہ بیشک آنحضرت صلعم کو اپنی رسالت کا ایسا یقین واثق تھا کہ ہر چند کفار نی تمسخر اور مضحکہ اور ظلم و تعدی آپ پر بہت کی لیکن آپ صلعم کا قدم ثبات پیچھی نہ ہٹا اور ہر چند بہت تخویف کی اور تکلیف دی لیکن آپ صلعم اونھین توحید اور سنت حسنہ تعلیم کرنیسی باز نہ آئی اور ایسی اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ کی اونھین ترغیب دی کہ آپ صلعم کی عہد تک کسی شخص نی کبھی ایسی افعال و نہین تعلیم کی تھی اور آنحضرت صلعم نی نہ تو ریاست دنیا طلب کی اور نہ حکومت عقبی بلکہ فقط عفو و رحم خدا اسی طلب کیا اور اس امر کی توفیق مانگی کہ بندون کو بوعظ و نصیحت راہ راست پر لائین در حقیقت آپ صلعم کا یہہ مقصود تھا کہ بندگان خدا انصاف کرین

اور رحم کو دوست رکہین اور خضوع وخشوع اپنے خالق کے سامنے حاضر ہون اور
بہہ عقیدہ بہی آپ نے تعلیم کیا ہی کہ ایک روز سب عادل اور ظالم پہر زندہ
کئے جاینگے اور خدا اونمین انصاف کریگا اب راقم کہتا ہی کہ بہلا انحضرت کے
پیروان بدذات و نالایق کو آپ سے کیا نسبت بہلا کہان آپکا رحم اور علم
اور کہان وہ ظلم وجور جو تیمور نے اصفہان مین اور نادرشاہ نی دہلی مین کئے
بہلا کہان آپ اور کہان وہ ظالم جنہون نے ہمارے زمانہ مین جزائر کیاس
اور سیرس اور سکندریا کو برباد و تاراج کیا حالانکہ بادشاہان ممالک متفرقہ
کا دستور ہی کہ ادہر کسی شہر کو فتح کیا ادہر وہان کی لوگون کو قتل کرنا شروع
کرتی ہین خواہ وہ لوگ ہتیار بند ہون خواہ بی ہتیار خواہ مجرم ہون خواہ
بی قصور لکن انحضرت کے رحم کو دیکہئے کہ اگرچہ آپ کو کفار سے بہت سے انتقام
لینے تہی لکن چند ہی مقامات پر اونسی بدلہ لیا اور اکثر چند مواقع مین بہی اکثر
اونکی جرمون سے بالکل عفو و درگذر کیا اور یہہ بہی ملاحظہ کیجئے کہ اگر انحضرت
صلعم سے بہی تو کسو سطی کہ خانہ خدا کو نجاست بت پرستی سے پاک کرنیکے لئے
چنانچہ جب آپ بعد فتح مکہ داخل خانہ کعبہ ہوئے تو یہہ کلمات طیبہ فرمائے
حق آیا اور باطل دفع ہوا اور ان کلمات نے تین سو ساٹہہ بتون مینا
جولوس مقام مقدس پر نصب تہے زلزلہ ڈالدیا اور منہدم کردیا اور جب اپنے
کام (یعنی دفع بت پرستی) کو انجام دیچکے تو پہر اوس شہر مفتوح مین بہت کہا
قائم کرانیکی کوشش نہ کی جیسا کہ تہوڑا عرصہ ہوا کہ آپ کے ہمنام فتاح (اشارہ
اسے محمود غزنوی مراد ہی) نے کیا اور نہ آپ نے اپنی شان و شوکت

ظاہر ہونے کیلئے کوئے متحمل وس سبب نے زیب بنایا جو مذہب کے عزت اجلال ظاہر کرنیکے سبب فتح کیا تہا بلکہ اپنی ایاروواجداد کا مسکن اپنی قوم کے ہاکی تخت اور اپنی مذہب کا معبد یعنے مکہ معظمہ چہوڑ کر اپنی ہجرت فقر کو مراجعت کیے اور وہاں اپنی اصحاب وفادار ہین جو بوقت امتحان آپکے شریک ہوئی تہی بود و باش اختیار

تہمت دوم

انحضرت نے بزور شمشیر اپنی مذہب کو رواج دیا اور اسوجہ سے لاکہا آدمیون کو ناحق قتل کیا اور لاکہا کو مصیبت اور ایذا مین مبتلا کیا۔ فقط

جواب

راقم کہتاہے کہ فرض کیا کہ قول معترض من وجہ صحیح ہے اور یہہ ہی تسلیم کیا کہ لاکہا بت پرست اسواسطے قتل کئے گئے کہ اونہون نی وجود خدا ئی یکتا کا انکار کیا تہا تاہم یہہ جواب ہوسکتاہی کہ جس بات کا خدا سے حکم ... وہ بات کسیے زمانہ مین ناحق نہین ہوسکتے اور چونکہ عیسائیون کو اس بات کا یقین فرض ہی کہ حق تعالے نے حکم کیا کہ اہل کنعان کو بالکل نیست ونابود کردو اسواسطیکہ یہہ لوگ بت پرستی کرتے ہین اور یہواہ (یعنے خدا) نے اس امر کے تکمیل کے لیے یہہ معجزہ بہی ظاہر کیا کہ آفتاب اور ماہتاب کو ٹہرا رکہا تاکہ یوشع سب دشمنون کو قتل کرڈالین لہذا اگر یہ لوگ (یعنے عیسائی) منصف ہوگئے تو اس بات کا اقرار کرینگے کہ اگر آنحضرت نے بہی اوسی ذریعہ سے اپنی مذہب کو رواج دیا تو سچ کیا اور کوئی الزام آپکے نسبت نہین عائد ہوسکتا اسواسطیکہ اگر اس بات کو تسلیم نہ کرینگے تو یہہ قباحت لازم آئیگی کہ آنحضرت

سے کے زمانہ کی نسبت حضرت موسی کے زمانہ مین خداکو بت پرستی سے زیادہ تر نفرت تھی او
آپ کے عہد کی نسبت بادشاہان بنی اسرائیل کے وقت مین خداکو عبادت اصنام
زیادہ تر ناپسند تھی کہ اونکو اور اونکی تمام رعایا کو فقط اسی گناہ کے سبب سے ہلاک کیا
یہہ سچ ہی کہ آنحضرت صلعم نے جنگ کی تھی لیکن آپکے جہاد مین اور حضرت موسی کی لڑائیون
مین یہہ فرق بین ہی کہ آپنے بندگان خداکو بالکل برباد اور غارت نہین کیا اعدا سے
کہ جہاد کرنیمین یہہ مطلب ممدوح آپ کی مدنظر تھا کہ تمام قبائل عرب کو متفق کر
ایک گروہ کردین اور بت پرستی کو دفع کرکے عبادت خدا کے لیے یکتا اونہین تعلیم کرین
اور جن لوگون نے آپ کی شریعت کی متابعت قبول کرلی اونسے آپ بملایمت و
ملاطفت پیش آئے ہان البتہ جن لوگون نے تمرد و جحود کیا اونہین قتل کیا لیکن آپ صلعم نے
عورتون اور لڑکون اور بچون کو بیقصور سمجھکر جان بخشی کی اور اپنے صحابہ کو تاکید کی
کہ جو لوگ قرآن پر ایمان لائین اور اوسکی متابعت اختیار کرین اونہین نہ ستانا بلکہ مثل
بھائیونکی اونسے پیش آنا لیکن برخلاف اسکے حضرت موسی علیہ السلام نے قومین کی قومین کی قتل
کرڈالین اور نہ اونپر رحم کیا اور نہ اونکی اطاعت قبول کی مگر آنحضرت صلعم نے اسلام
مین حضرت موسی ع کی متابعت کبھی نہین کی ہان البتہ اکثر سلاطین نصاری نے اس فعل
مین حضرت موسی ع کی پیروی کی خاص کرکے اہل ہسپانیہ نے کہ جب اون لوگون نے پیرو
اور جمایکہ کو فتح کیا تو وہان کے باشندون کو بالکل نیست و نابود کردیا راقم کہتا ہی کہ تمام قرآن
مین کہین ایسے احکام خدا کیطرف نہین منسوب کیے ہین جنسے ایسی بیرحمی اور ناانصافی
ظاہر ہوتی ہو جو بشر کی عقل مین نہ آئے البتہ توریت مین اس قسم کے بہت سے احکام
ہین جنمین سے چند ذیل مین مرقوم ہوتے ہین پس موسی صلعم نے کہا کہ خداوند فرماتا ہی کہ ہر شخص

ـنکے ہاتھہ مین تلوار دی اور تمام لشکر مین اندر او باہر دورہ کر اور ہر شخص اپنے
بہائی کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے دوست کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے
ہمسایہ کو قتل کرے یوشع نے ساری ملک کو اور اونکی سب بادشاہونکو
قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بلکہ بالکل فنا کر دیا ذی روح چیزون کو
جیسا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے اوسے حکم کیا تھا اب جا (صموئیل
نے ساؤل سے کہا) اور قتل کر عمالقہ کو اور بالکل غارت کر دی جو کچھہ وہ
رکھتے ہین اور اونکو زندہ نچھوڑ بلکہ قتل کر مرد اور عورت دودہ پیتے بچہ کو اور
شیرخوار کو بیل کو اور بھیڑ کو اور اونٹ کو اور گدہے کو لکن شہراون کے
جنہین خداوند تیرے خدا نے تجھے ورثہ مین دیا ہے پس تو تمام جاندار چیزون
مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیو لکن تو بالکل نیست و نابود کر دیجیو انہین
یعنی حطیونکو اور عموریون کو اور کنعانیون کو اور حوائیون کو اور یبوسیون کو جیسا
کہ خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم فرمایا ھی علی ہذا القیاس اقوم یوحنا کی کتاب
مسیح ع نے جو اوس کو وہ خطبہ فرمایا تھا جسمین سوا رحم اور محبت اور شفقت
ہمدردی کے کسی چیز کا ذکر نہین بہلا اوس تمام کتاب مین اون گناہان کبیرہ کی ذرا
بھی اجازت یا حکم ہی جن گناہونکی لوگ خود توم مرتکب ہوئے اور مسیح کا نام بدنام
کیا پس اب ہم کس سے پوچھین کہ وہ آخر وہ گناہان کبیرہ کس شخص کیطرف منسوب
کرین اس سوال کا جواب بہت آسان ہے وہ یہہ ہے کہ یہہ معاصی بادشاہ
قسطنطین کیطرف منسوب کرنے چاہیین جسکو ناحق لوگون نے بزرگ کا
خطاب دیا ہے (واضح ہو کہ بعد وفات مسیح اونکے احکام کے ترجمے ہوگئے

اور انہیں احکام کا نام مذہب عیسائی رکھا گیا ترجمہ اول تو اوکی حواریین
پولوس اور یوحنا کی سند سے مشہور ہوا اور ترجمہ ثانی قسطنطین کی سند سے
مروج ہوا بادشاہ موصوف جس محض بخیال سلطنت آرائی دین مسیحی اختیار
کیا تہا اور جو بسبب اپنی ظلم و جور کے ثانی نیرو شہر روم کہلاتا تہا کونسل
نیسیا کا سربراہ کار تہا یہہ کونسل جو بنام نیس مشہور تہی ۳۲۵ء مین منعقد
ہوئی تہی اور پہلے اسی کونسل مین عقیدہ الوہیت مسیح مقرر کیا گیا تہا
اب بعد اون مباحثات اور مناقشات مذہبی کا حال سنیئے جنمین ہزارون عیسائیون کی
جانین ناحق تلف ہوئین اور جن لوگون کو مناسب تہا کہ آپسمین مثل
بہائیون اور دوستون کے رہتی اونہون نے ایسا ظلم و ستم کیا کہ نہ دیدہ
نہ شنیدہ چنانچہ سینٹ ہلیری جو اوس زمانہ مین یعنی چوتہی صدی عیسوی مین گذرے
اور جو فرقۂ پوٹیکٹرس کے بشپ یعنی مجتہد کلان تہی اور منجملہ قدمای علمای عیسوی
سے تہی اس خرابی پر دین مسیحی کے بہت افسوس کرتے ہین اور مخبرین
مذہب عیسوی پر بہت لعنت و ملامت کرتے ہین عالم موصوف لکہتے ہین کہ یہہ
افسوس اور خوف کی بات ہے کہ لوگون کے جتنے رائین ہین اوتنی ہی مذہب
ہین اور جتنی رجحان ہین اوتنے ہی عقیدے ہین اور جتنے خطائین ہم لوگون کے
ہین اوتنے ہی عقائد باطلہ پیدا ہوئے ہین اسواسطے کہ ہم لوگ اپنی رای سے
عقیدے گڑہتے ہین اور اپنے طبیعت سے اونکی بیان کرتے ہین
ہر سال بلکہ ہر مہینے ہم لوگ اسرار مخفیہ بیان کرنے کیلیے نئی نئی عقیدے
ایجاد کرتے ہین اور ہم لوگونکی یہہ کیفیت ہے کہ خود تو اپنی افعال بد

سے توبہ کرتے ہین آور جو لوگ افعال بد کرتی ہین اونکی طرفداری اور حمایت
کرتے ہین اور جنکی طرفداری اور حمایت کرتے ہین اونہین پر لعنت ملامت
بہی کرتے ہین اور ہم اور ونکے عقائد کی ردّ کرتے ہین اور وہ ہمارے عقائد
کی رد کرتے ہین پس اس ردّ و بدل کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمنے اپنے ہاتہہ سے
اپنے تئین برباد کردیا فقط اسی کونسل نیشیا مین شاہ قسطنطین نے
ایسے اختیارات پادریون کو دئے کہ اونکو سلب سے بہت خرابیان
پیدا ہوئین چنانچہ اونمین سے چند خرابیان ذیل مین مذکور ہوتی ہین پہلی
خرابی یہہ ہوئی کہ عیسائیون نے دو برس کے عرصہ مین جو جو ظلم
نہایت شدید ترکون سے کئے اور لاکہا آدمی قتل و قمع او تباہ و برباد ہوئے
دوسری خرابی یہہ تہی کہ فرقہ انابپٹسٹ قتل کیا گیا (یہہ فرقہ نصاری
تا ہنگام بلوغ اصطباغ کو حرام جانتا ہی تیسری خرابی یہہ تہی کہ فرقہ لبوتہرن
و ریرومن کیتہولک کے لوگ دریا رہین سے تا حد و دشمالی قتل کیے
گئے چوتہی خرابی وہ قتل و قمع تہا جو شاہ ہنری ہشتم اور اوسکی
بیٹی شاہزادی میری کے حکم سے ہوا تہا پانچوین خرابی قتل و قمع
مشہور بہ سینٹ برتہالیمیو جو ملک فرانس مین ہو تہا چہٹی خرابی یہہ
کہ علاوہ قتل و قمع مذکورہ کے اور قتل و قمع چالیس برس کے عرصہ
مین ہوئی یعنی از عہد شاہ فرانسس تا داخلہ ہنری چہارم شہر پاریس
مین ساتوین خرابی وہ قتل و قمع تہا جو بحکم پادریان محکمہ انکوئزیشن
ہوا یہہ قتل عام اور مقاتلون سے بہی بدتر تہا اسواسطے کہ

بول کار ثواب سے جہکر اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوئے علاوہ انکی اور بہت
سی خرابیان ہوئین مثلاً پادریونمین تفرقہ اور اختلاف پڑگیا اور بعض بعض
کے عرصہ تک پوپ پوپ بنے لڑا کئے اور نسبت نسبت سی سرگرم جنگ رہے
اور بعض لوگون کو زہر دیکر مار ڈالا اور بعضون کو تلوار سے قتل کیا اور بعضون
کا مال واسباب لوٹ لیا اور بارہ پوپ سے زیادہ نے مکر وفریب کیے اور یہہ
پوپ نہر وا اور کیتلا گیلا قیصران روم سے بہی ہر قسم کے گناہ اور بدی اور
شرارت مین زیادہ تہے اٹہوین خرابی یہہ تہی کہ بارہ لاکہہ آدمی نئی دنیا یعنے
امریکا مین قتل کئے گئے حالانکہ ہنگام قتل ان کے ہاتہہ مین صلیب مسیحی
تہی ایس راقم کہتا ہی کہ واقع مین ایسی شدید اور ہولناک لڑائیان جنکا ابہی
ذکر ہوا عیسائیونمین فقط مذہب کیواسطے چودہ برس کے عرصہ تک ہوتی رہین
کہ سوا انکے ایسے قتال وجدال کسی فرقہ مین نہین ہوئے اور جن فرقونکو ہم لوگ
کفار کہتے ہین درحقیقت دشمن ہین کسی فرقہ نے مباحثات او مناقشات مذہبی
مین ایک قطرہ خون بہی کبہی نہین بہایا چنانچہ مستر جیورز وصنا کہتے ہین کہ ہمین
واجب ہی کہ امر حق بیخوف بیان کرین وہ امر حق یہہ ہی کہ سلاطین نصاری
نے علاقہ فرانس اور سپین مین حکومت مسلمانون کے طریقون سے قائم کی
اور ایسی ہی ظلم وجور سے سلطنت سلاطین نصاری ممالک شمالی مین بہی
قائم کی گئی اور یہی سلوک فرقہ والڈ نسیز اور البیجنسیز سے بہی کئی گئے
اسواسطیکہ ان فرقون نے پوپ کی مخالفت پر کمر باندہی تہی اور یہی
سلوک باشندگان نئی دنیا سے بہی کئے گئے پس ان سب

مسلمان اونکے لوگون سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہم لوگ محمدؐ کو اس بات کا الزام نہین
دی سکتے کہ اونہون نی اپنا مذہب بظلم و تعدی مروج کیا اور کسی ملت کے
لوگون سے عفو درگذر نہین کیا سوا اسکے اس اعتراض کے جواب مین (محمدؐ)
(محمدؐ) دلیل کرسکتی ہین کہ اگر نفس ظلم ناجائز ہے تو اوسکا استعمال کسی زمانہ مین
از روئی شرع نہین ہو سکتا حالانکہ تم لوگون نی چوتہی صدی عیسوی
سے اس زمانہ تک ظلم جبر کیا تاہم تم کہتے ہو کہ ان سب ظلمون مین سے
کوئی حرکت بیجا نہین کی بلکہ سب بجا کیا پس تم لوگون کو لازم ہی کہ اس بات
کو قبول کرو کہ یہہ طریقہ ظلم بنا بر مذہب فی نفسہ جایز نہین ہے لہذا مین (یعنے محمدؐ) بہی ابتدائی
زمانہ نبوت مین اس طریقہ ظلم کے عمل مین لانیکا شرعًا مجاز تہا اسواسطے یہہ
سمجہنا بالکل خلاف عقل ہی کہ ایک فعل پہلے صدی عیسوی مین تو گناہ کبیرہ
مین داخل تہا اور وہی فعل چوتہی صدی مین جایز ہوگیا یا ایک فعل چوتہی صدی
مین جایز ہوگیا لکن پہلی صدی مین حرام تہا البتہ یہہ عذر جب بجا ہوتا کہ اگر عدالتی
چوتہی صدی تک ایسی قوانین جاری کیے ہوتی مسلمان حسب احکام مذہب خود
اس امر پر مامور ہین کہ اور مذہبون کے تباہ و برباد کرنیکی لئی شدت اور زبردستی
کرین تاہم اس زمانہ مین تو وہ لوگ اور مذہب کے لوگون سے عفو و درگذر
کرتی ہین اور یہہ امور اونہون نی بہت عرصہ سے اختیار کیے ہین لکن عیسائیون
کو سوا وعظ و نصیحت کے اور کسی بات کا حکم نہین ہی تاہم معلوم نہین کہ کتنے
عرصہ سے ان لوگون کا یہہ شعار ہی کہ اور مذہب کے لوگون کو جلا دیتی ہین اور
قتل بہی کرتی ہین گبن صاحب مورخ مشہور اہل اسلام کا عفو و درگذر اور

عیسائیون کا تعصب ظلم علی سبیل المقابلہ کیا خوب بیان کرتی ہین مورخ وقتو
لکھتے ہین کہ واضح ہو کہ حالانکہ اہل اسلام کی لڑائیون کی خود اونکے پیغمبر نے
تحسین کی تھی تاہم اونکے خلفا نے (یعنے آنحضرت کے افعال و اقوال حمیدہ سے)
ایسے نصائح عفو و درگذر منتخب کیے تھے جو دفع تمرد و جحود کفار کے لئے کافی
ہو گئے عرب تو خدای محمد کا معتقد تھا لیکن اور باشندگان روے زمین کو نہ تو
اونہون نے ایسی نظر محبت سے دیکھا اور نہ ایسی نگاہ حسد و نفرت ڈالی جو مشرک اور
بت پرست آپکی رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے اونکی دفع کرنیمین کچھہ مضایقہ
نہ تھی لیکن بعد آپکے زمانے عدل و انصاف کا انتظام معقول کیا گیا چنانچہ
فاتحین اسلام نے پہلے تو ہندوستان مین کچھہ تعصب و ظلم کی باتین لیکن بعد
اوسکی انصاف کیا اور اوس ملک کو آباد او سکے متعدد بتخانون سے
نہین مزاحمت کی اور پیروان حضرت ابراہیم و موسی و عیسی کو بوعظ و نصیحت
اس امر کی طرف ہدایت کی کہ آنحضرت پر ایمان لاکر اور آپکی رسالت کو
پیغمبرون کی نبوت سی اکمل و اولی جانین اور اگر اون لوگون نے ایک
جزیہ معتدل المقدار دینا قبول کیا تو اونہین اختیار دیا کہ جو مذہب
چاہین اختیار کرین اور جس طرح چاہین عبادت کرین اور جو لوگ جنگ مین
اسیر ہوتے تھے بشرط قبول اسلام رہا کر دئیے جاتے تھے اور جو عورتین قید
مین آتی تہین اونہین اپنے بالکون کا مذہب اختیار کرنا پڑتا تھا اور جو لڑکے
صغیر السن قید ہوتے تھے اونہین تعلیم کیجاتی تھی یہانتک کہ وہ [illegible]
خرد سال رفتہ رفتہ ایک گروہ مسلمانان کامل الایمان ہو جاتا تھا اور [illegible]

لاکہا باشندگان افریقیہ اور ایشیا جنہون نے مذہب اسلام قبول کیا تہا اور مسلمانان عرب کے لشکر مین آملی تہی وہ لوگ جو وعظ و نصیحت اس عقیدہ کی طرف دعوت کیے گئے تہے کہ خدا ایک ہی اور محمد اوسکے رسول ہین نہ بظلم و تعدی ایک کلمہ پڑہنے سے اور ایک اگر کی کہال کے کٹنے سے (یعنی ختنہ سے) رعیت اور غلام اسیر اور مجرم مسلمانان فتاح کی ہمجنس اور ہم مرتبہ ہوجاتے تہے اور ہر لوگ اسلام قبول کرتے تہے اپنے تمام گناہان ماضیہ کا کفارہ دیتے تہے اور عہود اور معاملات سابقہ شکست کرتے تہے اور عہد رہبانیت اور تجردی شکست کرکے مؤانست اور موافقت اختیار کرلی تہے اور جو لوگ اپنے اپنے ملک مین صوامع اور گوشہ ہائے تنہائی مین بآرام تمام سویا کرتے تہے صدائی قرنائے لشکر اسلام خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور انقلاب زمانہ سے ہر شخص نے گروہون مین سے اوس درجہ قابلیت اور جرأت تک پہونچگیا جو اوسی خلقت سے حاصل تہا اب راقم ذیل مین ایک فرمان عام آنحضرتؐ کا نقل کرتا ہے تاکہ جو کچہ کہ مؤرخ موصوف (یعنی گبن صاحب) نے آنحضرت کی عفو و درگذر کے بارے مین لکہا ہے اوسکی صحت ثابت ہوجاے فرمان مرقوم ذیل ایک کتاب مسمی بہ ائی ڈسکرپشن آف دی ایسٹ اینڈ ادر کنٹریز مصنفہ رچارڈ پاکوک صاحب بادری کلان میتہ مطبوعہ سنہ ۱۷۴۳ء سے نقل کیا گیا ہے اور زہد و تقوی اور علم

و نقل مصنف موصوف اس فرمان کی صحت اور اعتبار کو
کافی ہے فقط

فرمانِ عامِ حضرت محمدؐ بنام راہبانِ کوہ سینا و کلیسا

عیسائیان علی العموم

از آنجا کہ خدا بزرگ اور حاکم ہے اور اوسنے سب پیغمبر بھیجے ہیں تاکہ
اوسپر کوئی حجت نہ باقی رہی پس واضح ہو کہ منجملہ اون نعمتوں کے
جو خدا نے بندوں کو دی ہیں محمدؐ بن عبد اللہ رسول خدا اور امین
مؤتمن کل دنیا نے یہ فرمان اون لوگوں کے نام لکھا ہی جو اوسکی
قوم اور اوسکے مذہب کی ہیں اور یہہ فرمان بطور اقرار صحیح اور
قطعی کے قوم عیسائی اور قبایل نصاری کی نسبت تکمیل دیا جائے
جس گروہ سے وہ لوگ ہوں خواہ اشراف ہوں خواہ اجلاف
خواہ معزز ہوں خواہ نہوں حسب تدابیر مرقومۂ ذیل اول جو
شخص میری اُمت میں سے یہہ جرات کرے گا کہ میری عہد
مندرج اقرار نامہ ہذا کو شکست کرے اوسنے خدا کی عہد کی مخالفت
کی اور اس اقرار کے خلاف عملین لایا اور میری شریعت سے
انحراف کیا (اللّٰہم احفظنا من ذالک) اور وہ شخص سزاوار لعنت ہوا
خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر ہو خواہ اور کوئی شخص دوم جب
کوئی شخص زاہدوں میں سے سفر میں اتفاقاً کسی پہاڑ یا پہاڑی

یا گاؤن مین مقیم ہو یا کسی اور مقام قابل السکونت مین قیام پذیر
ہو خواہ سمندر پر خواہ صحرا مین خواہ کسی صومعہ مین خواہ گرجے
مین خواہ اور کسی مکان عبادت مین لیس مین اونکا شریک ہونگا
اور اون کی حفاظت اور حمایت کرونگا اور سب لوگ
میرے قوم کی اونکی شرکت کرینگے اسواسطےکہ وہ لوگ (یعنے
راہب) میری قوم مین سے ہین اور میری عزت ہین سوم
علاوہ امور مذکورہ بالا کے مین تمام نذرون کو حکم کرتا ہون کہ اونسے
جزیہ یا اور کوئی خراج نہ طلب کرین اور ایسی باتو نہین اونپر
جبر نہ کرین چہارم کوئی شخص اون کے حاکمون اور قاضیون
کی تبدیل کی جرات نہ کرے بلکہ وہ اپنے عہدون پر رہین اور نہ
معزول نہ کیے جائین پنجم کوئی شخص اثنائے راہ مین اونہین
نہ ستائے ششم جو کنائیس اون کے قبضہ مین ہین کوئی شخص اونکو
نہ چھینے ہفتم جو شخص کسی حکم کی میرے احکام مین سے مخالفت
کریگا پس وہ یقین کرے کہ اوسنے حکم خدا سے انحراف کیا +
ہشتم علاوہ امور مندرجہ بالا کے اون کے قاضی اور حاکم اور
راہب اور خدمتگار اور شاگرد اور اور متعلقین مستوجب جزیہ نہین
اور کوئی اس بارہ مین اونہین تکلیف اور ایذا نہ دے اسواسطے کہ
مین اونکا محافظ ہون جو کوئی وہ ہون اور جہان ہون خواہ
بر مین خواہ بحر مین خواہ مغرب مین خواہ مشرق مین خواہ شمال

اور قیروان عہد نامہ میں متعلق ہیں کی اور اون وہ لوگ اسواسطے کہ میں نا جنوب ہیچ اوہ
پہاڑون پر بستے اور تنہا جنگلے سے او نمین جو لوگ نہم ہین داخل ہیں میں بدا
ا ونکے حصہ دسوان اور نہ بجبر لین جزیہ اونسے نہ لوگ کو امت نیری ہین
شریک ہو میں اسباب و مال کی اون مسلمان کوئی اور نہ سے مین آمدنی
اسواسطے کہ وہ لوگ فقط اپنی بسر اوقات کے لیئے مشقت کرتے ہین
دہم جب غلہ زمین کا اپنے وقت معین پر فراوان ہو
تو باشندگان ملک اسلام کو واجب ہے کہ مٹی
صاع کے تیقدر غلہ اونکو بھی دین یازدہم[11] مسلمان لڑائی
کے وقت اونہین اون کے مکانات سے نکال لیجا ئین اور نہ اونکو
لڑائیون میں شریک ہونیکا جبر کرین اور جنگ مین بھی اونسے
جزیہ طلب کرین واضح ہو کہ مداتِ مذکورۂ بالا مین فقط راہبون کے
بارے مین لکھا ہے اور سات مداتِ مرقومۂ ذیل مین سب عیسائیون
کے بارے مین لکھا ہے دوازدہم[12] جو عیسائی شہرون مین بود و باش
رکھتے ہین اور اسقدر مال رکھتے ہین اور تجارت کرتے ہین کہ جزیہ
دے سکتے ہین تو اون سے بارہ[12] درہم سے زیادہ نہ لیئے جائین
سیزدہم[13] سوا مبالغِ مذکورۂ بالا کے اور کچھ اونسے نہ طلب کیا جاوے
حسب قول جناب باری جو فرماتا ہے کہ ہرگز نہ ستاؤ اون لوگون کو
جو ادب کرتے ہین اون کتابون کا جو بھیجی گئی ہین خدا کی جانب سے
بلکہ چاہیئے کہ مہربانی سے دو تم اپنی نعمتون سے اونکو [illegible]

اور اون سے کلام کرو اور منع کرو ہر شخص کو اون کی ایذا رسانی سے چہاردہم اگر احیاناً کوئی زن نصرانیہ کسی مسلمان سے عقد کرے تو وہ مرد مسلمان اوسے گرجا جانے دے اور اوسی اوسکی اعمال مذہبی بجا لانے دے اور اس امر مین اپنی زوجہ کی خواہش کے خلاف نہ کرے پانزدہم کوئی شخص اونہین ترمیم کنائس سے منع نہ کرے شانزدہم جو شخص میری اس فرمان کی خلاف عمل مین لائیگا اور کسی امر کا خلاف اسکے اختیار کریگا تحقیق کہ وہ دین خدا سے مرتد ہوگیا اور رسولخدا سے منحرف ہوگیا بسبب اسکے مینے حسب قرارنامہ ہذا اونہین پناہ دی ہے ہفتدہم کوئی شخص اونپر ہتہیار نہ باندہے بلکہ برخلاف اس کے مسلمان اون کی طرفسے لڑین ہیجدہم اس فرمان کے ذریعہ سے مین حکم کرتا ہون کہ میری امت مین سے کوئی شخص تا قیام قیامت اس قرارنامہ کے خلاف عمل مین نہ لائے۔ فقط

اسمائے گواہان

علی ابن ابیطالب عمر بن خطاب جعفر بن ابوعمون سعد بن معاذ وغیرہ ✣ یہ فرمان امیرالمومنین خلیفہ علیؑ بن ابی طالب نے لکھا اور رسولخدا نے اپنے ہاتہ سے مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ مین بدستخط کی مرقومہ ۳ ماہ محرم سنہ ۲ ہجری تمام شد فرمان آن حضرت بنام نصاری ✣

۱؎ واضح ہو کہ خود آنحضرت نے بعد فتح کے سردارون سے ارشاد فرمایا تھا کہ نصاری کی رعایت کرنا اور خود حضرت نے اون سے (یعنی نصاری) سے مروت اور مراعات کی تہی اور یہی طریقہ مروت و مراعات نسبت عیسائیون کی دیگر خلفاء عمر اور

راقم گمان کرتا ہے کہ دلائل اور امور واقعیہ مذکورۂ بالا اسبات کے لیے کافی ہین کہ ہر شخص صاف قلب اور غیر متعصب کے نزدیک ثابت ہوجاے بلکہ چونکہ تہمت دوم نسبت بآن حضرت بالکل بے اصل ہے لہذا محض غلط ہے اور آپ کی بدگوئی ہے فقط

تہمت سوم

قرآن مین بہشت کو اوصاف نفسانی اور شہوانی سے متصف کیا ہے واضح ہو کہ علاوہ ہر دو تہمتہاے مذکورۂ بالا کے ایک تہمت آن حضرت کی نسبت یہہ بھی کی گئی ہے کہ جن لذات بہشت کا وعدہ آپ نے اون لوگون سے کیا ہے جو آپ کی شریعت پر ایمان لائین اور اوسکے احکام کے موافق عمل کرین وہ سب لذات نفسانی اور شہواتی ہین لکن راقم کہتا ہے کہ اگر غور کیجئے تو ظاہر ہوجائے گا کہ اسمین کوئی بات ایسی خلاف عقل نہین جیسا کہ اکثر عیسائی وہم کرتے ہین اسواسطے کہ ہمین خبر دی گئی ہے کہ روز قیامت کو ہمارے اجسام ایسی ہیأت کامل اور پاک حاصل کرینگے کہ بالکل ہماری وہم وگمان سی باہر ہے اور ہماری حواس مین ایسی قوت اور حدت آجائیگی کہ سرور موفور اور لذت عظیم محسوس کرینگے اور ہر حالت اون چیزون سے محظوظ اور متلذذ ہوگا جو اوس کی موافق ہین اسواسطے کہ اگر ان حواس کا استعمال مناسب نہ کرین یعنی اگر انہین اون چیزون سے محروم رکھین جو اونکی تفریح اور تسکین کے لیے مناسب ہین تو لازم آتا ہے کہ یہہ حواس حق تعالی

نے ہمین فقط عبث اور بیفایدہ نہین عنایت کیں بلکہ ہمیشہ کی قلق
اور تکلیف اوٹھانے کے لیے تو دیئے اور جبکہ یہ امر یقینی کہ جسم اور روح
ہمین پھر دیجاے گی اور ہمارے اجسام حالت کمال حاصل کرینگے
پس بخوبی نہین معلوم ہوتا کہ کن وجوہ سے یہ گمان کر سکتے ہین کہ
ہمکو بھی مین حواس کو ایسی چیزین نہ ملینگی جنسے وہ متلذذ اور مسرور
ہون اور اون کے سرور سے ہمارے نفس کو بھی فرحت حاصل ہو
اور راقم پوچھتا ہے کہ ایسے لذات اور نعمات سے متلذذ اور متنعم ہونے
مین کیا گناہ اور کیا قباحت لازم آتی ہے اور کون شرم اور ذلت
کی بات ہے اب باقی رہی وہ لذت جو سب لذات بہشت سے زیادہ
مطعون ہے یعنی جو لذت حوران اور غلمان بہشت سے حاصل ہوگی
راقم پوچھتا ہے کہ آیا خداے قادر مطلق نے یہ نعمت اپنی
اول عباد (یعنی آدم وحوا) کو نہین عنایت کی تھی اور جس طرح
تعالی نے اون کی واسطے تمام اسباب اور ضروریات زندگی بافراط
الی مہیا فرمائے تھے اوسی طرح اوسنے اونہین (یعنی آدم و
حوا کو) قوت شہوانی بھی ایسی عنایت کی تھی کہ سب سے زیادہ لذت و
سرور بس اسی فعل مین حاصل کرین جسپر خود جناب باری نے اونہین
مامور کیا تھا تاکہ اون کی ذریت اور نسل بکثرت ہو یہ سچ ہے کہ آنحضرتؐ
قرآن مین مومنین سے حوروں کا وعدہ کیا ہے اور باغہاے
بہشت کی ... اور ... انسانی بیان کیے ہین لیکن یہ غلط ہے

کہ آپ نے سرورِ حقیقی کا حصر انہین چیزون پر کیا ہے چون کہ روح جسم سے
الطف اور اشرف ہی لہذا حضرت نے چاہا کہ جسم کو لذاتِ نفسانی سے
متلذذ ہونے کا وعدہ کرین اور اس ثواب کے وعدہ سے آپ کی
یہ غرض تھی کہ چونکہ عرب از حد جاہل اور وحشی تھے اور سوا
لذات نفسانیہ خبیثہ کے اور کوئی چیز اونہین نہ سوجھتی تھی لیکن اونہین
عبادت خدائے برحق اور یکتا کی ترغیب اور تشویق کی اس سے
بڑھ کے کوئی تدبیر نہ تھی کہ ایسی نعمات کا وعدہ اون سے کیا جاتا
لکن آنحضرت نے ہمیشہ روح سے اون لذات کا وعدہ کیا جو اوسکے
لیئے مخصوص ہین مثلاً نورِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا کہ اس سے زیادہ
اور کوئی لذت روح کو نہ حاصل ہوگی اور سرور کامل حاصل کرنا
کہ یہ لذاتِ روحانی تمام لذاتِ نفسانی بہشت بھلا دینگی اسواسطے کہ
نعماتِ جسمانیہ میں تو وہ مواشی بھی داخل ہین جو کھیتون
مین چرا کرتے ہین اور جو شخص اسنے باغات اور ازواج اور
اسباب اور حشم و خدم ہزار برس کی راہ تک دیکھیگا وہ تو اہلِ
بہشت مین ادنےٰ مرتبہ رکھتا ہوگا لکن سب اہلِ بہشت مین وہ
شخص خدا کے نزدیک اعلیٰ مراتبِ عزت پر فایض ہوگا جو نورِ
الٰہی صبح مشاہدہ کرے گا پس یہ گمان غلط ہے کہ لذاتِ
بہشتِ موعودِ آن حضرت صرف جسمانی ہین اور استعمال
جسمانیات سے حاصل ہون گے اور یہ بھی غلط ہے کہ بہشت

اہلِ اسلام ان لذات کو جسمانی قرار دیتے ہین بلکہ برخلاف اس کے
اکثر مسلمان یہ حجت کرتے ہین کہ یہ لذات جسمانی علی سبیل الکنایۃ
والمجاز بیان کیگئی ہین اور حقیقتاً ان سی لذاتِ روحانی مراد ہین
جیساکہ علمائے عیسائی ثابت کرتے ہین کہ غزلِ منسوب بہ حضرت
سلیمانؑ فقط شادی کا گیت نہین (یعنی غزل عاشقانہ نہین) بلکہ
اوسسے معنیِ روحانی (یعنی مجازی) پر محمول کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مجازاً اوس
غزل مین محبت و شفقتِ مسیح علیہ السلام نسبت اپنی علمائے دین کے مراد
ہے چنانچہ عالمِ مشہور ہائڈ صاحب اپنی حاشیہ مسمّی بہ اڈیوٹی
ٹرکز لٹرکن صفحہ ۱۱ مین لکھتے ہین کہ جو مسلمان زیادہ تر عقیل ہین
ان لذاتِ جسمانی بہشت کو معنی مجازی پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
ان لذات کو بطور لذاتِ جسمانی کے اسواسطے بیان کیا ہے تاکہ
عقل انسانی بخوبی اِنکا ادراک کرسکے جیساکہ کتب مقدسہ سماویہ
مین اکثر باتین انسان کے طور پر بیان کی گئی ہین اور اس عقیدہ
اہلِ اسلام کی نسبت لغاتِ بہشت کی بھی اسطرح تصدیق ہوئی
کہ ایک مرتبہ مینے سفیر مراکو کو ایک باغ کے بارے مین لکھا کہ یہ باغ
ایسا فرحت بخش ہے جیسا باغِ بہشت تو سفیر موصوف نے میرے
کلام کی رد کی اور لکھا کہ بہشت ایسی شے ہے کہ دنیا مین کوئی چیز
اوس کے مشابہ نہین ہوسکتی اور ایسی چیز ہے کہ نہ آنکھہ نے کبھی
دیکھی اور نہ کان نے سنی اور نہ وہم و گمان مین آسکتی ہے اس قول

کی تائید عالم مشہور ہربلٹ صاحب کی قول سے بہی ہوسکتی ہے جنہون نے
اپنی کتاب مسمی بہ بائبلو تھکا اوریئنٹلیہ مین پہلی تو یہہ بیان کیا ہی کہ اہل
اسلام اپنا نفع حقیقی فضل خدا پر موقوف جانتے ہین اور لذات بہشت
مشاہدۂ نور الٰہی پر منحصر جانتے ہین اور کہتی ہین کہ جہان وجہ اللہ ہی
وہین بہشت ہی اور بعد اسکی عالم موصوف کہتی ہین کہ پس یہ قول بعض متعصبین
کا جنہون نے اہل اسلام کی ردکی ہے اور کہا ہے ان لوگون کے
نزدیک کوئی اور لذت بہشت مین نہ ملیگی سوا اون لذات کی جو حواس
پر اثر کرتی ہین صحیح نہین راقم کہتا ہی کہ دلائل مذکورہ سے صاف ثابت ہوتا ہی
کہ یہ بات جو بعضی لوگ کہتی ہین اور بعضی لکھتے ہین کہ آن حضرت کا
مذہب لذات نفسانی اور شہوانی سے متصف ہے بعید بلکہ ابعد از
انصاف ہے اسمین شک نہین کہ اگر بعض رسوم و عقاید باشندگان
ممالک مشرقیہ (یعنی اہل اسلام) من حیث دین مسیحی اور من
حیث العقل دیکہی تو وہ رسوم و عقاید نکتہ چینیان یورپ کی نظر مین
عیوب اور قبایح عظیمہ ہین لکن خلق اور مروت عیسائیت کا
یہ مقتضے ہے کہ ہم ان عیوب پر ایسی طعن نہ کرین بلکہ ہمین یہ خیال کرنا چاہیے
کہ یہہ عیوب سبب اثر قومیت اور اثرات آب و ہوا اور ضروریات اور
حوایج البشری سے پیدا ہوئے ہین راقم کہتا ہے کہ جن لوگون نے
اوصاف نفسانی اور شہوانی بہشت سے یہ بات نکالی ہے کہ آنحضرت
خود انہین صفات سے متصف تھے اور (معاذ اللہ) آپ کو جلد باز اور

مکار اور عیاش کہتے ہین کہ اون لوگون نے اگر دین و دانستہ بےانصافی نہین کی تو غلطی عظیم تو کی ہے اسواسطے کہ بالکل برخلاف اون کی قول کی آن حضرت صلعم تو ایک مرد غریب اور مسکین اور جفاکش تھے اور اون دنیاوی عیش و عشرت کی بھی پروا نہ رکھتے تھے جنکے واسطے ارذال و اجلاف اسقدر سرگرمی سے سعی اور مشقت کرتے ہین فقط۔

تہمت چہارم

تعدد ازواج کے جائز کرنے سے آن حضرت صلعم نے عیاشی اور بدفعلی کی جرات دلائی

جواب

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے رسم تعدد ازواج تمام ممالک مشرقیہ مین چلا آتا ہے اور اکثر کتب مقدسہ سماویہ سے جنمین سے بعض آیات راقم نقل کریگا ثابت ہوتا ہے کہ اون قرون طاہرہ مین یہ فعل داخل معصیت نہ تھا اور تعدد ازواج قدمائے یونانیین مین بھی مجاز تھا جیسا کہ کلام پلوٹارک (مورخ یونانی) سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل یونان نے جوانون کو لشکر سے جدا کر لیا تھا تاکہ اپنے گھرون مین ازواج سے متلذذ ہون اور اس رسم کی حکمائے یونان یعنے یوریپیڈ اور افلاطون نے بھی تائید کی تھی لیکن چونکہ قدمائے رومیین بہ نسبت یونانیون کے اخلاق مین سخت تر تھے لہذا اون لوگون نے اس رسم پر کبھی عمل نہین کیا اگرچہ وہ نہین بھی

اسکی ممانعت نہ تھی کہتے ہین کہ پہلے جس شخص نے رومیون مین سے کئی زوجین
کی تہین وہ مارک اینٹنی تہا چنانچہ اوس زمانہ سے یہ رسم ملک روم مین
ورا عام ہوگیا تہا یہانتک کہ بادشاہان تہیوڈیسیس ہانوریس اور ارکیڈیس
نے بذریعہ ایک قانون خاص کے اس رسم کی ممانعت کر دی بعد ازان
بادشاہ والنٹینین نے ایک فرمان کے ذریعہ سے اپنے ملک کی تمام
رعایا کو اجازت دی کہ جتنی ازواج چاہین کرین اور اوس زمانہ کے
کسی تاریخ مذہبی سے بہی نہین ثابت ہوتا کہ اوس وقت کے پادریان
کلان نے اس رسم کی رواج مین کوئی عذر کیا تہا چنانچہ والنٹینین
قسطنطین پسر شاہ قسطنطین کلان بہت سی ازواج رکہتا تہا اور کلوویس
شاہ فرانس اور ہیر بارٹس اور ہلپرکس اوسکے بیٹے بہی بہت سی
ازواج رکہتے تہے اور علاوہ ان کے پیپن اور شارلمین کی بابت مین
سینٹ ارس پرجیس کہتے ہین کہ یہ بادشاہ بہی کئی زوجین رکہتے تہے
اور لوتہیر اور اوسکا بیٹا اور ارنالفس شاہ جرمن جو شارلمین کی نسل
سے تہا اور فریڈرک باربروسا اور فلپ ڈیوڈیٹس شاہ فرانس یہ
سب بادشاہ متعدد ازواج رکہتے تہے اور پہلے خاندان بادشاہان فرانس
مین سے گونٹران اور کیری برٹ اور سیگی برٹ اور چلپرک ایک ہی زمانہ
مین متعدد ازواج رکہتے تہے چنانچہ بادشاہ موسوم بہ گونٹران کی
ازواج منکوحہ وینریڈا اور مکاٹروڈ اور اوسٹیری جلڈ تہین اور شاہ کاری
برٹ کی ازواج میرفلائیڈا اور مارکوویسا اور تہیوڈاچلڈا تہین باوجودی

دانیال صاحب کہتے ہین کہ بادشاہان فرانس تعدد
ازواج رکھتے تھے اور کہتے ہین کہ بادشاہ ڈاگوبرٹ اوّل تین بیبیان
رکھتا تھا اور تھیوڈوبرٹ نے ڈیٹرکی سے عقد کیا تھا حالانکہ
یہ عورت شوہر رکھتی تھی بادشاہ موصوف بھی ایک زوجہ
مسماۃ بہ وشیجلڈ رکھتا تھا اور پادری صاحب موصوف یہ بھی کہتی
ہین کہ امر تعدد ازواج مین تھیوڈوبرٹ نے اپنے چچا کلوٹیر کا تتبع کیا
تھا جنھون نے گونڈمیر کی زن بیوہ سے عقد کیا تھا حالانکہ اور تین
زوجین بھی رکھتا تھا اب تعدد ازواج کو ازروئے دلائل طبیعہ
ملاحظہ کیجیے مانٹیکو صاحب طبیب مشہور کہتی ہین کہ گرم ملکون مین
عورتین آٹھ یا نو یا دس برس کے سن مین شادی کی قابل ہوجاتی
ہین لہذا ان ملکون مین بچپن ہی مین عورتون کی شادی کردیتی ہین
اسواسطے کہ بیس برس کے سن مین تو وہ پیر ہوجاتی ہین اور اونکا
حسن اور عقل ساتھ نہین رہتی یعنی جب اونکا حسن شباب پر ہوتا ہے
تو عقل نہین ہوتی اور جب عقل آتی ہے تو حسن نہین رہتا
پس لازم ہے کہ ان ملکون کی عورتین عالم تجرد مین نہ رہین اسواسطے کہ
بوڑھاپے مین عقل سے وہ دلربائی اور معشوق پن نہین حاصل
ہوسکتا جو اجتماع شباب اور حسن سے حاصل تھا لہذا یہ بات ہرگز
خلاف عقل نہین کہ اگر ان ملکون مین کوئی قانون مانع نہو تو مرد
ایک عورت کو چھوڑکر دوسری کرلے اور رسم تعدد ازواج رواج پا

بالا

جاری لیکن جن ملکون کی آب وہوا معتدل ہے اور جہان عورتون کا حسن
بڑی مدت تک باقی رہتا ہے اور سن کہولت تک دیر مین بچے ہوتے ہین اور
اولاد بہی ذرا زیادہ عمر مین ہوتی ہے اون ملکون مین زوجہ شوہر سے
بیشتر ہی پیر ہو جاتی ہے اور اگر عورت کو ہنگام عقد عقل اور علم بہ نسبت
مرد کے فقط اسوجہ سے زیادہ ہو کہ وہ اوسی سن مین بڑی ہو تو اس
حالتمین ضرور ہے کہ مرد اور عورت مین ایک قسم کی مساوات ہو جائے
لہذا ایک ہی زوجہ کرنیکا قانون مقرر کیا جاسکے مرد کو خدا نے عقل اور طاقت
جسمانی سے ممتاز کیا ہے اور سوا عقل اور قوت کے اور کوئی حد اوس کے
اختیار کی نہین معین کی اور عورت کو حق تعالی نے حسن عنایت
کیا ہے اور حاکم کیا ہے کہ اوسکا غلبہ جبتک مرد پر رہے جبتک کہ
اوسکا حسن باقی رہے لکن چونکہ گرم ملکون مین عورت فقط شباب
مین حسین ہوتی ہے اور سن کہولت مین اوسکا حسن بالکل جاتا
رہتا ہے لہذا جس شریعت مین فقط ایک زوجہ کی اجازت ہی از روی
عقل اقلیم یورپ مین جاری ہو سکتی ہے اسواسطے کہ وہان کی آب وہوا
کا یہی مقتضی ہے لکن ایسی شریعت اقلیم ایشیا مین نہین جاری
ہو سکتی اسواسطے کہ وہان کی آب وہوا کا یہ مقتضی نہین چنانچہ یہی وجہ
ہے کہ دین اسلام ایشیا مین ایسی آسانی سے قایم ہو گیا اور یورپ
مین ایسی مشکل سے مروج ہوا اور یہی سبب ہے کہ مذہب عیسائی
یورپ مین باقی ہے اور ایشیا سے جاتا رہا اور یہی باعث ہے کہ

مذہب اسلام نے چین مین اسقدر ترقی کی اور روم مین مسیحی نے اسقدر میدان
کم رواج پایا قیصر روم (جسنے انگلستان کو فتح کیا تھا) کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین ہمارے بزرگون مین رسم تعدد
شوہر جاری تھا یعنی دس بارہ شوہر ایک زوجہ مین شریک ہوتے تھے
لیکن جب رومن کیتھولک اون اگلے زمانہ کے لوگون مین آئے تو
اونھون نے رہبانیت اور تجرد کی رواج دی اور یہہ فتوی دیا کہ
جو شخص کسی زن بیوہ سے عقد کریگا وہ مرتکب جرم عقد زوجتین ہوا
اور ازروے شریعت مسیحی مستحق سزا ہوگا آخرالامر رفتہ رفتہ ہم
لوگون مین ایک زوجہ کا اسم رہ گیا اور تاریخ [illegible] سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہی رسم قدمائے اہل جرمن مین بھی تھا اب باقی رہی
یہ بات کہ آیا جواز تعدد ازدواج کتب مقدسہ سماویہ سے بھی ثابت ہوتا ہے
یا نہین پس آیات مشار الیہا سے واضح ہوجائیگا کہ یہوواہ (یعنی خدا) نے
تعدد ازدواج پسند ہے نہین کیا بلکہ مبارک اور میمون کیا ہے
آیات مشار الیہا ملاحظہ طلب ہین باب سی ام کتاب پیدائش موسی ع
باب بست و یکم کتاب الخروج باب بست و ہفتم کتاب پنجم موسی ع صحیفہ
اولی صموئیل ع آیات ۱-۲-۱۱-۲۰ صحیفہ اولی صموئیل ع باب بست و پنجم
آیات ۴۲-۴۳ صحیفہ ثانیہ صموئیل ع آیت ۱۳ کتاب القضاۃ باب [illegible]
سیم آیت ۳۰ کتاب القضاۃ باب دہم آیت ۴ کتاب القضاۃ باب [illegible]
آیات ۹-۱۴ فقط

تصنیف میں کرابیشم صاحب حضرت ابراہیم اور ہاجرہ کے بارہ میں کہتے ہیں
کہ یہ باتیں (یعنی تعدد ازدواج وغیرہ) اون کے زمانہ میں ممنوع نہتھیں
اور سینٹ آگسٹین صاحب بھی کہتے ہیں کہ اوس زمانہ میں یہ رسم تھا کہ
اگر ایک مرد کئی زوجہیں کرتا تھا تو کچھ قباحت نہ تھی تا آنکہ یہ فعل فرض
تصور کیا جاتا تھا اور اگر تعدد ازدواج سے زیادتی نسل مقصود ہو تو یہہ
فعل کسی مذہب میں ممنوع نہیں لیکن اس زمانہ میں یہہ امر عیاشی او
بدچلنی میں داخل ہے ایوائی نیس قاضی بلاد منولی ملک جرمن نے
پوپ گریگری سے سنہ ۲۶ع میں یہ استفتاء کیا کہ کن حالات میں
مرد دو زوجہیں کرنیکا مجاز ہے قاضی القضاۃ موصوف (یعنی گریگوری
نے ۲۲- نومبر سنہ الیہ کو اوس استفتاء کا جواب یہ لکھا کہ اگر زوجہ
کسی مرض میں مبتلا ہو اور اوسکی سبب سے امور زوجیت کی قابل نہ
رہی ہو لیکن اس حالت میں اوسکا شوہر دوسری زوجہ کر سکتا ہے
لیکن زوجۂ علیلہ کا نان و نفقہ اوس پر واجب ہے (واضح ہو کہ مورخین مشہورین
عیسائی نے بھی بہت سی کتابیں ثبوت جواز تعدد ازدواج میں تصنیف
کی ہیں چنانچہ برنارڈ اکاینس پیشوائے فرقہ کیتھولکس نے قریب
وسط سنہ [illegible] صدی کے چند دلایل ثبوت جواز فعل مذکور میں لکھیں
اور عرصہ [illegible] ہوا کہ ایک رسالہ ثبوت جواز کثرت ازدواج میں مشہور ہوا
سیلڈن صاحب اپنی کتاب مسمی بہ [illegible] میں ثابت کرتے ہیں
کہ تعدد ازدواج فقط یہود ہی میں جائز نہ تھا بلکہ اور قوموں میں بھی

مباح تھا لکن مثبتین جواز تعدد ازدواج مین سے جان ملٹن صاحب
سب سے زیادہ مشہور و ممتاز ہین صاحب موصوف اپنے رسالہ
مسمی بہ ڈیپٹیزان دی کرسچین ڈاکٹرن مین پہلے تو بہت سے آیات
توریۃ درباب حلت فعل معلوم لکھتے ہین بعد ازان کہتے ہین کہ علاوہ
اسکی یہ ہی کہ صحیفہ حزقیل کے باب ۲۳ نسبت وسوم مین خدا اپنے بارے مین فرماتا
ہے کہ میری دو معینین ہین ایک زوجہ کا نام اہولاہ ہے اور دوسری
کا نام اہولیباہ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر تعدد ازدواج جو اس قول خدا سے
مفہوم ہوتا ہے واقع مین کوئی ہتک اور بیشرمی کی بات ہوتی تو
یہواہ (یعنے خدا) اسطرح تو بطور مثل کے بھی اپنی نسبت نہ فرماتا اور
اپنی ذات پاک پر اس فعل کو روا نہ رکھتا پس اب راقم پوچھتا ہے کہ
کن وجوہ سے ایسا فعل خلاف عزت اور خلاف حیا ہوسکتا ہے جس کی
ممانعت کتب مقدسہ سماویہ سے بھی ممکن ثابت ہوتی اور جو رسوم
و قواعد قبل رواج اس رسم کے جاری تہے یہ حکم الٰہی درباب جواز
فعل معلوم اون رسوم کا معطل نہین البتہ کتب مقدسہ سماویہ سے
فقط یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ حکام اور پادری صرف وہ ان لوگون مین سے
مقرر کیے جاوین جو ایک زوجہ رکھتے ہون لکن اس حکم سے یہہ
نہین نکلتا کہ ایک زوجہ سے زیادہ کرنا گناہ ہے اسواسطے کہ اگر ایسا
ہوتا تو ازدواج کی حد سب لوگون کی نسبت مقرر کیجاتی بلکہ اس حکم کا
فقط یہ سبب تھا کہ جسقدر عیسائی مقدمات خانگی مین کم مبتلا ہونگے

اوسی قدر امور دینی کے بجا لانیکی اونہین فرصت ملیگی لہذا تعدد ازواج کتب مقدسہ مین صرف خادمان کلیسا کی نسبت ممنوع ہے اور اون کی نسبت بھی اگر اس فعل کی ممانعت ہی تو اس راہ سے نہین کہ اسمین کوئی گناہ ہے چونکہ تمام متعلقین گرجا کسی آیت مین اس فعل سے ممنوع نہین ہین پس لازم آتا ہے کہ یہ فعل باقی متعلقین گرجا کو مباح تہا اور اونمین سے اکثر نے یہ فعل کیا اور مجرم نہین قرار دیئے گئے جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا راقم کی آخری دلیل دربابِ حلتِ تعددِ ازواج عبرانیون کے نامہ کے باب بست و سوم آیت ۴ پر مبنی ہے اور اس بنا پر یہ فعل تین حال سے خالی نہین یا عقد صحیح ہے یا زنائے محصنہ یا زنائے غیر محصنہ اسواسطیکہ شاگرد مسیح ۲ (محرر نامۂ عبرانیان) چوتھی شق نہین بیان کرتے راقم یقین کرتا ہی کہ عظمت اور عفت انبیا بزرگان دین مسیحی کی جو متعددہ ازواج رکھتے تھے (اور جنکا ذکر سابق مین ہوا) ہر شخص کو اس بات سے مانع ہو گی کہ فعل مذکور کو زنائے محصنہ یا غیر محصنہ سمجھے اسواسطیکہ زنا کارون اور اوباشون کے بارے مین خود حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین الٰہ سب فاسقون کا خود انصاف کرونگا حالانکہ بزرگان دین مسیحی مورد فضل و رحمت خاصِ جناب باری تھے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے پس یہ امر لازم آتا ہے کہ اگر تعدد ازواج واقع مین عقد ہے تو بشرعاً بھی حلال ہے اور کوئی شک کی بات نہین اسواسطیکہ وہی شاگرد مسیح جنکا اوپر ذکر ہوا فرماتے ہین کہ عقد

سب لوگونکے واسطے مباح ہے اور بہت ہی جائز ہے پس دلائل
مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ نے اوس فعل کی اجازت دی ہے
خدا نے فقط مباح نہین کیا بلکہ سب شرائع سابقہ مبارک اور میمون
فرمایا ہے اور حسب شریعت جدید (مسیحی) جائز و حلال کیا ہی
لهذا ضرور ہے کہ آنحضرتؐ تہمت تحلیل تعدد ازواج اور ترغیب عیاشی
اور بدفعلی سے بری سمجھے جاوین ٭

واضح ہو کہ منکرین حلت تعدد ازدواج نے دلائل قویہ مرقومہ ذیل
بیان کیے ہین اولاً اس فعل کے سبب سے شوہر اور زوجہ مین نااتفاقی
اور ظلم و غضب پیدا ہوتا ہے اور اون دونو مین از روے مرتبہ
مساوات نہین رہتی ثانیاً اس فعل سے شوہر اور زوجہ مین محبت اور
اتحاد دلی جاتا رہتا ہے ثالثاً یہ فعل رشک اور خانگی نااتفاقیون کا
منشا ہے اہل یورپ گمان کرتے ہین کہ جن ملکومین تعدد ازواج
مباح ہے وہان یہ کیفیت ہے کہ جو شخص بہت سی زوجین رکھتا
ہے اونپر ظلم و جبر کرتا ہے لیکن راقم کہتا ہے کہ یہ گمان غلط ہے اور
اسکی غلطی کا یہہ منشا ہے کہ وہ لوگ رسوم و عادات ممالک ایشیا سے
واقف نہین البتہ ان بلاد مین وہ لوگ اپنی ازواج سے جھگڑا اور
دنگا کرتے ہین جو بسبب مفلسی کی ایک ہی زوجہ پر کفایت کر جاتے
ہین لیکن یہ باتین اہل دول مین نہین ہوتین اور ان ملکومین اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ جو شخص کئی زوجین رکھتا ہے تو اونمین سے ایک زوجہ

باقی پر حکومت کرتے ہین اور شوہر اپنے کاروبار مین مصروف
رہتا ہے جن لوگون نے وہ کتب مصنفۂ اہل مشرق دیکھی ہین +
جنمین اون بلاد کی رسوم اور عادات تفصیل اور صحت سے مرقوم ہین
وہ لوگ فوراً سمجھ جاوینگے کہ یہ گمان کہ اونکے ملکونمین عورتون پر
امور خانگی مین ظلم و جبر ہوتا ہے محض وہم اور بے اصل ہے جیسا کہ
اٹکنسن صاحب کہتے ہین کہ انگلستان کے لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ
ممالک مشرقیہ مین ہر جگہ عورتون کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اون کے
شوہر اونپر ظلم کرتے ہین اور اونہین مثل لونڈیون کے رکھتے ہین اور انہین
گھرونمین اس طرح مقید رکھتے ہین جسطرح قید خانہ مین قیدیون کو رکھتے
ہین لیکن مورخ موصوف اس باتکا انکار کرتے ہین اور یہہ ثابت کرتے
ہین کہ اہل اسلام مین عورتون کو بڑا اختیار رہتا ہے راقم کہتا ہے کہ
مسلمانون مین گھر عورتونکے لیئے ہرگز قید خانہ نہین بلکہ اون کے لیئے
آزادی کا مکان ہے جہان مرد اجنبیونمین شمار کیا جاتا ہے اسواسطے کہ
جونہین اوسکا قدم دہلیز سے آگے بڑھتا ہے ہر بات سے اوسے معلوم
ہوتا ہے کہ مین اس گھر کا مالک نہین اور لڑکے اور نوکر اور غلام سب کے
سب بی بی کو مالک و مختار سمجھتے ہین خلاصہ یہہ کہ مسلمانون مین سارا اختیار
گھر کا زوجہ کو ہوتا ہے اور جب وہ خوش مزاج ہوتی ہے تو ہر ایک
کام اچھی طرح ہوتا ہے لیکن جب وہ بد مزاج ہوتی ہے تو کوئی کام اچھی
طرح نہین ہوتا چنانچہ قریب ۱۸۰۵ع یا اسّی برس کے گذرے کہ ایک

شخص روساے عجم سے میرزا ابوطالب خان نامی وارد انگلستان ہوے
اور وہان لوگون کی رسوم و عادات خانگی پر بخوبی نگران رہے اور بعد ازان
خان موصوف نے اپنے ورود کی کیفیت لکھی اور وہ کیفیت انگریزی
مین بھی ترجمہ ہوئی ہے اور اوسمین بدلائل ثابت کیا ہے کہ بہ نسبت
یورپ کی عورتون کے اہل اسلام کو عورتون کو زیادہ اختیار اور آزادی
حاصل ہوتی ہے اور اوس گمان کو بھی باطل کیا ہے کہ جو لوگ بہت سی
ازواج رکھتے ہین اونپر ظلم کرتے ہین بلکہ رئیس موصوف کہتے ہین کہ
میرے نزدیک دو شیرینیون کے ساتھ رہنا دو بیبیون کے ساتھ رہنے سے
آسان تر ہے نیبر صاحب سیاح مشہور کی بھی یہی راے ہے اور
وہ کہتے ہین کہ یہہ گمان اہل یورپ کا غلط ہے کہ جو کیفیت عورتونکی
مسلمانون مین ہوتی ہے عیسائیون مین وہ کیفیت نہین ہوتی +
اسواسطیکہ عرب مین تو مینے کوئی بات ایسی نہین دیکھی جس سے یہ
معلوم ہو کہ زنان اہل اسلام اور عورات یورپ مین بڑا فرق ہے بلکہ
اوس ملک کی عورتون کو بھی ایسا آزاد اور خوش پایا کہ واسے زیادہ یورپ کی عورتین
آزاد اور خوش نہین ہو سکتین یہہ سچ ہے کہ مسلمانونکو تعدد ازواج مباح ہے اگرچہ ہماری عورتین ایسی
نازک مزاج ہوتی ہین کہ اس امر کے تصور کی بھی متحمل نہین لیکن
عرب مین یہ بات شاذ و نادر ہے کہ چار عقد شرعی بھی کرین اور
جسقدر چاہین کنیزین بھی رکھین حالانکہ وہان کے لوگ شرعاً
ان باتون کے مجاز ہین بلکہ اون لوگونمین سواے دولتمندون اور عیاشون

سکے اور کوئی شخص محبت سے عقد نہین کرتا اور اونمین بہو اجو لوگ معقول
ہین اس فعل پر اونہین ملامت کرتے ہین حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ
عقلمند ہین اس فعل کو باعثِ تکلیف سمجھتے ہین نہ یہ کہ اسی سبب
راحت جانین اسواسطے کہ ازروئے شرع شوہر پر واجب ہے کہ اپنی
ازواج کو اون کے مرتبہ کی موافق رکھے اور اپنی محبت سب کی نسبت
برابر رکھے لیکن اکثر اہل اسلام ان احکام کی پابندی کرنے کی قوت نہین
رکھتے اور یہ عیاشی کی باتین عرب کے تو مقدور سے باہر ہین اسواسطے
کہ وہ لوگ خوشحال نہین ہوتے اب باقی رہی یہ بات کہ تعددِ ازواج
سے محبت دلی جاتی رہتی ہے یہہ بات سچ ہے کہ اگر اس ملک انگلینڈ
یورپ مین تعددِ ازواج مباح کر دیا جائے تو فقط روسا اور امرا ایسے امر
کر سکتے ہین اسواسطے کہ اتنی ازواج کے خرچ کے متحمل نہ ہو سکین گے
لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہانکے لوگونمین سے کئی عقد
کرے تو جو پہلی زوجہ سے باہم محبت و لطف تہا وہ کیفیت اور ازواج
سے نہ رہیگی ہمارے ملک مین اہل دول کا یہ دستور ہے کہ معاملات
عقد مین طرفین سے بفایدہ اہتمام کیے جاتے ہین اور شوہر اور
زوجہ اپنا اپنا عملہ علیحدہ رکہتی ہین اور مثل اسکے اور انتظامات
خانگی کیے جاتے ہین پس جب شوہر اور زوجہ مین یہ تکلفات ہوئی
تو باہم لطف و محبتِ خالص کہان رہی اور باوجودیکہ رسمِ تعددِ
ازواج ملکون مین مروج نہین تاہم شادی کے امور مین ایسے

اہتمام اور تکلفات ہوتی ہین کہ یہہ کہنا چاہیے کہ عورت کی شادی نہین یا
کرتے ملکہ اوسی شوہر کے ہاتہ بیچ ڈالتی ہین لیکن جن ملکونمین تعددِ
ازدواج مرسوم ہے وہان یہ نہین ہوتا راقم کہتا ہے کہ وہی بیہودہ
لوگ ازراہِ تعصب اور نفسانیت یہ گمان بھی کرتے ہین کہ تعددِ ازدواج
سے زوجہ او رشوہر مین باہم لطف و محبت جاتی رہتی ہے جو کہ یہین فقط انگلستان کی
لوگون کو آزادی اور دلجمعی حاصل ہے اور کسی ملک کے لوگونکو نہین
اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر تعددِ ازدواج مین ایسی ایسی شدید قباحتین
ہوتین جیسے لوگ کہتے ہین اور اگر اس فعل سے ضرر بہت پیدا
ہوتے اور فایدے کم ہوتے تو اتنی ممالکِ روی زمین مین یہ
رسم مباح اور مستحسن نہ سمجہا جاتا حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ اونملکونکی لوگونمین
تہذیب اور شایستگی بہت کم ہے ✣ ✣

حصۂ چہارم اوصافِ قرآن شریف

آیات دربارۂ زکوۃ

ا- جو کچہ کہ تم تجارت مین شریک کرو کہ اور دن کی مال کے ساتہہ
بڑہے پس خدا کی طرف سے اوسمین زیادتی نہ ہوگی لیکن جو کچہ کہ
تم دوگے خیرات مین خدا کی خوشی کے لیے وہ تمہارے لیے
دونا کر دیا جائیگا ۲- پس خدا سے ڈرو جسقدر رکھتے ہو سکے اور
سنو اور اطاعت کرو (اوسکی احکام کی) اور خیرات دو اپنے ہی بہتری

اسکے لیے اسواسطے کہ وہ لوگ جو بچاتے ہین اپنے تئین طمع سے ؏
رستگار ہونگے ۔ وہ لوگ جو دیتے ہین اپنا مال خیرات مین
دن کو اور رات کو خفیہ اور علانیہ پائینگے اپنا ثواب اپنی خدا سے
کوئی خوف اونپر نہ آئیگا اور نہ وہ مغموم کیے جائینگے ۔ اور جو کچھ
تم نذر کرو بہ تحقیق کہ خدا اپسند کرتا ہے اوسے لکن وہ لوگ
جو عمل نیک نہین کرتے نہ پائینگے مددگار کیا تم زکوۃ علانیہ دیتے ہو یہ
بہتر ہے کیا تم اوسے چھپاتے ہو اور دیتے ہو غریبون کو پس
یہ بھی اچھا ہے اور نفع بخشیگا تمہین اور پاک کریگا تمہین تمہارے
گناہون سے خدا جانتی والا ہے تمہارے فعلونکا ۔

آیات درباب اجر مومنین

اسلئے کہ اون لوگونمین سے جو ایمان لائے اور کی ہین وہ باتین جو نیک
ہین ہم کسی شخص پر اتنا بوجھ نہ رکھینگے جو اوسکی طاقت سے باہر ہو وہ
لوگ ہونگے باشندے بہشت کے اور ہمیشہ رہینگے وہان ؏
اور ہم دفع کرینگے جو برائی اونکے سینونمین ہوگی نہرین اونکے
پاس جاری ہونگے اور وہ کہینگے سب تعریفین ثابت ہین خدا کو
کے لیے جسنے ہدایت کی ہے ہمین اور ہم نہ ہدایت پاتے اگر خدا ہمین
ہدایت نہ کرتا تحقیق کہ پیغمبر ہمارے خدا کے آئے تھے ہمارے پاس
ساتھ سچائی کے پس آئیگا اونکے کہ یہ بہشت جس کی
تم وارث کیے گئے ہو اونکے عملون کی جزا سے ہین ؏ لیکن اون

لوگونکے واسطے جو ایمان لائے ہین اور بجالاتے ہین وہ باتین نیک ہین لیجاہم لے جائینگے اونہین اون باغونہین جنکے نیچے نہرین جاری ہین اور وہان وہ رہنگی ہمیشہ اور وہان وہ پائینگی زوجنین پاک وپاکیزہ اور اونہین کو ہم لیجائینگے ایسے باغون مین جو ہمیشہ سایہ دار ہین فقط ٭٭

آیات درباب خلقت

۱- خداہی نے پیدا کیا ہے آسمانون کو بغیر ستونون کے جنہین تو دیکھہ سکے پھر وہ چڑھ گیا اپنے تخت پر اور آفتاب اور مہتاب کو دی اوسنے قانون بس ہر ایک اونمین سے جاتا ہے اپنی مقام مقرر تک ۲- وہ حکومت کرتا ہے سب چیزون پر وہ کرتا ہے اپنی نشانیون کو آشکار تاکہ تم سب کامل اعتقاد کرو ملاقات کا اپنی خدا سے ۳- اوسنے (یعنی خدا نے) پیدا کیا ہے زمین اور آسمان کو اپنے سچائی ظاہر کرنے کو لیس اوسکی حمد کرو اون خداون سے زیادہ جو اوسکے شریک کیے گئے ہین ۴- کیا تم حقیقت مین اعتقاد نہین کرتے ہو اوس خدا کا جسنے دو دن مین پیدا کیا زمین کو اور کیا تم اوس کے شریک گردانتے ہو خدا عالمونکا وہی ہے ۵- اور اوسنے کیے ہین زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنے برکت نازل کی اوسپر اور تقسیم کیا زرق تمام دنیا مین واسطے سیر ہونے

سب کو یکسان چار دن مین پہر اوسنے مشغول کیا اپنے تئین آسمان
مین جو اوسوقت تہا فقط دہوان اور اوسنے اور زمین سے اوسنے فرمایا
آو تم لیس اونہون نے جواب دیا کہ ہم آتے ہین فرمابرداری سے ۵
کوئی خدا نہین سوا اوسکے وہ زندہ ہے وہ قدیم ہے نہ اونگہائی آتی
ہے اوسے نہ نیند اوسی کا ہے جو کچہ کہ ہے آسمانون اور زمینون پر
کون شخص ہے جو شفاعت کرسکتا ہے اوسکے بغیر اوسکی اجازت کے
وہ جانتا ہے جو کچہ کہ تہا پیشتر اون سے اور جو کچہ ہوگا بعد اون کے تا ہم
کوئی چیز اوسکے علم کی وہ نہ سمجہینگے الا وہ چیز جو وہ چاہیگا اوسکا تخت کشادہ
ہے آسمانون اور زمینون پر اوسکی بادشاہت پہیلی ہے آسمانون پر اور زمین پر اور ان دونونکو
سنبہالنا اوسپر کوئی بوجہ نہین ہے وہی بزرگ اور صاحب قوت ہے
۶ جو کچہ کہ ہے آسمان اور زمین پر تعریف کرتا ہے خدا کی وہ ہی قوی
اور حکیم اوسی کی ہے بادشاہت آسمان اور زمین کی وہی زندگی بخشتا ہے
اور موت دیتا ہے اور وہی ہے قادر سب چیزون پر اور وہی ہے سب کے
پیشتر اور سب کے آخر وہی ہے آشکارا اور وہی ہے پنہان اور وہی جانتا ہے
سب چیزونکو اور اوسنے پیدا کیئے ہین آسمان اور زمین چہہ دنمین اور پہر
چڑہ گیا کرسی پر وہی جانتا ہے وہ چیز جو داخل ہوتی ہے زمین مین اور جو
نکلتی ہے اوسمین سے اور وہ چیز جو اوترتی ہے آسمان سے اور جو چڑہتی
ہے اوسپر اور وہی ہے تمہارے ساتہہ جہان کہین تم ہو واسطے کہ خدا
دیکہتا ہے جو تم کرتے ہو اوسی کی بادشاہت ہے آسمان اور زمین پر اور

اور خدا کیطرف ہر چیز بازگشت کرتی ہے وہی سبب ہوتا ہے رات کی بعد
آنے کا دن کے اور وہی جانتا ہے حال لوگون کے دلونکا +

آیات دربارہ حقتعالیٰ

۷ ـ سب تعریفین ثابت ہین خدا کے لیئے جو بادشاہ ہے عالم کا اور رحیم و
رحمن ہے اور حاکم ہے روز حساب کا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین اور
تجھی سے مدد طلب کرتے ہین لیجا ہمین سیدھی راستہ کو راستہ اونلوگونکا
جنپر مہربان ہے نہ راہ اونکی جو مورد غضب ہے ہین یا جو گمراہ ہین ۸ ـ کہہ وہ ہے
خدائے یکتا خدائے قدیم کوئی چیز اوسکی نہین پیدا ہوئی اور نہ وہ کسی چیز سے
پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے ۹ ـ مبارک ہے وہ خدا جسکے
قبضہ مین ہے بادشاہت اور وہ توانا ہے سب چیزون پر جسنے پیدا کی
موت اور حیات تاکہ معلوم ہو کہ کون شخص تم مین سے ہے سب سے
زیادہ سچا اپنے کامون مین وہی ہے طاقتور اور بخشنے والا جسنے پیدا کیا
ہین سات آسمان یکدوسرے پر کوئی عیب تو نہین نکال سکتا +
خلقت مین خدائے رحیم کے بار بار دیکھ تو نظر غور سے پس تیری نظر
سست ہو کر اور تھک کر تیرے ہی پاس پھر آئیگی ۱۰ ـ تو نہین دیکھتا
خدا جانتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر کوئی کلام خفیہ تین شخصونکا
نہین ہوتا مگر وہ اونمین کا چوتھا ہے اور پانچ مین مگر وہ اونمین کا چھٹا
ہے نہ ان سے کم اگو نہین اور نہ اس سے زیادہ مین مگر وہ اونکا شریک ہے
جہان کہین وہ ہوون اور وہ کہیگا اون سے جو کچھ کہ اونہون نے کیا ہے

قیامت کو اسواسطے کہ خدا جانتا ہے سب چیزین ۱۱- خدا کی پاس ہین
کھنجیان مخفی چیزون کی کوئی اونہین نہین جانتا سوا اوس کے وہ جانتا
ہے وہ چیز جو ہے خشک زمین پر اور سمندر مین کوئی پتا نہین گرتا مگر
وہ اوسے جانتا ہے نہ ایک دانہ ہے تاریک مقامون مین زمین کی
نہ کوئی سبز چیز نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہے کتاب ظاہر مین ۱۲- بزرگ
ہے وہ (خدا) بہت بلند مرتبہ ہے وہ ساتون آسمان اوسکی حمد کرتے
ہین زمین اور جو چیزین کہ ہین اوسپر کوئی چیز ایسی نہین ہے جو اوس کی
قدرت نہ ظاہر کرتی ہو لیکن اونکا تعریف کرنا تم نہین سمجھتے خدا کی پاس
ہین راز آسمانون اور زمین کے پس دیکھو اور سن تو فقط اوسکو
آدمی کوئی ولی نہین رکھتا سوا اوس کے لیکن بہت لوگ شریک نہین
ہین اوسکی انصافون مین جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر خدا کا ہی اور جو
کچھ کہ تم لاتے ہو روشنی مین اور جو کچھ کہ ہے تمہارے دلونمین یا جو کچھ
کہ تم چھپاتے ہو تحقیق کہ خدا اوسکا تم سے حساب لیگا ۱۳- خدا کی قسم نہ
کھاؤ جبکہ تم عہد کرو کہ تم نیکی کروگے اور خدا سے ڈرو اور لوگونمین
اصلاح کرو اسواسطیکہ خدا وہ ہے جو سنتا ہے اور جانتا ہے خدا تمپر نہ عتاب
کریگا بسبب غلطی تمہارے عہدون کے لیکن وہ سزا دیگا تمہین بسبب
اوس چیز کے جو تمہارے دلون نے کی ہے خدا ہے فضل کرنیوالا
اور رحیم ۱۴- خدا کی ہین پوشید (چیزین آسمانون کی اور زمین کی
اور اوسی رب کے طرف سب چیزین بازگشت کرتی ہین پس اوسکی عبادت

کرو اور اوسپر تکیہ کرو تیرا خدا تیرے فعلون سے غافل نہین ہے
اے لوگو تم فقیر ہو خدا کے لکن خدا غنی ہے اور لایق تعریف
ہے جو مہیا کرتا ہے تمہارے لئے رزق کو آسمان اور زمین سے جو رکھتا ہی
قدرت سماعت پر اور نظر پر اور جو پیدا کرتا ہے زندون کو مردون سے
تحقیق کہ وہ جواب دینگے خداوند تو ایسا ہی ہے پس کہہ تو کہ کیا تم نہ ڈرو گی
اوس سے ۱۵۔ کیا کوئی شخص بزرگی چاہتا ہے سب بزرگیان خدا
مین ہین نیک بات چلی جاتی ہے اوسکی پاس اور نیک عمل کو وہ
عزت دیگا لکن عذاب ہولناک منتظر ہے اوس شخص کا جو نا انصافی
کرتا ہے اور فریب ایسے لوگون کی تحقیق کہ وہ (خدا) باطل
کردیگا ۱۶۔ وہ لوگ کہتے ہین کہ خدا نے رحیم اولاد رکھتا ہے پس تمنے
کلمہ کفر کہا قریب ہے کہ آسمان اور زمین شگافتہ ہوجائین اور پہاڑ
ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین سبب اسکی کہ وہ نسبت دیتی ہین بیٹے کی
خدا ے رحیم کیطرف حالانکہ یہ نہین شایان ہی خدائے رحمن کو کہ اولاد
رکھے تحقیق کہ کوئی چیز آسمان اور زمین پر نہین ہے مگر وہ جائیگی
خدائے رحمن پاس مثل اوسکے بندون کے ✣

آیات دربار راحت و مصیبت (کن لوگونکو ہوگی ✣)

قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ پہیلاتی ہے اپنی تاریکی قسم ہے اوس
دن کی جبکہ وہ روشن ہوتا ہے قسم ہے اوس شخص کی جس نے

پیدا کیئے ہین نر اور مادہ تحقیق کہ تم جدا جدا مطلب رکہتے ہو لکن وہ شخص
جو دیتا ہے زکوۃ اور ڈرتا ہے خدا سے اور اطاعت کرتا ہے نیکیون کی
پس اوسکے لیئے ہم آسان کر دینگے راہ خوشی کی لکن جو شخص کہ حریص
ہے اور دولت کی طرف مائل ہے اور جو کہتا ہی نیکی کو کہ جہوٹ ہے
پس اوسکے لیئے ہم آسان کر دینگے راہ مصیبت کی ۲- یہ خدا ہی جسنے
مستحکم کی ہے بنیاد زمین کے اور اوسپر بنایا ہی
آسمانون کو اور بنایا ہے متین اور کین ہین مہاری صورتین اچہی
اور دیتا ہے متین رزق حسن یہ خدا تمہارا رب ہی پس مبارک
ہے خدا بالک جو تمام عالمونکا کوئی خدا نہین سوا اوسکے پس جاؤ اوسکے
پاس اور اوسکی عبادت خالص کرو جمیع تعریفین ثابت ہین خدا کیلئے
جو پروردگار ہے تمام عالمونکا وہی دیتا ہے زندگی ہور موت اور جب
وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کا تو وہ اوس شے سے کہتا ہے کہ ہو جا تو پس وہ
ہو جاتی ہے فقط-

آیات درباب ناشکر گذاری انسان بنسبت خدا کے

قسم ہے اون ہنہنانی والے گہوڑون کی اور اون گہوڑون کی جنکی
ٹاپون سے ہنگام جنگ چنگاریان نکلتی ہین اور اون کی جو جہپٹ
کر حملہ کرتے ہین صبح کو اور اپنے ٹاپون سے خاک اوڑاتی ہین اور
صفین غیر کے لشکر مین گہس (ا) ہین تحقیق کہ انسان اپنے پروردگار
کا ناشکر گذار ہے اور اس امر کا وہ خود گواہ ہے اور تحقیق کہ وہ

دنیا کی نفع کی بہت محبت رکھتا ہے کیا وہ نہین جانتا کہ جب قبر
جو قبر مین ہے محشور کیجاے گی اور جو چیز آدمیون کی دلونمین ہن
ظاہر کیجاے گی تحقیق کہ اونکا پروردگار آگاہ ہوگا اوسدن ولنسی

آیات دربارۂ روزِ قیامت

اوس روز (آخری) کو صور پہونکا جائیگا پس جو چیزین کہ زمین پر ہین
سب خوف زدہ ہو جائین گی سوا اوس شخص کے جس کو خدا چاہیگا
کہ نجات دے اور سب جائینگی اوسکی خدمت مین مثل سائلون کے
اور تو دیکھے گا کہ وہ پہاڑ جنکو تو ایسا مضبوط خیال کرتا ہے
اسطرح پارہ پارہ ہو جائینگے جس طرح ابر پھٹ جاتا ہے یہ صنعت ہے
خدا کی جو انتظام کرتا ہے ہر چیز کا جو کچھ کہ تم کرتے ہو وہ خوب جانتا
ہے ۳۔ جبکہ زمین مین زلزلہ پڑجاوے گا اور وہ اپنے بوجہ
نکالکر پہینک دے گی اور لوگ کہین گے کہ اوسے کیا ہوگیا ہے
اوسدن وہ کہے گی اپنی خبرین اسواسطے کہ تحقیق خدا اوسی وحی
کرے گا اوسدن بنی آدم آئین گے صف بستہ دیکھنی کو اپنے
اعمال اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کے نیکی کی ہوگی پس
اوسے دیکھے گا اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کی بدی کی
ہوگی پس اوسی دیکھیگا تم جبکہ آسمان پھٹ جائین گے اور
جبکہ ستارے منتشر ہو جائین گے اور جبکہ دریا آپسمین ملجائینگے

اور جبکہ قبرین الٹ دیجاوینگی پس ہر نفس سمجھ لیگا اپنے پیشتر اور حال کے اعمال لیکن جبکہ ایک مرتبہ صور پہونکا جائیگا اور زمین اور پہاڑ شق ہو جائینگے پس اوسدن وہ عذاب جیسی فوراً آنا چاہیئے فوراً آ نزدیک گا اور آسمان پھٹ جائیگا اسواسطے کہ اوسدن وہ نرم ہوگا اوسدن تم حاضر کیئے جاؤگے سامنے اوسکی (خدا کی) اور کوئی عمل تمہارے مخفی عملون سے چھپا نہیگا۔ جبکہ آفتاب لپیٹا جائیگا اور جبکہ ستارے گر پڑینگے اور جبکہ پہاڑ حرکت مین لائے جاوینگے اور جبکہ اونٹنی جو دس مہینہ کا عمل رکہتی ہون گی چھوڑ دی جاوینگی اور جبکہ جانوران صحرائی جمع کیئے جاوینگی اور جبکہ دریا جوش مین آئینگے اور جبکہ روحین اپنے جسمونسے پھر ملائی جائینگی اور جب کہ اوس لڑکی سے جو زندہ دفن کر دیئے گئی تھے پوچھا جائیگا کہ کس جرم پر وہ قتل کیئے گئے تھے اور جبکہ جہنم سے شعلی بلند ہون گے اور جبکہ بہشت قریب لایا جائیگا اوسوقت ہر نفس جانیگا جو کچھہ کہ اوس نے کیا تہا۔ فقط

آیات در تعریف خلق و مہمان نوازی

۱۔ نیکی کرو اپنے ماں باپ سے اور اپنے خاندان سے اور یتیمون سے اور غریبون سے اور ہمسایہ سے خواہ تمہارا عزیز ہو خواہ غیر اور ہمنشین سے اور راہگیرون سے اور اون غلامون سے جو تمہارے ملکیت ہین

مین ہون تب علاوہ اس کے ہمنے حکم کیا ہے کہ انسان کو کہ اپنی ماں
باپ سے مہربانی پیش آسے ساتھہ تکلیف کے اوسکی ماں تحمل کرتی
ہے اوسکا اور ساتھہ تکلیف کے جنتی ہے اوسے اور اوسکا حمل
اور جدائی تیس مہینو نہین ہوتی ہے اور جبکہ وہ طاقت کو حاصل کرتا ہی
اور چالیس برس کا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ خداوندا توفیق دے
مجھے کہ تیری نعمتون کا شکریہ ادا کرون جو تونے دی ہین مجھے اور میرے
ماں باپ کو فقط۔

آیات دربابِ قرآن مجید

مبارک ہے وہ شخص جسنے نازل کیا ہے قران روشنی بخشنی والا اپنی
بندے پر تا کہ وہ تمام مخلوقات کو تنبیہ کرے اوسی کی ہی سلطنت
آسمانون کی اور زمین کی کوئی بیٹا رہ نہین رکھتا ہے اور نہ کوئی
شریک رکھتا ہے اپنے ملک مین سب چیزین اوسنے پیدا کی ہین اور
مقدر کی ہین اون کی تقدیرین قسم ہے اوس ستارے کی جبکہ
وہ غروب ہوتا ہے کہ تمہارا صاحب (یعنے محمدؐ) جھوٹ
نہین کہتا اور نہ گمراہ ہے اور نہ وہ کلام کرتا ہے موافق اپنے
خواہش نفسانی کے قران نہین ہے مگر وحی جو نازل کی ہے
اوسنے اور تعلیم کی ہے اوسے وہ کرتا ہا ایک شخص صاحب قوت و عقل
نے تم کیا خیال کرتے ہو آگ کہ تم نکالتے ہو آیا تم نے وہ درخت پیدا کیا ہی جس سے تم

لیتے ہو یا ہم اوس کی پیدا کرنے والے ہین ہمنے مقرر کیا ہے
اوسی واسطے تنبیہ کے اور کیا ہے اوسے نافع واسطے مسافران صحرا کے
پس تعریف کر تو نام کی اپنے پروردگار کی جو خداے جلیل ہے
مین قسم کہاتا ہون ستارون کے غروب ہونیکی (جو کہ ہے
بڑی قسم اگر تم اوسے سمجھو) کہ یہ عزت کیا گیا قران ہے جس کی اصل
لکھی ہے لوحِ محفوظ پر پس کوئی نہ مس کرے اوسے مگر وہ لوگ جو
پاک ہین یہ ایک وحی ہے اوس خدا کیجانب سے جس نے پیدا
کی ہین سب چیزین فقط

آیات درباب دیانت درمعاملات

افسوس ہے اون لوگون پر جو خراب کرتے ہین پیمانہ کو یا وزن کو
جبکہ اورون سے پورا وزن لیتے ہین لکن خود اونہین کم وزن
دیتے ہین کیون کیا وہ نہین گمان کرتے کہ وہ پہر زندہ کیے جاینگے
اوس روزِ عظیم کو وہ روز جبکہ تمام بنی آدم حاضر ہونگے سامنے
ربّ العالمین کے ۲ خداے رحیم نے سکہایا ہے اپنے بندے کو
قران پیدا کیا ہے اوسے اور تعلیم کیا ہے اوسے کلام فصیح
آفتاب اور ماہتاب ہر ایک انمین سے رکہتا ہے اپنا وقت مقرر اور نباتات
اور درخت جہکتے ہین بندگی کے لیئے اور آسمان کو اوس نے بلند کیا
ہے اور مقرر کیا ہے میزان کو تاکہ میزان مین تم تعدی نہ کرو پس وزن

ساتھ دیانت کے اور نہ گھٹاؤ میزان کو ۳۔ وہ صدا وہ صدا کیا ہے تو ا
شخص تجھے بتا دیگا کہ وہ صدا کیا ہے وہ روز جبکہ آدمی ہون گے
مانند پروانہ ہائے پراگندہ کے اور پہاڑ ہونگے مثل دھنکی ہوئی
روئی کے اوس دن جس شخص کے پلہائے عمل بھاری
ہون گے وہ خوش ہوگا لیکن وہ شخص جسکی پلہائے عمل ہلکی ہونگی
اوسکا مسکن وہ صدق ہے اور کون تجھے بتا سکتا ہے کہ وہ
خندق کسقدر خوفناک ہے (خندقہا جہنم سے) تحقیق کہ وہ سے
آتش شعلہ بار فقط۔

آیات درباب محمدؐ (قرآن آپؐ پر نازل کیا گیا)

تاکہ تو رنجیدہ نہ ہو (اے محمدؐ) ہمنے نازل کیا ہے یہ قرآن تجھپر مثل ایک
تنبیہ کے اون لوگون کے واسطے جو ڈرتے ہین یہ ہے ایک پیام
اوس شخص کی جانب سے جسنے بنایا ہے زمین کو اور بلند کیا ہے
آسمانون کو خدای رحیم بیٹھتا ہے اپنے تخت پر اوسی کا ہے جو کچھ ہے
آسمانونمیں اور جو کچھ کہ ہے زمین پر اور جو کچھ کہ ہے اون دونون کے
درمیان مین اور جو کچھ کہ ہے نیچے گیلی مٹی کی کچھ ضرورت نہین ہے
کہ تو بلند کرے اپنی آواز اسواسطے کہ وہ جانتا ہے خفیہ باتین اور
جو کچھ کہ اوس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کوئی خدا نہین سوا
اوس کے بہت بڑے ہین اوس کے نام قسم ہے دوپہر کی

کہ روشنی کی اور قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک ہوتی ہے
خدا نے تجھے نہین چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ تجھ سے ناراض رہے
یقین کر تو (اے محمد) کہ زمانۂ آیندہ ہوگا تیرے واسطے بہتر بہ نسبت
زمانۂ گذشتہ کے اور خدا دیگا تجھے ایسا ثواب کہ تو خوش ہوجائیگا
کیا نہین اوسنے تجھے یتیم پایا پس پناہ دے تجھے اور کیا
نہین پایا اوسنے تجھے گمراہ پس ہدایت کی تجھے اور کیا نہین پایا
اوسنے تجھے غریب پس امیر کر دیا تجھے پس ظلم نکر تو یتیم پر اور
دور کر تو سایل کو اور ظاہر کر نعمت اپنے پروردگار کی [illegible]
پڑھہ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جسنے پیدا کیا پیدا کیا انسان کو
ایک لطفہ خون سے پڑھہ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جو سب سے زیادہ بزرگ ہے
اور جسنے سکھایا ہے تجھے (وحی لکھنی کیلیے) ساتھ قلم کے سکھایا ہے
انسان کو جو وہ نہین جانتا تھا ــ مین قسم کھاتا ہون اوس روز
کی تحقیق کہ انسان کی قسمت مین ہے تباہی سوا اونلوگون کے جو
ایمان لائے ہین اور کرتے ہین وہ باتین جو نیک ہین اور حکم
کرتے ہین راستی کا اور ترغیب دیتے ہین نیک چلنی کی +
ایک دوسرے کو فقط

آیات درباب اخلاق حمیدہ

آ ــ زنا سے سروکار نہ رکھو اسواسطے کہ یہہ بری بات ہے اور خراب

طریقہ ہی ۲- کہہ تو مومنین سے کہ وہ روکین اپنی آنکھین اور لحاظ رکھین اپنی
عصمت کا پس اس طرح وہ ہوجاینگے زیادہ تر پاک خدا خوب جانتا
ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہین ۳- نہ چل غرور سے زمین پر اسواسطیکہ
تو نہین تہ کافتہ کرسکتا اوسی نہ تو برابری کرسکتا ہی پہاڑون کی قدمین
یہ سب برا ہے اور مکروہ ہے نظر مین پروردگار کے تیرے ۴- نرمی کرو
اون لوگون سے جو حاضر ہوتے ہین سامنے پروردگار کے صبح کو اور
شام کو درحالیکہ وہ چاہتے ہین اوسکی خوشنودی اور تو نہ پھیر اپنی
آنکھین اون کی طرف سے تلاش مین دنیا کی حشمت کی اور نہ اطاعت
کر تو اوس کی جس کی دل ہمنے بھلادی ہے اپنی یاد اور جو
پیروی کرتا ہے اپنی نفسانی خواہشون کی اور چھوڑ دیتا ہے
راستی کو ۵- آؤ مین پڑھتا ہون جو کچھ تمہارے پروردگار نے
تمپر فرض کیا ہے کہ تم کسی چیز کو اوسکا شریک نہ کردانو اور نہ قتل کرو
اپنے لڑکون کو بسبب مفلسی کے اون کو اور تمہین خدا رزق دیگا
اور بری چیزون کے قریب نہ جاؤ نہ ظاہر مین اور نہ باطن مین
اور قتل نہ کرو اوس شخص کو جسکی قتل کو خدا نے منع کیا ہی مگر ساتھ
حق کے یہ اوسنے تمہین حکم کیا ہی تاکہ تم سمجھو ۶- اے مومنو
بہ تحقیق کہ شراب اور وہ لہو و لعب جنمین بازی ہوتی ہے اور
بت اور تقسیم کرنے والی تیر ہین بدکام شیطان کے پس پرہیز کرو
اوسنی تاکہ تم رستگار ہو شیطان کوشش کرتا ہے کہ ڈالے تم مین

بغض و عداوت بسبب شراب کے اور قمار بازی کی اور باز رکھتی ہین
یاد الٰہی سے اور نماز سے پس کیا تم اون سے نہ پرہیز کرو گے اطاعت
کرو خدا کی اور اوس کی رسول کی اور ہوشیار رہو اے وہ لوگو جو
ایمان لائے ہو انصاف کا لحاظ رکھو جبکہ تم گواہی دو سامنے خدا کے
اگرچہ وہ ہو تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا خاندان کے
مخالف خواہ وہ فریق امیر ہو خواہ غریب خدا سزاوارتر ہے اون
دونون سے پس نہ پیروی کرو اپنی خواہشون کی گواہی دینے مین
ایسا نہ ہو کہ تم پھر جاؤ راستی سے اور اگر تم روکو گے اپنی گواہی یا انکار
کرو گے اوس کے اظہار سے پس تحقیق کہ خدا جانتا ہے جو کچھ کہ تم
کرتے ہو۔ کیا چیز ہے بہت ضرور گواہی دینے مین کہہ تو کہ خدا
گواہ ہے درمیان میرے اور تمہاری اور اوسکا قران مجھ پر وحی کیا گیا
ہے تاکہ مین تنبیہ کرون اوسکے ذریعے سے تمہیں اور اون سب کو
جن تک یہ پہونچ سکے فقط

آیات درباب ایتام

دو تم یتیمون کو اونکا مال اور نہ بدلو اپنی کم قیمت چیزون کو اون کی
بیش قیمت چیزون سے اور نہ کھا جاؤ اون کے مال
اسواسطے کہ یہہ بڑا گناہ ہے ۲- اور وہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہین
یتیمونکے بارے مین پس کہہ تو کہ اصلاح اونکی بہتر ہے لیکن اگر تم

دست اندازی کرو اوس چیز مین جو اون کی ہے لیکن اونکو [illegible]
ضرر نہ پہونچاؤ اسواسطےکہ وہ ہین تمہارے بہائی ہین خدا امتیاز کرتا ہے
بے ایمان اور ایماندار مین اور اگر خدا چاہے گا تو تمہین [illegible]

آیات درباب والدین

پروردگار حکم کرتا ہے کہ تم عبادت کرو کسیکی سوا اوسکے اور [illegible]
کرو اپنے ماں باپ سے خواہ ایک اونمین سے خواہ دونون [illegible]
ہوجاتین اور نہ کہو اونسے اُف اور نہ اونہین ملامت کرو [illegible]
عزت سے کلام کرو اون دونون سے اور [illegible] آگے [illegible]
کہہ کہ خداوندا رحم کر اونپر جسطرح کہ اونہون نے مجھے پرورش کیا [illegible]
چھوٹا سا تھا۔ اور ہمنے حکم کیا ہے آدمیون کو کہ [illegible] نیکی کرے [illegible]
ماں باپ سے اوسکی ماں برداشت کرتی ہے اوسے ساتھ تکلیف کے
اور جنتی ہے اوسے ساتھ [illegible] کے اور اوسکا حمل اور فصال
تیس مہینون مین ہوتا ہے۔ [illegible]

آیات درباب زہد و تقوی

اے کوئی نیکی نہین ہے تمہارے مونھہ پہیرنے مین طرف مشرق کے
یا مغرب کے لیکن نیکوکار وہ شخص ہے جو ایمان لایا اوپر خدا کے اور
روز قیامت [illegible] ملائکہ [illegible] [illegible] پر جو شخص کہ خدا کی محبت

تا ہے اپنی دولت اپنی عزیزون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون
ور اون لوگون کو جو سوال کرتے ہین جو خیال رکھتا ہے نماز کا
اور دیتا ہے زکوۃ اور جو ہی اون لوگو نمین سی جو ہوتے ہین وفا
کرنے والی اپنی عہدون کی جبکہ وہ عہد کرتے ہین اور جو صبر کرتی ہین
مصیبتون اور تکلیفو نمیں یہ لوگ وہ ہین جو عادل اور پرہیزگار
ہین یہ لوگ وہ ہین جو ڈرتے ہین خدا سے فقط

آیات درباب نماز

پڑہ تو وہ چیز جو وحی کی گئی ہے تجہہ قران سی اور ہمیشہ بجالا نماز اسواسطیکہ
نماز منع کرتی ہے بری اور ناپاک چیزون سے اور تحقیق کہ
یاد کرنا خدا کا بہت بڑا امر ہے ۲ ہوتم ہمیشہ بجالانیوالی نماز کے اور
دو زکوۃ اور جو نیکی کہ بہنے کی ہے اور بہیجی ہمیشہ واسطے راحت دینے
اپنی روحون کے تم پاوگے اوسی خدا سے اسواسطے کہ تحقیق خدا
دیکہتا ہے جو کچہ کہ تم کرتے ہو ۳ خدا کا ہی مشرق اور مغرب پس جسطرف کہ
کہ پہیر وگے تم اپنی منہین نماز کے لیئے اوسی طرف خدا ہی اسواسطیکہ وہ ہی
ہر جگہ حاضر اور جانتا ہے ہر چیز کو ۴ تحقیق وہ جو پڑہتے ہین کتاب خدا
اور لحاظ رکہتے ہین نماز کا اور دیتے زکوۃ خفیہ اور علانیہ اوس
چیز مین سے جو ہمنے دی ہے او نہین امید رکہتی ہین ایک تجارت
کی جس کے لیئے زوال نہین ہے فقط

آیات درباب اون لوگون کے جو غیبت اور بدلی کرتی ہین

افسوس ہے ہر بدگو اور غیبت کرنیوالی پر جو جمع کرتا ہے مال کو اور رکھتا ہے اوسے آیندہ کے لیے تحقیق کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اوس کی دولت رہے گی ساتھ اوسکے ہمیشہ ایسا ہرگز نہین ہے بلکہ وہ ڈالا جائیگا حطمہ[1] مین اور کون بتائیگا تجھے کہ حطمہ کیا ہے وہ ہی ایک آگ ہے جسے روشن کیا ہے خدا نی جو ظاہر ہو گی دلون پر اور گنہگارون سے بہ تحقیق کہ وہ چڑھے گی اونپر مانند ایک محراب دار چیت کے جو قائم ہو بڑی بڑی ستونون پر فقط۔

[1] یہہ ایک نام ہی جہنم کی ناموں مین سے فقط منہ

آیات درباب روح

قسم ہے آفتاب اور اوسکی روشنی کی قسم ہے ماہتاب کی جبکہ وہ بعد آتا ہے اوس کے قسم ہے اوسدن کی جبکہ وہ ظاہر کرتا ہی اوسکی بزرگی قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک کرتی ہے اوسی قسم ہی آسمان کی اور اوس شخص کے جسنے بنایا ہی اوسے قسم ہے زمین کی اور اوس شخص کی جسنے گستردہ کیا ہے اوسے قسم ہے نفس کی اور اوس شخص کی جسنی عمدہ بنایا ہی اوسے اور دیا ہی اوسے علم تاکہ وہ تمیز کرے اور دی ہے اوسے قدرت تاکہ وہ پسند کرے راستی یا گمراہی پس رستگار ہے وہ شخص جسنے رکھا ہی

کہا ہے اوسی پاک اور گمراہ ہی وہ شخص جسنے رکھا ہو اوسے نجس ٭

آیات درباب زنان

اور تو کہہ زنان مومنات سی کہ باز رکھین اپنی آنکھین اور لحاظ رکھین عفت کا اور وہ نہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی شوہرون کی اور اپنے آبا کے اور اپنی بیٹون کی اور اپنے شوہرون کے بیٹون کی اور نہ وہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی لونڈیون اور غلامون اور نوکرون اور اون لڑکون کے جو نہین سمجھ سکتے عورتون کی برہنگی اور نہ بجاوین اپنے پاؤن تاکہ ظاہر کرین اپنی مخفی زیور عورتین نہ ہنسین اور عورتون کی ذلیل کرنے کو جو کہ شاید بہتر ہین اون سے نہ ایک دوسرے کو بدنام کرے اور نہ ایکدوسری کو پکاری بری ناموں سے فقط۔

تمت بالخیر